تالیف

علامہ الشیخ جعفر الشوستریؒ

ترجمہ

مولانا الشیخ عطا حسین النجفی

مناقب الحسین و عرفان المظلوم

ترجمہ

خصائص الحسین و مزایاء المظلوم

مناقب الحسینؑ
و
عرفان المظلوم

ترجمہ

خصائص الحسینؑ و مزایا المظلوم

مصنفہ

حضرت علامہ شیخ جعفر شوستری

جلد دوم

مترجمہ

جناب مولانا شیخ عطا حسین نجفی

مجتہد العصر والزماں

مطبوعہ:- اکرام حسین لیتھو الیکٹرک مشین پریس

پرہلادگھاٹ وارانسی

طبع اول — ۱۳۹۸ھ

تعداد — ۵۰۰

ناشر — سید جواد حسین [illegible] پوری

کاتب — مولوی ہادی حسن خاں جونپوری

طابع — اکرام حسین لیتھو الیکٹرک مشین پریس
(جوار بہ عربی کالج)
پرہلاد گھاٹ - وارانسی
فون نمبر ۶۶۰۳۸

قیمت — بارہ روپئے پچاس پیسے

ملنے کا پتہ

سید جرار حسین رضوی معرفت مولانا عطا حسین صاحب قبلہ

محلہ دوسی پورہ - مکان نمبر ۲۶/۱۵ جے (حلقہ حبیب پورہ)
شہر بنارس - یو - پی

عرضِ حال

الحمد للہ کہ دیرینہ تمنا پوری ہوئی۔ "مناقب الحسینؑ" کی اس دوسری جلد کی اشاعت کے ساتھ ہی "خصائص الحسینؑ" کا ترجمہ مکمل ہو گیا۔ اپنی گوناگوں مصروفیتوں کے باعث کوئی خدمت حسبِ ضرورت نہ کر سکا اس کا افسوس ہے۔ جناب مولانا الشیخ عطا حسین صاحب قبلہ نجفی مجتہد العصر والزمان کا تعارف سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے۔ تاہم حقیر نے جلد اول میں کسی قدر ذکر کیا ہے۔ مولانا موصوف کی محبت ہے کہ ہماری غیر حاضری کو نہ صرف یہ کہ معاف فرمایا بلکہ اپنی دن رات کی کاوشوں اور دماغ سوزی کے بعد اور ترجمہ مکمل فرمانے کے بعد حقیر کو نظر انداز نہیں کیا۔ ہم کو اپنی کوتاہیوں کا اعتراف ہے لیکن بیحد خوشی اس بات کی ہے کہ کام مکمل ہو گیا۔ اس میں کامیابی کس حد تک حاصل ہوئی فیصلہ ناظرین کے ہاتھ ہے۔

بارگاہِ جناب معصومہ سیدۃ نساء العالمین فاطمۃ الزہرا صلوات اللہ وسلامہ علیہا میں یہ کاوش مقبول ہو، اس کے لئے دعاگو ہوں۔ فقط والسلام

خاکپائے ابوتراب

جرار رضوی

(علی نگری)

۷۸۶

انتساب

میں اس کتاب .. مناقب الحسینؑ و عرفان المظلوم جلد دوم "
ترجمہ خصائص الحسینؑ و مزایا المظلوم کو روح طہارت و عصمت
گوہر معدن امامت، سلالۂ نبوت، بقیۂ عترت و صفوت
حضرت حجت امام عصرؑ عجل اللہ فرجہ کے نام نامی و اسم گرامی سے
منسوب کرتا ہوں ۔ احقر مترجم

دیباچہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی نوّر قلوب المحبین بنور الاسلام والایمان وشرح صدور العارفین بلوامع العرفان والایقان وھدانا الی التمسّک بالعروۃ الوثقیٰ والحبل المتین بولایۃ امناء الرحمٰن ومعرفۃ اسرار القرآن والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیدنا المصطفیٰ المنتجب الزکی محمد النبی الامی الذی ظہر بہ کمال قدرۃ اللہ وبلاغ حکمتہ فی عالم الاکوان وعلیٰ وصیہ وابن عمہ علی بن ابی طالب الذی ھو للحق امین وللخلق امان وعلیٰ سبطیہ سیدی شباب اھل الجنان وعلیٰ سائر اولادہ وعلیٰ عترتہم الذین ھم امناء الرحمٰن وسادات الزمان وحملۃ اسرار الذکر والبیان وخزنۃ علم الملک المنّان صلوٰۃ توازی ما تحملوہ من الاذی فی بیان الحق بحق البیان ولعنۃ اللہ علی اعدائھم ومعاندیھم مامدّت حبّ الطیور علی الافنان بانواع الالحان۔

کتاب "خصائص الحسینؑ ومزایا المظلوم" کے بارہ عناوین ہیں، چھ عناوین کا ترجمہ جلد اوّل میں پیش کیا جا چکا ہے۔ الحمدللہ دوسرے چھ عناوین کا ترجمہ ایک مدت طولانی کے بعد دوسری جلد کی شکل میں ناظرین کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے۔ مصنف علام شیخ جعفر شوستری اعلی اللہ مقامہ نے جن روایتوں کو اپنے مطلب کے استدلال میں پیش کیا ہے اُن کا حوالہ بھی میں نے مختلف کتابوں سے لکھ دیا ہے تاکہ ناظرین کو فائدہ پہونچے۔ اور وہ روائتیں جو عقائد مسلّمات کے خلاف تھیں اُس پر حاشیہ بھی میں نے لگا دیا ہے اور بعض مبہم عبارتوں کی تشریح بھی کر دی ہے۔

مصنف علام کی بعض عبارتوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کتاب "خصائص الحسین ع" کی دوسری جلد بھی ہے مگر ابتک وہ کتاب منظرِ عام پر نہیں آئی انشاءاللہ دستیاب ہونے کے بعد ناظرین کی خدمت میں اس کا ترجمہ پیش کیا جائیگا۔

بارگاہِ حضرت فاطمہ زہرا صلوات اللہ وسلامہ علیہا

میں استدعا ہے کہ ناچیز کی اس حقیر خدمت کو قبول فرمائیں۔ فقط

الشیخ عطا حسین نجفی

۱۵ ر جمادی الاول ۱۳۹۶ھ

یوم پنجشنبہ

العنوانُ السّابع

(ساتواں عنوان)

امام حسین علیہ السلام کی زیارت کے خصوصیات کے بیان میں جو وسائل حسینیہ میں سب سے بڑا وسیلہ ہے۔ اور وہ چند ابواب میں بیان ہوں گی۔

ع۱ زیارت کے خاص فضائل کا بیان۔

ع۲ زیارت کی ایک مخصوص فضیلت جس کا ذکر تنہا اس لئے کیا گیا ہے کہ ان تمام فضائل میں ممتاز ہے۔

ع۳ اُن صفات خاصہ کے بیان میں جو زائرین امام حسین علیہ السلام کو حاصل ہیں۔

ع۴ ایک صفت خاص کے بیان میں جو زائرین امام حسین علیہ السلام کے لئے مخصوص ہیں۔ اس کا تذکرہ تنہا اس لئے کیا گیا ہے کہ وہ صفت تمام صفات

ہیں ممتاز ہے۔

۵ع زیارت کے احکام شرعیہ کے بیان میں۔

۶ع زیارت کے شرائط و آداب شرعیہ کے بیان میں۔

۷ع اُن آثار کے بیان میں جو ترکِ زیارت امام مظلوم پر مترتب ہوتے ہیں۔

۸ع امام حسین علیہ السلام کی اُن مخصوص زیارتوں کے بیان میں جن کا تعلق کسی خاص وقت یا تاریخ سے ہے۔

۹ع زیارت امام حسین علیہ السلام کے بدل و قائمقام کے بیان میں۔ اور زیارت کا قائمقام و بدل معیّن کرنا لطف الٰہی ہے۔

۱۰ع زیارت کی عبارتوں میں جو مخصوص خطابات امام حسین علیہ السلام کے لئے ہیں اُن کے بیان میں۔

۱۱ع امام حسین علیہ السلام کے اُن زائرین کے بیان میں جنھوں نے امام حسین علیہ السلام (کے تربت) کی زیارت اُن کی شہادت کے قبل کی ہے۔

۱۲ع امام حسینؑ کے اُن زائرین کے بیان میں جنھوں نے امام حسین علیہ السلام کی زیارت اُن کی شہادت کے بعد کی ہے۔

باب اوّل

زیارت کے مخصوص فضائل کے بیان میں۔ اور اُن کا علم گیارہ جہتوں سے ہوتا ہے۔

الجہۃ الاولیٰ

۱۔ الجامعیۃ (یعنی زیارت اپنے اندر تمام عبادات کو جمع کئے ہوئے ہے)۔
آپکو معلوم ہونا چاہیئے کہ خالق کی حکمت بالغہ مقتضی ہوئی کہ بندوں کو خاص اعمال کی تکلیف دے جو واجب بھی ہوں اور مستحب بھی۔ اور اُن اعمال کے لئے اُس کی بارگاہ میں تقرب حاصل کرنے کے لئے مخصوص آثار ہوں۔ جیسے غذائیں جسم انسان کیلئے۔ یعنی غذا کا اثر جسم انسان پر طعم و ذائقہ اور اُس کی خاصیت دونوں اعتبار سے ہوتا ہے لہٰذا انسان ایک قسم کی غذا استعمال کرکے دوسری قسم کی غذا سے بے نیاز نہیں ہو سکتا اسی لئے بعض محققین نے کہا ہے کہ انسان کو یہ نہ چاہیئے کہ اعمال مستحبہ میں سے افضل کو منتخب کرے اور اُسی پر اکتفا کرے۔ کیونکہ وہ اعمال جو افضل کے مقابلہ میں غیر افضل ہیں کم فضیلت رکھتے ہیں۔ اگر اُن پر عمل نہ کیا گیا تو اُن کم فضیلت رکھنے والے اعمال کے خصوصیات فوت ہو جائیں گے۔ اس لئے کہ خصوصیات کا حصول عمل پر معلق ہے۔ اور خداوند عالم نے مخصوص کر دیا ہے اپنی عبادت و اطاعت کو (یعنی زیارت امام حسینؑ) اس طرح کہ زیارت مظلومؑ میں تمام واجب، مستحب، قولی و فعلی، قلبی و بدنی عبادات کو جمع کر دیا ہے۔ اگرچہ جتنے اعمال واجبہ ہیں اُن کا وجوب زیارت کرنے سے ختم نہ ہوگا بلکہ اُن کا بجالانا ضروری و واجب رہیگا۔ اس لئے کہ واجبات کی تکلیف میں دیگر مصالح بھی ہیں۔ (اب ہر عبادت کا جائزہ لیا جا رہا ہے اور اس کو زیارت سیدالشہداءؑ کے فضائل کی روایت سے مطابق کیا جا رہا ہے اور بتایا جا رہا ہے کہ زیارت ہی ہر عبادت کا ثواب ملتا ہے تاکہ اُس کی جامعیت ثابت ہو جائے)۔

نماز ــــــ جو افضل اعمال اور عمود دین ہے۔ اس کا حصول زیارت سید الشہداء میں دو طریقوں سے ممکن ہے۔

پہلا طریقہ افضل اعمال کو حاصل کرنے کے لئے یہ ہے کہ بہت سی نمازیں حاصل ہوتی ہیں ایک نماز کے عوض میں اس طرح کہ جب کوئی شخص امام حسینؑ کی زیارت کرے اور اُن کی قبر مطہر کے پاس ایک نماز ادا کرے تو ایک نماز عدد کے اعتبار سے بہت سی نماز شمار کی جاتی ہے جس کی انتہا معلوم نہیں[1]۔

دوسرا طریقہ امام حسینؑ کی زیارت کرنے سے ستر ہزار ایسے ملائکہ کی نماز کا ثواب ملتا ہے۔ جن کی ایک نماز ایک لاکھ آدمیوں کی نماز کے برابر ہے۔ جیسا کہ روایت میں ملتا ہے۔ کیونکہ وہ ملائکہ امام حسینؑ کی قبر مطہر کے پاس نمازیں پڑھتے ہیں اور اُن کی نمازوں کا ثواب زائرین سید الشہداء کو ملتا ہے[2]۔

زکوٰۃ ــــــ زائرین امام حسین علیہ السلام کو ہر زیارت کے عوض ایک ہزار زکوٰۃ مقبولہ کا ثواب ملتا ہے جیسا کہ روایت میں ہے۔

حج[3] ــــــ جو افضل اعمال ہے۔ یہاں تک کہ نماز سے بھی افضل ہے۔ کیونکہ حج میں نماز بھی داخل ہے۔ روایت میں وارد ہوا ہے کہ زیارتِ امام حسین علیہ السلام ایک عمرہ کے برابر ہے۔ بعض حدیث میں ہے کہ زیارت برابر ہے ایک حج کے۔ بعض روایتوں میں وارد ہوا ہے کہ زیارت سید الشہداءؑ دو حجوں کے برابر ہے۔ بعض میں ہے کہ زیارت دس حجوں کے برابر ہے۔ بعض میں ہے کہ بیس۲۰ حجوں کے برابر ہے۔ بعض میں بائیس۲۲، بعض میں اسی۸۰، بعض میں سو، بعض میں ایک لاکھ حجوں کے برابر ہے۔ بعض روایت میں ہے کہ زائر کو جب زمین پر قدم رکھتا ہے تو ایک حج کا ثواب اور جب زمین سے قدم اٹھاتا ہے تو

---

[1] بحار الانوار جلد ۲۲ ص ۱۱۳۔ [2] بحار الانوار ص ۱۱۹ جلد سبت و دوم۔
[3] بحار الانوار جلد ۲۲ ص ۱۴ تا ص ۱۷ باب حج۔

ایک عمرہ کا ثواب ملتا ہے۔

عرفہ کے دن امام حسین علیہ السلام کی زیارت کی فضیلت میں بشیر دہان کی روایت[1] میں ہے کہ جب تم میں سے کوئی فرات میں غسل کرتا ہے اور پھر قبر امام مظلوم پر اُن کے حق کو پہچانتے ہوئے آتا ہے تو خداوند کریم اُس کو ہر قدم اٹھانے اور رکھنے پر ایک سو حج مقبول اور ایک سو عمرہ مقبولہ کا ثواب عطا کرتا ہے۔ بعض روایت میں ثواب کی اور زیادتی بھی ملتی ہے۔ اور وہ یہ کہ دو سو حج و عمرہ جو زائر کو یوم عرفہ ہر قدم پر ملتا ہے وہ ایسا حج ہوگا کہ وہ رسول اللہ کی معیت میں ادا کیا گیا ہو۔ پس بعض روایت میں ہے کہ حجة مع رسول الله مقبولة زاكية۔ بعض روایت میں ہے کہ دو حجوں کا ثواب، بعض روایت میں دس حجوں کا ثواب بعض روایت میں تیس حجوں کا ثواب، بعض روایت میں پچاس حجوں کا ثواب اور بعض روایت میں ہے کہ ستر حجوں کا ثواب ملتا ہے کہ وہ رسول اللہ کی معیت میں ادا کئے گئے ہوں۔ زیارت کے ثواب میں ان سب ثوابوں سے زیادہ ثواب ایک روایت میں ملتا ہے جو عقل کو حیران کر دیتا ہے اور وہ یہ کہ زائر کو حج رسول کا ثواب ملتا ہے، رسول اللہ کی معیت والا نہیں، اور نہ صرف ایک حج کا ثواب بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ جیسا کہ عائشہ کی روایت[2] سے معلوم ہوتا ہے اس روایت کو میں نے پہلے لکھا ہے۔ اس روایت کے آخر میں جناب پیغمبر نے فرمایا ہے کہ جو حسین کی زیارت کریگا تو خداوند عالم لکھے گا میرے حجوں میں سے نوے حجوں کا ثواب۔ اور جو اختلاف ثواب کا روایت میں ہے کہ ایک حج یا دو حج یا چار حج یہانتک کہ نوے حج تو یہ زائرین کے مراتب کے اعتبار سے ہے۔ جس درجہ کا زائر کا ایمان ہوگا اور جس طرح کی معرفت زائر کو اللہ کی یا رسول اللہ کی یا ائمہ طاہرین کی خصوصاً امام حسین علیہ السلام کی ہوگی

---

[1] کامل الزیارات باب ۷۰ ص ۱۲۵۔ [2] بحار الانوار جلد ۱۰۱ ص ۱۱۵۔

اور جس قدر ان حضرات ؑ کی فضیلتوں پر یقین ہوگا اور جیسی معرفت امام حسین علیہ السلام کی خصوصیتوں کی ہوگی ، منجملہ ان خصائص کے ایک نبی کریم ؐ کا یہ بھی قول ہے کہ " انا من الحسین ؑ " پس اسی اعتبار سے ثواب میں زیادتی ہوتی جائیگی اور امام حسین علیہ السلام کی اسی خصوصیت ۔ انا من الحسین ؑ کی معرفت اگر زائر کو کما حقہ حاصل ہوئی تو اس کی زیارت حج نبی کریم کے برابر ہے ۔

اب یہ کہ زیارت نبی کریم ؐ کے حج کے برابر کیوں ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ جب کوئی زائر امام ؑ مظلوم سے ملاقات کے شوق میں اور ان کی محبت میں اور رسول ؐ کی محبت میں زیارت کیلئے جاتا ہے تو گویا اس نے اللہ کے بیت حقیقی کا حج کیا ایسے قلب سے کہ جو امام حسین ؑ کی محبت میں قلب نبی ؐ کے مشابہ ہے ۔ اور ایسے قلب سے جو مشابہ قلب نبی ؐ ہے امام حسین ؑ سے ارتباط ہیں ۔ تو جب ایسا زائر قبر امام ؑ مظلوم کے پاس حاضر ہو یا اپنے قلب کو امام حسین علیہ السلام کی طرف دور سے متوجہ کرے اور امام ؑ کی زیارت کرے اس قلب سے جس قلب میں امام ؑ کے مصائب کی بنا پر کرب و بےچینی ہے تو گویا اس نے امام ؑ مظلوم کی زیارت کا قصد قلب نبی ؐ سے کیا ۔ تو جب قلب نبی ؐ امام حسین ؑ پر نرم ہوتا تھا اپنی پشت سے نرمی کے ساتھ زمین پر اتارنے میں اس وقت جب وہ پشت رسول ؐ پر سوار ہوتے تھے ۔ اور آنحالیکہ نبی ؐ سجدے میں ہوتے تھے ۔ تو اگر زائر اسی کیفیت کا تصور کرے اس وقت جبکہ امام حسین علیہ السلام ابن وہب کے نیزے کی اذیت سے گھوڑے سے زمین پر گرے اور امام ؑ کے قلب شکستہ کو اپنے ایک سلام سے جوڑے اور اس مصیبت کا لحاظ کرکے تحفۂ سلام حضرت ؑ کی بارگاہ میں گذارے تو گویا اس وقت اس نے امام حسین ؑ کا اس طرح قصد کیا جیسے نبی کریم ؐ کیا کرتے تھے ۔ اور چونکہ امام حسین ؑ بیت اللہ سے عظیم تر ہیں فضیلت کے اعتبار سے ۔ اس لئے ان کی زیارت کا ثواب رسول اللہ ؐ کے

مجوں میں سے نوّے حج تک ایمان کے درجات کے تفاوت کی بنا پر پہونچیگا۔ اور اس کی وجہ یہ کہ جناب پیغمبر[۳] زیارت امام حسینؑ کے ثواب کو نوّے حج کے برابر کر کے خاموش کیوں ہو گئے تو یہ ایسا ماننے نہیں ہے رسول اللہ ہی واقف ہیں۔

صدقہ[۱] ——— (صدقہ دینے میں جو ثواب حاصل ہوتا ہے وہ ثواب امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرنے سے بھی ملتا ہے) اس لئے کہ ان کی زیارت میں ایک ہزار صدقہ مقبولہ کا ثواب ملتا ہے۔

روزہ ——— اس عبادت کا ثواب بھی زیارت امام حسینؑ میں ملتا ہے۔ روایت میں ہے کہ امام حسینؑ کی زیارت میں ایک ہزار روزہ دار کا ثواب ملتا ہے۔

اعانت فی سبیل اللہ ——— اللہ کی راہ میں مدد کرنا ——— یہ بھی عبادت ہے۔ اس عبادت کا ثواب بھی زائر امام حسینؑ کو ملتا ہے۔ اس لئے کہ جو شخص امام حسینؑ کی زیارت کرتا ہے وہ اُس شخص کی طرح ہے جو راہ خدا میں ایک ہزار گھوڑے پر جس پر زین کسی ہو اور لگام لگی ہوئی ہو سوار ہوا ہو۔

جہاد وغزوات ——— یہ بھی عبادت ہے۔ اس عبادت کا ثواب بھی زائر امام حسینؑ کو ملتا ہے۔ اس لئے کہ ایک ہزار شہداء کے بدلہ کو جتنا ثواب ملتا ہے اُتنا ہی ثواب زائر امام حسینؑ کو ملیگا۔ بلکہ وہ شہداء راہ خدا جو اپنے خون میں غلطاں ہوں اُن کا جو ثواب اللہ کے یہاں معین ہے اُتنا ہی ثواب زائر امام مظلومؑ کو ملیگا۔

غلام آزاد کرنا[۲] ——— یہ بھی عبادت ہے۔ امام حسینؑ کی

---

[۱] کامل الزیارات باب ۵۱ صفحہ ۱۴۳۔
[۲] کامل الزیارات باب ۶۷ صفحہ ۱۶۲۔

زیارت میں ایک ہزار غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے جو راہِ خدا میں آزاد کیے گئے ہوں۔ اور بعض روایت میں تو وارد ہوا ہے کہ جو شخص امام حسینؑ کی پیدل زیارت کرے تو خداوند عالم ہر قدم پر جس کو زائر اٹھاتا ہے اور رکھتا ہے ایک غلام کو آزاد کرنے کا ثواب لکھتا ہے جو اولادِ اسماعیلؑ سے ہوں۔

ذکر اور تسبیح ——— یہ بھی عبادت ہے۔ وارد ہوا ہے کہ خداوند عالم امام حسین علیہ السلام کے زائرین کے پسینے کے ہر قطرے سے ستر ہزار ملک خلق کرتا ہے جو اللہ کی تسبیح و تقدیس کرتے ہیں۔ اور ذکر میں تسبیح و تہلیل بھی شامل ہے اور وہ بھی جو تسبیح و تہلیل کے علاوہ ہو۔ (جیسے نعمات الٰہیہ کا ذکر) اور زیارت امام حسین علیہ السلام میں اُن ملائکہ مقربین (کے عمل) کا ثواب ملتا ہے جو "ذاکرین اللہ" کہلاتے ہیں۔

صلۃ الرحم ——— عبادت میں صلۃ الرحم بھی ہے اور اہلِ ایمان کے ساتھ احسان کرنا بھی ہے۔ امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرنا اپنے کو ملا دینا ہے اُس رحم سے جو رسول اللہ کا رحم ہے۔ (یعنی معنوی حیثیت سے اپنے کو اس رشتہ میں منسلک کر دینا ہے جس رشتہ میں رسول اللہ اور اُن کے اہلبیتؑ طاہرین ہیں) جو والدِ حقیقی ہیں۔ اور امام حسینؑ کی زیارت کرنا جناب رسول خداؐ، علیؑ مرتضیٰ، فاطمہ زہراؑ، حسن مجتبیٰؑ اور خصوصیت کے ساتھ امام حسینؑ کے ساتھ احسان کرنا ہے جو خود ہی احسان ہے۔

اطعام ——— یعنی بھوکے اور نادار وں کو کھانا کھلانا بھی عبادت ہے۔ چنانچہ خداوند عالم کا ارشاد ہے اَوْ اِطْعَامٌ فِیْ یَوْمٍ ذِیْ مَسْغَبَۃٍ یَّتِیْمًا ذَا مَقْرَبَۃٍ اَوْ مِسْکِیْنًا ذَا مَتْرَبَۃٍ یعنی بھوک کے دن رشتہ دار یتیم یا خاکسار محتاج کو کھانا کھلانا اور امام حسینؑ کی زیارت کرنا، اُن کے پیاسے اہلبیتؑ کو پانی پلانا ہے۔ اور احسان کرنا ہے ایسے امامؑ کے ساتھ جو ذی مقربہ، خاکسار و محتاج ہے جب تو

اُن کی زیارت اس طرح کرے "السلام علی المطروح بالعری" یعنی سلام ہو اُس پر جو صحرائے بے گیاہ میں شہید کیا ہوا پڑا ہے۔

منجملہ عبادات کے مومن کی زیارت کرنا، اُس کو سلام کرنا اور اُس کا اکرام کرنا بھی ہے۔ اور مومن کا اکرام تکیہ سے بھی ثابت ہوتا ہے۔ یعنی مومن کو اگر وہ تمہارے پاس آئے، ایسی جگہ دینا جس پر وہ تکیہ کر سکے۔ یا اُس کو عزت کے ساتھ بٹھانے سے یا اُس کی تعظیم و بزرگی کرنے سے بھی اُس کا اکرام ہوگا۔ اور امام حسین علیہ السلام جو سید المومنین ہیں اُن کی زیارت کرنا اُن کی بارگاہ میں تحفۂ محبت و تعظیم پیش کرنا ہے۔

منجملہ عبادات کے خداوند عالم کو قرضۂ حسنہ دینا بھی ہے۔ اور جب کوئی مومن کسی مومن مضطر کو قرض دیتا ہے تو خداوند عالم کہتا ہے کہ یہ قرض مجھے دیا گیا ہے۔ اور جب تو قرض دے گا امام المومنین (امام حسینؑ) کو جو مضطر ہیں، غریب الوطن تھا، جن سے لوگوں نے قطع تعلق کر لیا تھا۔ یہاں تک کہ اُن کی شہادت کے بعد اُن کی لاش پر بھی کوئی نہیں گیا۔ بلکہ لاش زمین کربلا پر گرم ریت پر پڑی رہی۔ اور جب تو قرض دے گا امام مظلومؑ کو اُن کی طرف قصد اور اُن کے قرب اور اُن کی زیارت کے ذریعہ تو یہ قرض بہت عظیم ہوگا اللہ کے ذمہ۔ اور میں نہیں جانتا کہ خداوند کریم اس قرض کو جب ادا کرے گا تو کتنا زیادہ کر کے واپس کریگا۔ اور میں نہیں جانتا کہ زیارت کے اجر کی مقدار کیا تک پہنچے گی۔ کیونکہ اپنے قرض کے جو قرض حسنہ ہے ادا کرنے کا وعدہ کریم نے کیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے "من ذا الذی یقرض اللہ قرضاً حسناً فیضاعفہ لہ اضعافاً کثیرۃ"

منجملہ عبادات کے عیادۃ المریض بھی ہے۔ اُس کے تارک سے خداوند عالم عتاب آمیز لہجہ میں یوں کہے گا کہ میرے بندے میں مریض تھا تو نے میری عیادت نہیں کی۔ اور زیارت امام حسین علیہ السلام حقیقتاً عیادت ہے مگر صرف بخار والے یا درد سر والے مریض کی نہیں جس کی تم عیادت کرتے

رہتے ہو - زیارت تو عیادت ہے زخمی اور پیاسے کی بلکہ مکروب دغمگین کی- بلکہ زیارت عیادت ہے حسینؑ مظلوم کے کٹے ہوئے اور کچلے ہوئے اعضا کی - یہ میں اپنی طرف سے نہیں کہتا ہوں بلکہ ذکر کیا ہے جب زہراؑ نے اس مضمون کو جب وہ اپنے فرزند کی زیارت کر رہی تھیں اُن کی قبر مبارک کے پاس - اس کیفیت زیارت کو کسی بزرگ نے خواب میں دیکھا تھا - معصومہؑ کے الفاظ یہ ہیں

" ایھا العینان فیضا واستھلا لا تغیضا

وابکیا بالطف میتا ترک الصدر رضیضا

لم امرضہ قتیلا لا ولا کان مریضا

یعنی اے چشم فیضان اشک شدت کے ساتھ کر اور کمی نہ کر حزن وغم میں اُس پر جس کا سینہ گھوڑوں کی ٹاپوں سے کچل دیا گیا - اور اُس کی کسی نے مریض جیسی تیمار داری کی اور نہ عیادت کی - پس جب تو اُن کی قبر کے پاس جانے کا ارادہ کرے تو قصد کر امامؑ مظلوم کی عیادت کا تو گویا تو نے مقتول امامؑ کا حق تیمار داری ادا کیا اور طریح نینوا کی عیادت بھی کی - اور جب تو روضہ میں داخل ہو تو اُسی نظر سے قبر پاک کو دیکھے بھی - یعنی اس قبر مطہر میں ایسا امامؑ مظلوم ہے جس کی نہ تیمار داری کی گئی نہ عیادت کی گئی -

منجملہ عبادات کے تجہیز المومنین بھی ہے

- جب کوئی مومن مر جائے خصوصاً پردیسی تو اُس کی تکفین و تدفین وغیرہ کی خدمت انجام دینا ایسی فضیلت ہے کہ جس کا احصا ناممکن ہے - اور زیارت کرنا امام حسین علیہ السلام کی اُن کی قبر مطہر کے پاس ایسے جنازے کی مشایعت کرنا ہے جس کا کوئی اُٹھانے والا نہیں ہے - اور غسل دینا، کفن پہنانا ایسے جسم کو جو عریاں ہے اور دفن کرنا ہے قلب میں - پس ایسے شخص کے لئے حاصل ہوگی امام حسینؑ کی قبر باطن اُس کے قلب میں جب وہ متوجہ ہوگا امامؑ مظلوم کی طرف اُن کی قبر کے پاس -

منجملہ عبادات کے مومن کے دل میں خوشی کا داخل کرنا بھی ہے جو افضل اعمال سے ہے۔ اور وہ مثال ہے جو تمام خوف کے موقع پر جنت کی بشارت دیگی۔ امام حسینؑ کی زیارت کی فضیلت اور ثواب کے سلسلہ میں جناب صادقؑ آل محمدؐ سے مروی ہے کہ اگر زائر امام حسینؑ جان لے کہ اُس نے کیسا سرور حضرت سرورِؐ عالم کے قلب میں داخل کیا ہے اور کیسی خوشی جناب پیغمبرؐ خدا کو حاصل ہوئی ہے۔ اور کیسی خوشی جناب امیرالمومنین، فاطمہ زہرا اور ائمہ طاہرین علیہم السلام اور ہم اہلبیت کے شہداء کو حاصل ہوئی ہے، اور اگر زائر جان لے اُس عوض کو جو بصورت دعا جناب محمد مصطفٰےؐ اور ائمہ طاہرین سے ملا۔ اور اُس ثواب کو بھی جان لے جو اُس کو قیامت میں ملے گا اور جو دُنیا میں اُس کو ملتا ہے۔ اور وہ ثواب جو اللہ کے یہاں اُس کے لئے ذخیرہ کیا گیا ہے تو وہ پسند کریگا کہ دُنیا میں اُس کا گھر نہ ہو بلکہ وہ وہیں چلا جائے جہاں اُس کے لیے یہ تمام چیزیں مہیا ہیں۔

منجملہ عبادات کے امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرنا بھی ہے۔ اور عجب بات تو یہ ہے کہ امام مظلوم کی زیارت کرنے سے امام حسینؑ کی زیارت نصیب ہوتی ہے۔ یعنی جب کوئی مومن عارفاً بحق الحسینؑ آن کی زیارت کرے گا تو وہ یعنی حضرت بھی اُس زائر کی زیارت کرینگے۔ چنانچہ حضرتؑ نے فرمایا ہے کہ جو میری زیارت میری شہادت کے بعد کریگا تو میں بھی اُس کی زیارت اُس کے مرنے کے بعد کروں گا۔ لہٰذا جب امام مظلوم زائر کے پاس اُس کی زیارت کو آئینگے تو اُس کو امام حسینؑ کی زیارت نصیب ہوگی۔ بلکہ اگر کوئی شخص امام حسینؑ کی زیارت ایک مرتبہ کریگا تو اُس کو قیامت میں حضرتؑ کی زیارت متعدد بار ہوگی جیسا کہ روایت میں ہے جو جناب صفوان سے ہم تک پہونچی ہے۔ اس روایت کو ہم بعد میں ذکر کرینگے۔

— ✱ —

الجهۃ الثانیہ

زیارت کی خاصیت اور فضائل کا زائرین کے حالات پر منقسم ہونا۔ اس لئے کہ امام حسین ع کا زائر اپنے تمام حالات میں سے ہر حالت میں ایک ایسی فضیلت پاتا ہے جو تمام فضائل پر بالاتر ہوتی ہے۔ ہم نے زیارت کے فضائل کے ما حصل کو جمع کیا ہے جن کا ماخذ صحیح احادیث ہیں۔ یہ سولہ فضیلتیں ہیں اور یہ فضیلتیں زائرین کے سولہ حالات پر منقسم ہوتی ہیں۔

(۱) جب کوئی مومن سید الشہداء کی زیارت کا ارادہ کرتا ہے تو صادق آل محمدؐ نے فرمایا کہ خداوند عالم کے کچھ ملائکہ ہیں جو قبر امامؑ مظلوم رہتے ہیں۔ جب کوئی مومن زیارت امام حسین علیہ السلام کا ارادہ کرتا ہے تو اللہ اس زائر کا گناہ اُن ملائکہ کو دیدیتا ہے۔ جب زائر قدم اُٹھاتا ہے تو وہ ملائکہ اس کے گناہ محو کر دیتے ہیں۔ اور جب پھر قدم اُٹھاتا ہے تو اس کے نامۂ اعمال میں حسنات کا اضافہ ہوتا جاتا ہے یہانتک کہ وہ جنت کا مستحق ہو جاتا ہے۔ اور جب وہ زیارت کا ارادہ کرتا ہے اور غسل کرتا ہے تو جناب پیغمبر خدا اُس کو پکار کر کہتے ہیں، اے اللہ کی طرف جانے والے تجھے بشارت ہو کہ تو میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔ اور جناب امیرالمومنینؑ پکار کر کہتے ہیں کہ میں تیرے حوائج کے پورا کرنے کا ضامن ہوں۔ اور وہ ملائکہ اس کے داہیں بائیں جانب رہتے ہیں۔ یہانتک کہ وہ زیارت سے فارغ ہو کر پلٹے۔

(۲) جب زائر سامان سفر مہیا کرتا ہے تو اس کے ذریعہ سے ملائکہ

آپس میں خوشی مناتے ہیں۔ [۱]

(۳) اور جب سامان کی فراہمی میں اپنا پیسہ خرچ کرتا ہے تو اللہ عطا کرتا ہے ہر درہم کے عوض جس کو اس نے خرچ کیا ہے کوہِ اُحد کے برابر نیکیاں۔ اور قیامت میں اس کے لئے جتنا اس نے خرچ کیا ہے اس سے کہیں زیادہ عنایت کرے گا۔ اور اسی لئے بلاؤں کو دفع کرتا ہے جو نازل ہونی ہیں تاکہ وہ زیارت سے مشرف ہو جائے۔

ابن سنان کی روایت میں ہے کہ ہر درہم کے عوض میں الف و الف، دس مرتبہ شمار کیا۔ پھر اس کے بعد فرمایا کہ اللہ کی رضا اس کے لئے بہتر ہے اللہ جناب رسول خدا اور علی مرتضیٰ اور ائمہ ہدیٰ کی دعائیں اس کیلئے بہتر ہیں۔

(۴) جب زائر نکلتا ہے اپنی منزل سے تو چھ سو فرشتے اس کی مشایعت کرتے ہیں ہر شش جہات سے۔

(۵) جب چلتا ہے تو جس شئے پر اس کا قدم پڑتا ہے وہ شئے اس کو دعا دیتی ہے اور ہر قدم پر ایک ہزار حسنہ لکھے جاتے ہیں۔ اور جب وہ کشتی پر سوار ہوتا ہے اور کشتی حرکت کرتی ہے تو وہ ملائکہ ندا دیتے ہیں کہ آگاہ ہو تم طیب و طاہر ہو گئے اور تم جنت کے مستحق ہو گئے اور جب اس کی سواری قدم اٹھاتی ہے تو ہر قدم پر ایک ہزار حسنہ لکھے جاتے ہیں۔

(۶) جب سفر زیارت میں زائر کو دھوپ لگتی تو دھوپ اس کے گناہوں کو اس طرح کھا جاتی ہے جیسے آگ خشک لکڑی کو کھا جاتی ہے۔ جیسا کہ جناب صادق آل محمدؑ سے مروی ہے۔

(۷) جب زائر کو راہ میں دھوپ یا تعب کی وجہ سے پسینہ آتا ہے تو مزار کبیر میں روایت ہے کہ خداوند عالم زائرین امام حسینؑ کے پسینہ کے

---

[۱] کامل الزیارات باب ۴۷ ص ۱۲۹۔

ہر قطرہ سے ستر ہزار ملک خلق کرتا ہے جو اللہ کی تسبیح کرتے ہیں اور زائرین کیلئے قیامت تک استغفار کرتے ہیں۔

(۸) جب زائرین سید الشہداء فرات پر غسل کرتے ہیں تو اُن کے گناہ ختم ہو جاتے ہیں۔ پھر اس کے بعد جناب پیغمبر خدا ندا کرتے ہیں کہ اے اللہ کی طرف جانے والو تمھیں بشارت ہو کہ تم جنت میں میرے ساتھ ہو گے۔ پھر جناب امیر المومنینؑ فرماتے ہیں کہ میں تمھارے حوائج کو پورا کرنے اور دنیا و آخرت میں مصیبت کو دفع کرنے کا میں ضامن ہوں۔

(۹) جب بعد غسل چلتا ہے تو خداوند عالم لکھتا ہے ہر قدم کے عوض جس کو زائر اُٹھاتا ہے اور رکھتا ہے ایک سو حج مقبول اور عمرہ مقبول اور سو غزوات جو نبی مرسل کے ساتھ اُس کے سب سے بڑے دشمن سے کیا جائے۔

(۱۰) جب کربلا سے قریب ہوتا ہے تو زائر کا استقبال کئی قسم کے ملائکہ کرتے ہیں۔ اُن میں سے چار ہزار وہ ہیں جو امامؑ کی نصرت کیلئے یوم عاشورہ آئے تھے تو اُنھیں حکم ہوا کہ تم لوگ قبر امام مظلومؑ کی مجاورت کرو۔ اور اُن میں سے ستر ہزار وہ ہیں جو امامؑ کے زائر کا استقبال کرتے ہیں۔ اور اُن میں سے کچھ اور بھی ہیں جن کا ذکر عنوان ملائکہ میں آئیگا۔

(۱۱) جب زائر قبر امام مظلومؑ کی زیارت کر لیتا ہے تو امام حسینؑ اُس زائر کی طرف نظر کرتے ہیں پھر اُس کیلئے دُعا کرتے ہیں، پھر اُس زائر کے لئے اپنے جد بزرگوار اور اپنے والد بزرگوار سے سوال کرتے ہیں کہ آپ حضرات میرے زائر کی مغفرت کیلئے دُعا کریں۔ پھر ملائکہ اُس کے لئے دُعا کرتے ہیں، پھر تمام انبیاء و رسل اُس کیلئے دُعا کرتے ہیں، پھر اُس کیلئے تمام عبادات کا ثواب لکھا جاتا ہے جس کو اُس نے پہلے لکھا ہے، پھر ملائکہ اُس سے مصافحہ کرتے ہیں۔ پھر اُس کی پیشانی پر عرش کے نور کی مہر لگائی جاتی ہے۔ جس کا نقش یہ ہے "ھذا زائر ابن خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ و سید الشہداء"

(۱۲) جب زائر زیارت کرکے اپنے گھر کی طرف پلٹتا ہے تو حضرت امام کے ملائکہ اُس کی مشائعت کرتے ہیں اور خصوصیت کے ساتھ جناب جبرئیلؑ اور میکائیلؑ اور اسرافیلؑ مشائعت کرتے ہیں۔ دوسرے چار ہزار ملائکہ اُس کی مشایعت کرتے ہیں۔ تیسرے ستر ہزار ملائکہ اُس کی مشایعت کرتے ہیں اور خصوصیت کے ساتھ ذُوملک اس کی مشایعت کرتے ہیں۔ اور جب وہ گھر کی طرف چلتا ہے تو وہ ذُو ملک وداع کرتے ہیں اور کہتے ہیں اے ولیٔ خدا تیرے گناہ معاف ہو گئے۔ تو اللہ و رسولؐ اور اُن کے اہلبیتؑ کے گروہ میں ہے۔ قسم بخدا تو جہنم کو اپنی آنکھ سے کبھی نہ دیکھے گا اور نہ جہنم تجھکو دیکھے گی۔ اور نہ مس کریگی۔ پھر ایک منادی ندا کریگا کہ خوشا نصیب تیرا، تو پاک ہوگیا اور جنت تیرے لئے مباح ہو گئی۔

(۱۳) جب زائر زیارت کے بعد ایک سال یا دو سال کے اندر انتقال کرجاتا ہے تو وہ فرشتے اُس کے جنازے میں شریک ہوتے ہیں۔ اور اس کے لئے اُس کی موت کے بعد استغفار کرتے ہیں۔ پھر اس کے بعد امامؑ اس کی زیارت کرتے ہیں۔ کیونکہ روائت ہے کہ حضرتؑ نے فرمایا کہ جو میری زیارت کریگا تو میں بھی اُس کی زیارت کروں گا اُس کی موت کے بعد۔ اور امام مظلومؑ کی زیارت ممکن ہے کہ زائر کے مرنے کے بعد جب اُسے قبر میں رکھا جائے پہلی ہی شب میں جو اموات کیلئے وحشت کی شب ہے۔ پس اے قبر کے غریبو اور اے قبر میں تنہا رہنے والو، اور اے قبر میں خوفزدہ لوگو، اور اے وہ جو جانتا ہے کہ جب اُس کی رُوح جسم سے نکل جائیگی تو پھر اس کی بالمواجہ زیارت کے لئے کوئی نہیں آئیگا۔ اور اگر کوئی زیارت کیلئے آئیگا بھی تو وہ بانہ فاصلہ پر ہی رہیگا۔ اور تیرے اس کے درمیان مٹی حائل ہوگی ____ اور لے وہ کہ جس سے اور دوسرے لوگوں سے بالمواجہ ملاقات ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائیگی اور تو ملاقات کرنے والے کے چہرہ کو کبھی نہ دیکھیگا اور نہ وہ لوگ تیرے

چہرے کو دیکھیں گے جو تیری زیارت کو آئیں گے جب تو حسین مظلوم کی زیارت کرے گا تو وہ اُس وقت تیرے پاس آئینگے اور تیرے مُنہ کے سامنے آکر کھڑے ہوں گے، تو اُن کے رُخِ زیبا کی زیارت کریگا اور وہ حضرت تجھکو دیکھیں گے۔ تو کیا تجھے گمان ہے کہ تیری وحشت یا خوف یا بےچینی باقی رہیگی جب امامؑ تیری زیارت کرینگے اور تجھ سے کہیں گے السلام علیک۔ اور امامؑ مظلوم کا سلام تجھپر اتنی مرتبہ ہوگا جتنی مرتبہ تونے امامؑ پر سلام کیا ہوگا اور امامؑ تیری زیارت اُتنی مرتبہ کرینگے کہ جتنی مرتبہ تو نے امامؑ کی زیارت کی ہے اور جتنا شوق تجھے امامؑ کی زیارت کا ہوگا اتنی ہی مرتبہ امام تیری زیارت کرینگے اور اُسی شوق سے کرینگے جتنا شوق اُن کی زیارت کا تیرے دل میں تھا۔ اور تیری وحشت میں تیری دلجوئی کرینگے۔

(۱۴) جب کوئی زائر راستہ میں مرجاتا ہے تو امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ ملائکہ اُس کی مشایعت کرتے ہیں۔ اور جنت سے اُس کے لئے حنوط و کفن لاتے ہیں اور اس پر نماز پڑھتے ہیں۔ جب اُس کو (لوگ) کفن پہنا لیتے ہیں تو ملائکہ اُس کے جنت کے کفن کو اُس کے کفن کے اُوپر پہناتے ہیں۔ اور اُس کے نیچے اُس کی قبر میں پھول بچھاتے ہیں اور اُس سے زمین کو دفع کرتے ہیں تو زائر خیال کرتا ہے کہ اُس کے ہر چہار جانب زمین تین میل دُور ہو گئی۔ اور اُس کی قبر میں ایک دروازہ جنت کا کھول دیا جاتا ہے جس سے جنت کی خوشبو اور پھول اُس کے پاس آتے ہیں۔ اور یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہتا ہے۔

(۱۵) جب زائر امام مظلوم کا راستہ میں قید کر لیا جاتا ہے یا اس کو ملا جاتا ہے تو امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جتنے دن وہ مقید رہتا ہے اور غمگین رہتا ہے اتنے ہی دن قیامت میں خوش رہیگا۔ راوی کہتا ہے میں نے امامؑ سے دریافت کیا کہ اگر اس کو قید کرنے کے بعد ماریں تو اس کا کیا اجر ہوگا۔ تو امامؑ نے فرمایا کہ ہر ضرب کے عوض میں ایک حورا اور ہر تکلیف کے

بدلے میں ایک لاکھ حسنہ (ملیگا) اور ایک لاکھ گناہ اُس کا محو ہو جائیگا۔ اور ہر ضرب کے عوض میں اس کے لئے ایک لاکھ درجات بلند کئے جائیں گے۔ اور قیامت میں وہ اُن لوگوں میں سے ہوگا جو رسولؐ اللہ سے گفتگو کرینگے یہانتک کہ لوگ حساب سے فارغ ہوں۔ اور اُس سے حاملین عرش مصافحہ کرینگے اور کہیں گے جو چاہو سوال کرو۔ اور قیامت میں اُس کے مارنے والے کو لائینگے حساب کیلئے مگر اُس سے کوئی سوال نہ کیا جائیگا اور نہ اُس سے کسی چیز کا حساب کیا جائیگا۔ بلکہ اس کے بازوؤں کو پکڑ کر اُس کو ملک کے پاس لایا جائیگا۔ وہ ملک اُس کی پنڈلی کو اُس کے شکم سے باندھ دیگا اور جہنم کا گرم پانی اور پیپ اُس کے پینے کے لئے تحفۃً پیش کریگا۔ (اس کے بعد) اس کو جہنم میں پہاڑ پہ رکھدیا جائیگا اور اُس سے کہا جائیگا چکھ مزہ اس کرتوت کا جو تو نے اس (زائر) کے ساتھ کیا ہے۔ حالانکہ وہ (جسکو تو نے مارا تھا) اللہ اور اُس کے رسولؐ کی طرف جارہا تھا۔ اور اُس کو جہنم کے دروازے پر زائر کے سامنے لایا جائیگا اور زائر سے کہا جائیگا کہ دیکھ اپنے مارنے والے کے اس عذاب کو کہ کیسی سزا پائی ہے اُس نے۔ کیا تیرے دل نے شفا پائی، اور کیا تیرا قصاص اس (ظالم) سے لیا گیا ہے۔ اُس وقت زائر سیدالشہداؑ کہے گا کہ الحمد للہ الذی انتصرنی و لولد رسول اللہ منہ[1] یعنی تمام تعریفیں اُس خدا کیلئے ہیں جس نے میری مدد کی اس فرزند کی وجہ سے جس سے رسولؐ پیدا ہوئے ہیں۔ " ولولد رسول اللہ منہ " سے اشارہ ہے جناب پیغمبرؐ کے اس فرمان حسینؑ منّی وانا من الحسینؑ کی طرف یعنی حسینؑ مجھ سے ہیں اور میں حسینؑ سے ہوں۔

(۱۶) اور جب وہ راستہ میں قتل کر دیا جائے پس بہ تحقیق وارد ہوا ہے روایت میں صادق آل محمدؐ نے فرمایا کہ پہلا قطرہ اس خون کا عوض ہے کہ

---

[1] بحارالانوار جلد ۲۲ ص ۱۲۵ میں یہ ہے الحمد للہ الذی انتصرلی ولولد رسولہ منہ۔ کامل الزیارات میں بھی یہی عبارت ہے

اُس کے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اور اُس کی طینت کو غسل دیا جاتا ہے (جس سے ملائکہ کی تخلیق ہوئی ہے) یہانتک کہ خالص ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ انبیاء مخلصین علیہم السلام کی طینت خالص ہوتی ہے۔ اور اسی طینت سے جس میں تمام اقسام کی طینت اہل کفر وغیرہ کی طینت کی نجاست جو اُس کی طینت سے مخلوط رہتی ہے دور ہو جاتی ہے۔ اور اُس کے قلب کو غسل دیا جاتا ہے اور اُس کو کشادہ کر دیا جاتا ہے، اور اُس کے قلب کو ایمان سے بھر دیا جاتا ہے۔ پس وہ خداوند عالم سے ملاقات کرتا ہے اس حالت میں کہ وہ طیب و طاہر ہوتا ہے ہر بدنی و قلبی نجاست سے۔ اور اُس کو اُس کے اہلبیت اور ایک ہزار برادران ایمان کے لئے شفاعت کرنے کا حق دیا جاتا ہے۔ (یعنی وہ اپنے گھر والوں اور اپنے احباب میں سے ایک ہزار کیلئے شفاعت کر سکتا ہے۔) اور ملائکہ و جبرئیل ملک الموت کے ہمراہ اُس پر نماز پڑھتے ہیں۔ اور ملائکہ اُس کے لئے کفن و حنوط جنت سے لاتے ہیں۔ اور اُس کے لئے اُس کی قبر کو کشادہ کرتے ہیں اور اُس کی قبر میں چراغ رکھتے ہیں۔ اور اُس کیلئے ایک دروازہ جنت کا اُس کی قبر میں کھول دیتے ہیں۔ اور اُس کے پاس ملائکہ جنت سے تحفے لے کر آتے ہیں۔ اور اٹھارہ یوم تک اُس کو حظیرۃ القدس میں بلند کرتے ہیں۔ اور وہ اُس میں ہمیشہ اولیاء اللہ کے ساتھ رہتا ہے یہانتک کہ پہلا صور پھونکا جائیگا جس کے بعد کوئی زندہ نہ رہیگا (اِلَّا وَجْہُ رَبِّکَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ)۔ جب دوسرا صور پھونکا جائیگا اور وہ اپنی قبر سے اٹھیگا تو سب سے پہلے آں حضرت رسول اللہ، آپ کے بعد جناب امیر المومنینؑ اور ائمہ طاہرینؑ مصافحہ کرینگے۔ اور اُس کو (جنت کی) بشارت دینگے۔ اور کہینگے کہ تو ہمارے ساتھ قیام کر اور آپ سے حوض کوثر پر ٹھہرا دینگے۔ پس وہ حوض کوثر سے سیر ہوگا اور جسکو چاہے گا سیراب کریگا۔ ۵۱

---

۵۱ کامل الزیارات جلد ۶۸ صفحہ ۱۶۶۔

الجهة الثالثة ۳

فضائل زیارت میں سے یہ ہے کہ زائر امام حسینؑ گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے خصوصیت کے ساتھ (جن کا ذکر آئیگا) کیونکہ تقریباً چالیس صحیح و معتبر حدیث میں آیا ہے کہ زائر امام حسین علیہ السلام (بعد زیارت) گناہ سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے جو حق ہے پاک ہونے کا۔ کیونکہ خداوند کریم اُس کے اگلے اور پچھلے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ زائر زیارت کرنے کے بعد اُس دن جیسا ہو جاتا ہے جس دن اُس کی ماں نے اُسے پیدا کیا تھا۔ اور بعض روایت میں ہے کہ وہ گناہوں سے اس طرح صاف ہو جاتا ہے جس طرح کپڑا میل سے صاف ہو جاتا ہے پانی میں۔ اور عجیب بات تو یہ ہے کہ بعض روایت میں وارد ہوا ہے کہ تمام فضیلتیں پہلے قدم میں حاصل ہو جاتی ہیں۔ پھر اس کے بعد جتنے قدم اُٹھاتا ہے مقدس و مطہر ہوتا جاتا ہے۔ پھر اس کا درجہ اتنا بلند ہو جاتا ہے کہ اللہ اس سے مناجات میں کہتا ہے عبدی سلنی اعطک "میرے بندے مجھ سے سوال کر میں اُسے پورا کردوں گا۔"

دوسری روایت میں ہے کہ جب وہ نماز زیارت سے فارغ ہو جاتا ہے تو ایک ملک اس کے پاس آتا ہے اور کہتا ہے کہ رسول اللہؐ نے تجھے سلام کہلایا ہے اور فرمایا ہے کہ اللہ نے تیرے گناہ معاف کر دیئے۔ اب از سر نو عمل کر۔

الجهة الرابعة ۴

زائر امام حسین علیہ السلام تمام فضیلتوں کے حاصل کرنے کے بعد

دہ سبب ہو جاتا ہے دوسرے مومنین کی نجات کا ۔ چنانچہ سیف تمار نے صادق آل محمدؑ سے روایت کی ہے کہ حضرتؑ نے فرمایا کہ زائر امام حسینؑ قیامت کے دن ایسے سو افراد کی شفاعت کرے گا جو مستحق جہنم ہوں گے ۔

دوسری روایت میں ہے کہ زائر سیدالشہداء سے کہا جائیگا کہ تم لوگ جسکو دوست رکھتے ہو اُس کے بازو کو پکڑ کر جنت میں داخل کرو[1] ۔

الجہۃ الخامسۃ

ہر عمل منقطع ہو جاتا ہے اگرچہ اُس کے ثواب کا سلسلہ باقی رہتا ہے ۔ مگر زیارت امام حسین علیہ السلام اپنے وقوع کے اعتبار سے اس کا سلسلہ قیامت تک باقی رہتا ہے اور یہ سلسلہ زائر سے منقطع نہیں ہوتا اس کی وضاحت یہ ہے کہ

صفوان نے جناب صادق آل محمدؑ سے روایت کی ہے کہ امامؑ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص اپنے گھر سے زیارت امام حسینؑ کے مقصد سے نکلتا ہے تو سات سو ملک اُس کی متابعت ہر جہات سے کرتے ہیں یہانتک کہ وہ اپنے گھر واپس آجاتا ہے ۔ اور جب وہ امام حسینؑ کی زیارت کرتا ہے تو ایک منادی ندا دیتا ہے کہ اے زائر خداوند عالم نے تیرے گناہ کو معاف کر دیا اب از سر نو عمل کر اور پھر وہ سات سو ملائکہ اُس کی متابعت کرتے ہوئے اُس کے گھر آتے ہیں ۔ اور اُس سے کہتے ہیں کہ اے زائر تجھے اللہ کو سونپا ۔ پھر وہ ملائکہ زائر کی زیارت کرتے رہتے ہیں قیامت تک ۔ اور پھر وہ ملائکہ ہر روز امام حسینؑ کی

---

[1] کامل الزیارات باب ٦٨ ۔ ص١٦٥ ۔

زیارت کرتے رہتے ہیں اور اس کا ثواب اُس زائر کو ملتا ہے۔ (اس سے پتہ چلتا ہے کہ سات سو فرشتے اس کو وطن پہونچا کر اُس کی نیابت میں روزانہ امامؑ مظلوم کی زیارت کرتے رہتے ہیں اور یہ عمل گویا زائر کا ہوتا ہے جو قیامت تک منقطع نہ ہوگا۔

۶ الجہۃ السادسہ

زیارت امام حسینؑ کی وجہ سے وہ شئے حاصل ہوتی ہے جس کا حاصل ہونا محال ہے اور وہ ہے رسول اللہ کی معیت میں حج کا ثواب۔

اور یہ مضمون کئی روائتوں میں ہے۔ اور اُن میں سب سے لطیف روایت موسیٰ بن قاسم حضرمی کی ہے۔

موسیٰ کہتا ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام حکومت ابوجعفر (منصور) میں نجف اشرف تشریف لائے اور مجھ سے فرمایا کہ اے موسیٰ جاؤ تم کوفہ کے چوراہے پر اور وہیں پر کھڑے ہو کر دیکھتے رہو ایک شخص قادسیہ کے راستے سے آئیگا۔ جب وہ تمھارے پاس آئے تو اُس سے کہنا کہ ایک شخص یہاں آکر فرزند رسولؐ سے مقیم ہیں وہ تمھیں بلا رہے ہیں۔ پس وہ شخص تمھارے ساتھ آئیگا موسیٰ کہتا ہے کہ میں وہاں گیا اور حسب الحکم چوراہے پر کھڑا رہا۔ گرمی بہت زیادہ تھی وہاں بہت دیر تک کھڑا رہا یہاں تک کہ میں گھبرا گیا۔ قریب تھا کہ میں حکم امامؑ کی نافرمانی کروں اور واپس چلا آؤں کہ ناگاہ دیکھا میں نے کہ کوئی شئے اونٹ پر چلی آرہی ہے جو کسی مرد سے مشابہ ہے۔ موسیٰ کہتا ہے کہ میں اس کا انتظار کرنے لگا یہاں تک کہ وہ شخص میرے قریب آگیا۔ میں نے اُس سے کہا کہ اے شخص یہاں پر ایک شخص فرزندان رسولؐ سے مقیم ہیں اور تم کو بلا رہے ہیں۔ انھوں نے تیرے وصف کو مجھ سے

بیان کیا ہے۔ اُس آنے والے نے کہا کہ پھر مجھے اُن کے پاس لے چلو۔ میں آنیوالے کو لایا اور خیمہ سے قریب اُس کے اُونٹ کو بٹھا دیا۔ موسیٰ کہتے ہیں امامؑ نے اُس کو بلایا۔ پس وہ اعرابی امامؑ کے پاس گیا۔ موسیٰ کہتا ہے میں بھی جا کر خیمہ کے دروازہ پر کھڑا رہا اور گفتگو سنتا رہا۔ مگر امامؑ اور اعرابی کو نہیں دیکھ رہا تھا۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے اُس اعرابی سے دریافت فرمایا کہ تم کہاں سے آئے ہو۔ اعرابی نے کہا میں یمن سے آرہا ہوں۔ امامؑ نے فرمایا کہ تم فلاں مقام کے رہنے والے ہو، اُس نے کہا کہ جی ہاں اُسی مقام کا رہنے والا ہوں۔ امامؑ نے دریافت فرمایا کہ یہاں کیوں آئے ہو۔ اعرابی نے جواب دیا کہ امام حسینؑ کی زیارت کے لئے آیا ہوں۔ امامؑ نے فرمایا کہ صرف زیارت کیلئے آئے ہو اور کوئی دوسری غرض نہیں ہے؟ اعرابی نے کہا صرف زیارت کیلئے آیا ہوں دوسری کوئی غرض نہیں ہے۔ آیا ہوں صرف اس لئے کہ قبر امام علیہ السلام کے پاس نماز پڑھوں اور اُن کی زیارت کروں اور امامؑ پر سلام کروں اور اپنے اہل (عیال) کی طرف پلٹ جاؤں۔ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ تم نے امام حسینؑ کی زیارت میں کون سی خوبی پائی یا زیارت سے کون سا فائدہ تمھارے مدنظر ہے۔ اعرابی نے جواب دیا کہ امام علیہ السلام کی زیارت کی وجہ سے ہم برکت دیکھتے ہیں اپنے نفس میں اور اپنے اہل میں اور اپنی اولاد میں اور اپنے مال میں اور اپنی جیثیت میں بھی برکت پاتے ہیں۔ اور زیارت کی وجہ سے ہماری حاجتیں برآتی ہیں۔ جناب امام جعفر صادقؑ نے فرمایا اے میرے یمنی بھائی کیا میں اور فضیلت زیارت امام مظلومؑ کی بیان نہ کروں۔ اعرابی نے کہا کہ اے فرزند رسولؐ ضرور بیان فرمائیے۔ امامؑ نے فرمایا (اے اعرابی) امام حسینؑ کی زیارت برابر ہے ایک حج قبول شدہ کے جو جناب سرورِ کائنات کی معیت میں ادا کیا گیا ہو۔ اعرابی اس فضیلت کو سنکر متعجب ہوا۔ امامؑ نے فرمایا بلکہ دو حج مقبول شدہ جو رسولؐ کی معیت میں ادا کیا گیا ہو۔ اعرابی فضائل زیارت کو سنکر

متعجب ہوتا رہا اور امام جعفر صادق علیہ السلام حج کی عدد کو زیادہ کرتے رہے۔ یہاں تک بیان فرمایا کہ بیس حج، تیس حج، تیئس حج جو رسول اللہ کی معیت میں ادا کئے گئے ہوں۔ (بحار الانوار جلد ۲۲ وکامل الزیارات میں ملاحظہ ہو)

الجہۃ السابعہ

زیارت امام حسین علیہ السلام کی وجہ سے زائر اُس شئے کو پاتا ہے کہ جس کا وقوع زائر سے ممکن ہی نہیں اور وہ یہ کہ زیارت کے عوض میں جو حج ملیگا وہ حج رسول اللہ کا ہوگا۔ جیسا کہ عائشہ کی روایت میں وارد ہوا ہے، جس کا ذکر ہم سابق میں کر چکے ہیں۔

الجہۃ الثامنہ

خداوند عالم نے قسم کھائی ہے کہ نا امید نہ ہوگا وہ کہ جس نے امام حسین علیہ السلام کی زیارت کی ہے۔ چنانچہ ابن محبوب کی روایت میں ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ امام حسین علیہ السلام صاحب کربلا، مظلوم ومکروب، عطشان قتل کئے گئے۔ اس لئے خداوند عالم نے اپنی ذات کی قسم کھائی ہے کہ نہیں آئے گا کوئی شخص امام مظلوم علیہ السلام کی قبر کے پاس اندوہگیں اور نہ کوئی مکروب اور نہ کوئی گناہگار اور نہ کوئی مغموم اور نہ کوئی پیاسا اور نہ وہ جو کسی مرض میں مبتلا ہو اور وہ دعا کرے میری بارگاہ میں امام حسین علیہ السلام کی قبر کے پاس امام حسین علیہ السلام کے واسطے سے مگر یہ کہ خداوند عالم اُس کی مصیبت اور اُس کی بےچینی کو زائل کر دیگا۔ اُس کی حاجت کو برلائیگا، اُس کے گناہ کو بخش دیگا اور اُس کی عمر کو طویل کریگا اور اُس کے رزق کو زیادہ کر دیگا۔ لہذا اے صاحبان عقل عبرت حاصل کرو۔

الجهۃ التاسعہ ۹

زیارت کی ایک خصوصیت مخصوصہ ہے۔

اور یہ زیارت کی خصوصیت، اس اُمید کہ جو زیارت سے وابستہ ہے۔ انتہا ہے۔ اب وہ خصوصیت یہ ہے کہ جس کا ذکر روایت میں ہے کہ جب خداوندعالم دیکھتا ہے زائر کو کہ وہ رات کو بیدار رہتا ہے اور دن کو تعب و مشقت اُٹھاتا ہے تو اس پر نظر رحمت کرتا ہے۔ اور اسی نظر رحمت کی تاثیر یہ ہے کہ زائر فردوس اعلیٰ کا مستحق ہو جاتا ہے۔

الجہۃ العاشرہ ۱۰

زیارت کی مخصوص تاثیرات۔

روایت میں ہے کہ امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرنے سے عمر اور رزق میں زیادتی ہوتی ہے۔ اور زیارت عرفہ کے سلسلہ میں روایت میں ہے کہ امام حسینؑ کی زیارت یوم عرفہ کرنا اعتقاد حقہ میں اطمینان کا باعث ہے۔ اور شبہات دفع ہو جاتے ہیں۔ اور یہ اثر تمام اثر سے اعلیٰ ہے۔ اس لئے کہ اسی اثر پر تمام اثر موقوف ہے اور اُس کی مخصوص تاثیرات میں سے یہ ہے کہ زیارت امام حسینؑ تمام بُرائیوں کو دفع کرتی ہے اور بعض بُری موت سے بچاتی ہے۔ اور زیارت کی تاثیرات میں سے یہ بھی ہے کہ زائر جناب پیغمبرؐ کے ضمان میں داخل ہو جاتا ہے۔ اور یہ مضمون بندرہ حدیثوں میں ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جناب پیغمبرؐ نے ضمانت کی ہے اُس کی جو امامؑ کی زیارت کرے یا اُن کے باپ بھائی ماں کی پیغمبرؐ زیارت کرینگے اُس کی قیامت کے دن

اور قیامت کے احوال و شدائد سے اُسے نجات دلائینگے۔

الجھۃ الحادی عشر

زیارت امام حسینؑ کے عجیب و غریب فضائل،

اور وہ چند ہیں ۔

(۱) امام حسین علیہ السلام کی زیارت اُن کی شہادت کے بعد افضل ہے اُس زیارت سے جو کسی زندہ امام کی اُس کی حیات میں کی جائے۔ مثلاً جناب صادق آل محمدؑ اگر زندہ ہوں اور کوئی اُن کی خدمت میں جائے اور اُن سے ہمکلام ہو اور وہ حضرت اُس سے کلام کریں تو امام حسینؑ کی زیارت اس زیارت سے افضل ہے جیسا کہ ابی یعفور سے مروی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی زیارت کی تو اُن سے کہا کہ مجھے آپ کی زیارت کا بہت شوق تھا اس لئے آپ کے پاس بڑی تکلیف و مشقت اُٹھا کر آیا ہوں۔ امامؑ نے فرمایا کہ اپنے رب کی شکایت مت کرو۔ تم اُن کی زیارت کو کیوں نہ گئے جن کا حق تم پر میرے حق سے زیادہ ہے۔ تو حضرتؑ کا یہ کہنا کہ تم اُن کی زیارت کو کیوں نہ گئے جن کا حق زیادہ ہے تم پر میرے حق سے۔ مجھے زیادہ گراں گذرا امامؑ کے اس قول سے کہ تو اپنے رب کی شکایت نہ کر۔ تو میں نے دریافت کیا کہ کس کا حق ہم پر آپ کے حق سے بھی زیادہ ہے۔ تو امامؑ نے فرمایا کہ جناب امام حسینؑ ابن علیؑ کا۔ جب تو اُن کی زیارت کرے۔ اور خداوند عالم سے دُعا کرے اور اپنے حوائج ضروریہ متعلق بارگاہِ الٰہی میں شکوہ کرے یعنی حوائج طلب کرے تو خداوند عالم اُس کو پورا کرے گا۔

(۲) امامؑ کے زیارت کے فضائل میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جناب

امام محمد باقر علیہ السلام اُس کی زیارت کو جاتے تھے جو امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرکے واپس آتا تھا۔

حمران سے روایت ہے کہ اُنھوں نے کہا کہ میں نے قبر امام حسین علیہ السلام کی زیارت کی۔ جب میں اپنے وطن واپس آیا تو میرے پاس امام محمد باقرؑ تشریف لائے اور اُن کے ہمراہ عمر بن علی بن عبداللہ ابن علی تھے۔ تو مجھ سے امام محمد باقرؑ نے فرمایا۔ اے حمران تمھیں بشارت ہو جو شخص آل محمدؐ کے شہداء کی زیارت کرتا ہے اور اُس کی غرض رضائے الٰہی کو حاصل کرنا ہوتا ہے تو اُس کے گناہ بالکل ختم ہوجاتے ہیں۔ اور وہ اُس دن کی طرح ہوجاتا ہے جس دن اُس کی ماں نے اُسے جنا تھا۔

(۳) زیارت کے فضائل میں سے یہ بھی ہے کہ خداوند عالم کی نظر رحمت خصوصیت کے ساتھ زائر امام حسینؑ پر ہوتی ہے۔ چنانچہ روایت میں ہے کہ خداوند عالم کی نظر رحمت روزانہ زائر پر ہوتی ہے۔

اس کے بعد لکھا ہے کہ خداوند عالم زائرین قبر امام حسینؑ کے گناہوں کو خاص طور سے معاف کردیتا ہے اور اُن کے گھر والوں کے گناہ کو بھی اور اُس کے گناہ کو بھی بخش دیتا ہے جس کی شفاعت زائر امام حسینؑ کرنا چاہے۔ اگرچہ وہ لوگ مستحق جہنم کیوں نہ ہوں۔

(۴) اور زیارت کے فضائل میں سے یہ بھی ہے کہ زائرین سید الشہداءؑ کیلئے جنت میں داخل ہونے کے لئے خصوصیت ہے۔ اور وہ یہ کہ ضروری ہے کہ وہ جنت میں داخل ہوں۔ اہل جنت کے داخل ہونے کے چالیس سال قبل

(۵) اور یہ کہ ہر شئے زائرین امام حسینؑ سے اپنے کو برکت کی غرض سے مس کرتی ہے۔ اور ہر شئے بغرض خیر و برکت امامؑ کے زائرین کو دیکھتی ہے۔ کیونکہ اُن لوگوں نے قبر امام حسینؑ کو دیکھا ہے اور زیارت کی ہے۔ ایک عجیب فضیلت یہ بھی ہے جو بہت سی روایتوں سے

ماخوذ ہے کہ زیارت کی تمام فضیلتیں لوگوں سے بیان نہیں کی گئی ہیں۔ چنانچہ روایت صحیحہ میں ہے کہ اگر لوگ جان لیں کہ امام حسین علیہ السلام کی زیارت میں کتنی فضیلت ہے تو شوق زیارت کی بنا پر مر جائیں اور ان کے انفاس منقطع ہو جائیں۔

دوسری روایت میں ہے کہ اگر زیارت امام حسینؑ کی فضیلت کا لوگوں کو علم ہو جائے تو دور دور سے لوگ چاروں ہاتھ پاؤں سے زیارت کے لئے نکل پڑیں [1]

---

[1] بحار الانوار جلد ۲۲ میں مفصلاً روایات مذکورہ بالا موجود ہیں ملاحظہ ہو ــــــ

الباب الثانی

دوسرا باب زیارت امام حسینؑ کی خاص فضیلت کے بیان میں ہے

اس کو تنہا اس لئے بیان کیا گیا ہے کہ تمام فضیلتوں سے ممتاز ہے۔ اور اس فضیلت کے بیان کرنے کے لئے ایک مقدمہ کی احتیاج ہے۔

جاننا چاہئے کہ

وہ تمام باتیں جو کسی عمل کے ثواب اور خواص (اعمال) کے متعلق بیان کی گئی ہیں وہ اُن کے اثر کے اعتبار سے، جیسے ادویہ کے خواص و اثرات۔ اور ہر اثر یا خاصیت کے لئے کچھ موانع اور حاجب ہوتے ہیں جو اثر کرنے سے روک دیتے ہیں۔ مگر کسی شئے کے روک دینے کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ اس شئے میں اثر ہی نہیں ہے۔ مثلاً سکنجبین کی خاصیت ہے کہ وہ صفرا کو قطع کر دے۔ تو اگر سکنجبین نے بعد استعمال کے صفرا کا قلع قمع نہ کیا اس مانع کی وجہ سے جو سکنجبین سے قبل استعمال کیا گیا ہے یا بعد استعمال کیا گیا ہے یا مزاج میں کوئی انقلاب ہو جائے تو یہ تمام موانع اس بات کا ثبوت نہیں بن سکتے کہ سکنجبین قاطع صفرا نہیں ہے۔ بس وہ تمام چیزیں جو ذکر کی گئی ہیں اعمال اور عبادات کے فضائل میں ان تمام کے مقابل میں موانع بھی ہیں جو اس عمل کی خاصیت کو دفع کر دیتے ہیں۔ اور مانع کبھی اثر کو بالکل دفع کر دیتا ہے اور کبھی کچھ اثر باقی رہتا ہے۔ اس لئے مختلف لوگوں کے حالات مختلف ہوں گے۔ اور کبھی لوگوں کے لئے کچھ مقدار ایمان کی ہوگی اور اعمال اُن کو نجات دلائیں گے عذاب سے اوّل احتضار کے وقت۔ اور کبھی اعمال نجات دلائیں گے احتضار کے عذاب کے بعد

اور کبھی اعمال نجات دلائیں گے ایک مدت تک برزخ میں معذب ہونے کے بعد اور کبھی اعمال نجات دلائیں گے بعد برزخ کے۔ اور کبھی اعمال نجات دلائیں ابتدائے میں، کبھی اعمال نجات دلائیں گے اثنائے قیامت میں، اور کسی ایک موقف میں۔ یعنی قیامت میں بہت سے موافق ہوں گے جہاں پر ہر ایک واجبات و محرمات و احکامات کے متعلق سوال ہوگا۔ (مثلاً ایک موقف پر نماز کا، اور ایک موقف پر روزہ کا اور ایک موقع پر حج کا سوال ہوگا۔ اسی حساب سے موافق ہوں گے) اور اعمال کے مقابلہ میں موانع[۱] غالب ہوں گے۔ پس نہیں حاصل ہوگی نجات مگر برزخ میں معذب ہونے کے بعد یا بعد عذاب محشر کے نجات حاصل ہوگی اور کبھی موانع کی وجہ سے نجات حاصل نہ ہوگی۔ کیونکہ ایمان ہی سلب ہوگا۔ پس وہ جوا یا انداز نہ ہوگا جہنم میں ہمیشہ جلے گا۔

---

[۱] موانع، رُوکنے والے ـــ اعمال کی تاثیر کو روکنے والی وہ نافرمانیاں ہیں جن کا بندہ مرتکب ہوتا ہے۔ مثلاً ایک شخص نماز، روزہ، حج وغیرہ کا پابند ہے۔ اور یہ ایسے اعمال ہیں جو ذریعہ نجات ہیں مگر موانع کی وجہ سے ان اعمال کا اثر نہ ہوگا۔ اور موانع مثلاً شراب پینا، غیبت مومن کرنا، لواطہ و زنا و سرقہ وغیرہ ہیں۔ تو اگر کوئی نماز بھی پڑھے اور غصب اموال بھی کرے تو یہ غصب کرنا اس کی نماز کی تاثیر کو روک دیگا۔

اور غصب کے درجات بھی ہیں۔ مثلاً ایک پیسہ غصب کر لیا تو یہ موانع تو ہے مگر کمزور۔ ہو سکتا ہے کہ یہ غصب اول احتضار میں مانع ہو اور قبر کی منزل میں ختم ہو جائے کیونکہ عالم احتضار کا عذاب اس غصب کے ہم پلہ ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص نماز پڑھے اور ایک روپیہ کا غصب کرے یا مکمل کسی ایک جائداد کا غصب کرنے والا ہے۔ تو پہلے غصب کے مقابل میں ایک گناہ ہے۔ یا کسی کا مال و اسباب لوٹ لے یا بیوہ کا مال غصب کر لے تو یہ غصب تو ضرور ہے مگر درجہ کے اعتبار سے اعلیٰ ہے تو یہ غصب قیامت تک عمل کی تاثیر کو روک دیگا۔ اور اگر اس سے بھی بڑا غصب ہو مثلاً کسی نبی یا امام کا مال غصب کرے تو یہ موانع عمل کے اثر کو بالکلیہ ختم کر دیگا اور وہ ہمیشہ جہنم میں رہیگا۔ اور اگر نماز، روزہ، حج کی پابندی کرے مگر اہلبیتؑ کے حق کو غصب کرے تو وہ درک اسفل میں ہوگا جہنم کے طبقات میں۔

مالک میرے میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں خلود فی النار سے - اور یہ کلام جاری رہیگا تمام اعمال میں اور اُس کے اجز میں - (یعنی اعمال کے اجر ملنے سے گناہ وغیرہ مانع ہوگا)

جب تم نے سمجھ لیا اس مقدمہ کو پس جانو کہ زیارت امام حسین علیہ السلام کی ایک خاص فضیلت ہے جو تمام اعمال کے فضائل سے بالاتر ہے - اور وہ فضیلت جامعہ یہ ہے کہ اگر موانع زیارت کی تاثیرات کو روک دیں - اگرچہ تمام موانع بھی اکٹھا ہو جائیں، کیونکہ زیارت کی تاثیر کے لئے راستے اور مواقف بہت ہیں - تو اگر زیارت کی تاثیر کو کوئی ایک مانع روک دے تو زیارت کی دوسری تاثیر دوسرے موقف میں اپنا کام کرے گی - اس طرح زیارت کی تاثیر کا سلسلہ قائم رہیگا -

اس کی توضیح یہ ہے کہ ہر عمل جو نجات دلانے والا ہے خداوند عالم نے اُس کے اثر کے ظہور کے لئے ایک مقام خاص مقرر فرمایا ہے - اور وہ مقام یا ایام برزخ میں ہوگا یا محشر میں - اور جب کوئی مانع اثر آ جائیگا اُس کے محل مقرر پر تو اس کا اثر بالکل ختم ہو جائیگا اور اُس عمل کا اثر دوسرے مقام پہ کام نہ دیگا - لیکن زیارت امام حسینؑ کا اثر باطل نہ ہوگا - اور اگر گناہ کسی مقام پر اس کے اثر سے روک دیگا تو زیارت سید الشہدا کا اثر دوسرے مقام پر ہوگا - اور اس کا سلسلہ وقت احتضار سے لیکر قیامت کا دن ختم ہونے تک جبکہ ہر مغفور و معذب اپنے مقام تک پہونچ جائیگا باقی رہے گا - اس مطلب پر بہت سی روایتوں کا مفہوم دلالت کرتا ہے جبکہ تمام روایتوں کو جمع کر کے دیکھا جائے - اور اس مطلب پر دلالت کرتی ہے وہ روایت جو مروی ہے امام حسینؑ سے جس کو ہم عنقریب بیان کرینگے - اور اس مطلب کو (کہ زیارت کا اثر بعد ختم قیامت باقی رہیگا) بیان کیلئے جناب جابر ابن عبداللہ انصاری نے جب کہ وہ حضرتؑ کی زیارت کے لئے اربعین کے موقع پر گئے ہیں اور اُنھوں نے امامؑ کی زیارت کی مخصوص طریقہ سے - ہم اس کو اس کے موقع پر بیان کرینگے - جناب جابر نے زیارت کے بہت فضائل بیان فرمائے ہیں - منجملہ اُن فضائل کے یہ بھی ہے کہ جناب جابر فرماتے ہیں کہ جب امام حسینؑ کے محبین اور ذاکرین کے قدم لغزش کرینگے گناہوں کی وجہ سے

قیام میں تو ثابت ہوں گے قدم دوسرے مقام پر۔ لہٰذا اب ہم اس کی کیفیت کو بیان کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ زائر امام حسینؑ جبکہ مترتب ہوں گے اُن کی زیارت پر وہ آثار و فضائل جو ثابت ہیں زائرین کے لئے اُن جہات سے جن کا ذکر میں نے کیا ہے تو دُنیا سے وہ اس طرح جائیگا جیسے کہ اُس کی ماں نے اُس دن اُس کو جنا ہو۔ یا پہونچے گا وہ زیارت کی وجہ سے اعلیٰ درجات میں جو حاصل ہیں زائرین کے لئے کہ وہ ہوں گے اعلیٰ علیین میں۔ یا ہوں گے وہ گروہ جن میں سے یا اُس کے مثل۔ اور کیا کہنا اس تعجب خیز فضیلت کا۔ اور اگر منع کردے گناہوں کی زیادتی (زائر کو) حصول سے اُن درجات و مراتب کے اور زائر گناہگار آئے اس حالت میں کہ اُس سے اُس کے گناہوں کا مواخذہ کیا جائے تو ہم اُمید کرتے ہیں کہ اس کا معاملہ درست ہوجائے امام حسینؑ کی زیارت کی وجہ سے اُس کے مرنے کے وقت، اور زمانۂ برزخ میں۔ اور اگر زیارت امام حسینؑ تاخیر کرے اثر کرنے سے اس لئے کہ اس کا گناہ زیادہ ہے تو ہم اُمید کرتے ہیں کہ امام حسینؑ اُس کی زیارت کرینگے برزخ کے دنوں میں۔ اور ایام برزخ میں امام حسینؑ کے آنے میں جلدی یا تاخیر اس کی قابلیت اور موانع پر موقوف ہے۔ اگر زیارت کی فضیلت میں قابلیت اور تاثیر زیادہ ہے اور مانع یا گناہ ہلکا ہے تو امامؑ اُس کے پاس ایام برزخ کے شروع ہی میں تشریف لاوینگے ورنہ تاخیر میں تشریف لاوینگے۔ اور اگر اُس کی زیارت میں فضیلت کے اعتبار سے کمی ہے اور موانع شدید ہیں یعنی جرم عظیم کا مرتکب ہے تو وہ تمام زمانہ برزخ میں معذب رہیگا۔ پس جب لوگ قبروں سے اُٹھائے جائینگے تو جنابِ پیغمبرِ خداؐ تشریف لائینگے اور اُن کے ساتھ جبرئیل امین بھی ہوں گے۔ جناب پیغمبر خدا اہل محشر کے چہروں کو دیکھیں گے تاکہ زائرین امام حسینؑ کو منتخب کرلیں۔ پیغمبرؐ خدا زائرین کو اُن کی پیشانی پر جو نور سے لکھا ہوا ہے کہ یہ زائر ہے، قبر سید الشہداء کا پہچان لیں گے۔ پس جبکہ پیشانی پر یہ لکھا ہوا دیکھیں گے اُس کے بازو کو پکڑ لیں گے۔ اُس کو قیامت کے خوف اور اُس کے شدائد سے بچالیں گے۔ پس اگر کسی زائر میں

اس کی بھی قابلیت نہ ہو بلکہ گناہوں کی ظلمت زائر کی پیشانی پر لکھی ہوئی عبارت کو چھپالے تو یہ زائر میدان محشر میں مبتلائے عذاب رہیگا۔ مگر دوسرے طریقے سے اُس کے چھٹکارے کی اُمید حاصل ہوگی اور وہ یہ کہ میدان محشر میں ایک منادی ندا کریگا کہ کہاں ہیں شیعان آل محمدؐ۔ اس آواز کو سُنکر ایک گروہ کھڑا ہو جائیگا۔ اس گروہ کے افراد کا شمار سوائے خالق کے کوئی نہیں کر سکتا۔ پھر وہ منادی ندا کریگا کہاں ہیں زائرین امام حسینؑ ابن علیؑ۔ اِس ندا کو سُنکر کچھ لوگ اُٹھیں گے۔ اُن سے کہا جائیگا کہ جس کو تم دوست رکھتے ہو اُس کا ہاتھ پکڑلو اور جنت میں داخل کرو۔ پس ہر شخص پکڑ لیگا اُس کو جس کو وہ دوست رکھتا ہے۔ یہاں تک کہ اُن لوگوں سے بعض لوگ کہیں گے کہ اے شخص میں نے دنیا میں تیرا فلاں کام کیا ہے تو وہ شخص اُس کا بھی ہاتھ پکڑ لیگا اور جنت میں داخل کریگا۔ پس اگر گناہگار میں اتنی بھی قابلیت نہیں ہے کہ وہ اس ندا کے بعد کھڑا ہو سکے یا اُس گناہگار کا کوئی ہاتھ پکڑلے تو بھی اس کو نااُمید نہ ہونا چاہیئے بلکہ اب دوسری صورت اُس کے عذاب الٰہی سے چھٹکارے کی ہوگی کہ میدان محشر میں ایک خاص ندا آئیگی۔ کیونکہ وارد ہوا ہے حدیث معتبر میں صادق آل محمدؐ سے کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک منادی ندا کریگا کہ کہاں ہیں زائرین امام حسینؑ۔ اس آواز کو سُنکر ایک گروہ کھڑا ہوگا جس کی عدد کا شمار سوائے ذات الٰہی کے دوسرا نہ کریگا۔ اُن سے سوال کیا جائیگا کہ تمھارا مقصد زیارت امام حسینؑ سے کیا تھا۔ تم نے امام حسینؑ کی زیارت کیوں کی۔ وہ لوگ جواب دینگے کہ مالک میرے ہم نے امام حسینؑ کی زیارت جناب رسول خداؐ و علیؑ مرتضیٰ و فاطمہؑ زہرا کی محبت میں کی تھی۔ اور ان مصائب میں جو امام حسینؑ پر پڑے تھے مہربانی کرنے کی غرض سے (یعنی مظلوم سے محبت کی بنا پر ہم نے امامؑ کی زیارت کی تھی) تو اُن سے کہا جائیگا کہ یہ ہیں محمد مصطفیٰؐ اور علیؑ مرتضیٰ اور فاطمہؑ زہرا اور حسنؑ مجتبیٰ اور حسینؑ شہید کربلا صلوٰت اللہ علیہم اجمعین تم لوگ اُن سے ملحق ہو جاؤ۔ کیونکہ تم لوگ انھیں لوگوں کے ساتھ ہو ان کے درجہ میں (اور)

ملحق ہو جاؤ جناب رسول خدا کے لواء سے۔ تو وہ لوگ اس لواء کے سائے میں ہو جائینگے اور وہ لواء جناب رسول خدا کا جناب امیرالمومنین کے دست مبارک میں ہو گا پس زائر امام حسین اس لواء کے آگے یا داہنی جانب یا بائیں جانب یا پیچھے ہو جائینگے (مصنف فرماتے ہیں) میں کہتا ہوں اے گنہ گار دا جب تم زائرین امام حسین ہو اور تمہارے اندر اتنی قابلیت نہیں ہے کہ تمہارے پاس جناب پیغمبر خدا اور جناب جبرئیل آئیں اور تمہارے بازوؤں کو پکڑ کر اہوال قیامت سے بچالیں، اور نہ تم میں اتنی قابلیت ہے کہ تم کسی کا ہاتھ پکڑ کر جنت میں داخل ہو جاؤ تو جواب دو اس ندا کا اور کھڑے ہو جاؤ اور لعد جانا پانے کے زیر لوا جناب محمد مصطفے آجاؤ، چاہے لواء کے پیچھے رہنا پڑے یا سب سے پیچھے رہنا پڑے۔ اور اگر اس کی بھی قابلیت نہیں ہے کہ تمہارے پاس کوئی تمہارا ہاتھ پکڑنے کے لئے آئے اور نہ اتنی قابلیت ہے کہ تم کھڑے ہو جاؤ اس ندا کے وقت بہ سبب اپنے گناہ کے جس نے تمہاری پشت کو بوجھل کر دیا ہے اور کھڑا ہونا ناممکن ہو گیا ہے، اور گناہوں نے تمہیں پھینک دیا ہے اور بٹھا دیا ہے تم کو تمہارے گناہ کی بیڑیوں نے اور تمہارے چہرے نے جو سختی ہے حرارت نار کا۔ تو تم ابھی امام حسین کی زیارت نا ناغہ سے اور امام کے وسائل سے مایوس نہ ہو۔ اور انتظار کرو اپنے گلو خلاصی کے لئے دوسری حالت کا جو میدان حشر میں ہونے والی ہے۔ اور یہ ایسی حالت ہے کہ جس میں زائرین امام حسین کے لئے بہت بڑی امید ہے۔ اس حالت کی تفصیل اور اس کا بیان یہ ہے کہ جناب فاطمہ زہرا کے محشر میں آنے کی ایک خاص کیفیت ہو گی۔ اور وہ یہ کہ اس دن جناب معصومہ ایک خاص حلہ زیب تن کئے ہوں گی جس کا نام حلہ کرامت ہے۔ جس کی تخلیق میں آب حیوان شریک ہے۔ اس حلہ کرامت پر ہزار حلے ہوں گے حلہائے جنت سے اور اس پر بخط اخضر لکھا ہو گا۔ اور اس دن ان کے فرق مبارک پر ایک قبہ (تاج) ہو گا جو نور الہی سے بنا ہو گا۔ اس تاج کی یہ خصوصیت ہو گی کہ اس کے ظاہر سے باطن اور

باطن سے ظاہر کو دیکھا جائیگا - اور وہ تاج جو نوری ہوگا اُس کے ستر رکن ہوں گے ہر رکن موتی اور یاقوت سے مزین اور مرصع ہوگا - اور وہ تاج اس طرح چمکتا ہوگا جس طرح روشن ستارہ چمکتا ہے - اور ان کے لئے ایک اور خصوصیت ہوگی - وہ یہ کہ جب معصومہؑ محشر میں آئیں گی تو ناقۂ جنت پر سوار ہوں گی جس کی پیشانی مزین ہوگی اور اس کے پاؤں زمرد سبز کے ہوں گے - اُس کی دم مشک اذفر کی ہوگی - اور اُس کی آنکھیں یاقوت سرخ کی ہوں گی - جناب معصومہؑ کی خصوصیت اُس دن مہار و قائد و ہودج کے اعتبار سے بھی ہوگی - چنانچہ اُن کے ناقہ کی مہار لولو رطب کی ہوگی اور اس کا طول ایک فرسخ کا ہوگا - اور اُس ناقہ کے قائد جناب جبرئیل ہوں گے اور ناقہ کی مہار پکڑے ہوں گے اور بلند آواز سے ندا دینگے کہ اے اہل محشر اپنی آنکھیں بند کرو تاکہ جناب فاطمہؑ بنت جناب محمد مصطفیٰؐ محشر سے گذر جائیں - اور ہودج سونے کا ہوگا - اور اُس دن جناب سیدہ کی یہ بھی خصوصیت ہوگی کہ جنت کی حوریں اُن کا استقبال کرینگی - چنانچہ روایت میں ہے کہ فردوس اعلیٰ کی بارہ ہزار حوریں جناب سیدہؑ کا استقبال کرینگی جنھوں نے نہ کسی کا اس سے پہلے استقبال کیا تھا اور نہ بعد میں کسی کا استقبال کرینگی وہ سب ناقوں پر سوار ہوں گی جو یاقوت کے ہوں گے - اور ناقوں کے پیر اور مہار موتیوں کی ہوگی - اور ان ناقوں پر موتیوں کی زین ہوگی - اُس زین پر سندس کے تکیے ہوں گے - اور ناقوں کی رکاب زبرجد کی ہوگی - ہر ایک حور کے ہاتھ میں نور کی انگشتری ہوگی اور اُن کے سروں پر جواہر نگار تاج ہوں گے - پھر اس کے بعد جناب مریمؑ بنت عمران ستر ہزار حوروں کے ہمراہ جناب سیدہؑ کا استقبال کرینگی - پھر جناب خدیجہ صلوات اللہ علیہا ستر ہزار ملک کے ساتھ جن کے ہاتھوں میں لواء تکبیر ہوں گے جناب سیدہؑ کا استقبال کرینگی - پھر جناب حواؑ و آسیہؑ ستر ہزار حوروں کے ہمراہ جناب سیدہؑ کا استقبال کرینگی - اور جناب سیدہؑ کی خصوصیت محشر میں اُن کی نشست کے اعتبار سے بھی ہوگی -

اس لئے کہ اُن کے لئے منبر نور کا نصب کیا جائیگا جس میں سات زینے ہوں گے اور ہر دو زینے کے درمیان ملائکہ کی صفیں ہوں گی۔ اور روزِ محشر جو بھی اُن کے پاس ہوگا اُس میں بھی اُن کی خصوصیت ہوگی۔

روایات کثیرہ میں ہے کہ جناب سیدہؑ کے پاس کپڑے ہوں گے جو خون میں رنگین ہوں گے۔ اور بعض روایات میں ہے کہ اُن کے ساتھ امام حسینؑ کا کرتا ہوگا جو خون سے بھرا ہوگا۔ اور میدان محشر میں اُن معصومہؑ کے لئے دادخواہی کی خاص کیفیت ہوگی۔ اس لئے کہ وسط ارض محشر میں کہیں گی۔ اے میرے پروردگار تو مجھے حسنؑ و حسینؑ کو دیکھا دے۔ تو امام حسینؑ اپنی مادرِ گرامی کے پاس اس طرح حاضر ہوں گے کہ جسم مبارک پر سر نہ ہوگا۔ رگہائے گلوئے بریدہ سے خون جاری ہوگا جناب سیدہؑ اس منظر کو دیکھیں گی تو ایک چیخ ماریںگی اور اپنے کو ناقہ سے گرادیںگی رسول اللہؐ نے فرمایا جبکہ اس حدیث کو بیان فرمارہے تھے کہ میں بھی فاطمہؑ کے رونے کے سبب سے چیخ مارکر روؤں گا اور تمام ملائکہ بھی میرے رونے کی وجہ سے چیخ مارکر روئیں گے۔ اور بعض روایات میں ہے کہ جناب امام حسینؑ اس طرح آئیںگے کہ اُن کے ہاتھ پر اُن کا سر ہوگا۔ جب جناب فاطمہؑ زہرا دیکھیں گی تو ایک درد بھری آہ کھینچیں گی۔ اُس وقت محشر میں ملک مقرب یا نبی مرسل یا مومن سب ہی رونے لگیں گے۔ پس جناب سیدہؑ (بارگاہ صمدی میں) دادخواہ ہوں گی اور قمیص کو ہاتھ پر بلند کریںگی اور کہیں گی الٰہی یہ ہے کرتا میرے فرزند کا۔

(صاحب کتاب جناب علاّمہ شوستری فرماتے ہیں) کہ میں کہتا ہوں کہ یہ کیفیت (کہ جس کا ذکر ہو چکا ہے) امام حسینؑ کے خصائص میں سے ہے۔ اس لئے کہ قیامت کا دن جزاء کا ہے جو دنیا میں گذر چکا۔ (یعنی جو اعمال کہ انسان دُنیا میں کر چکا ہے) لیکن صرف امام حسین علیہ السلام محشر میں اس طرح آئیں گے کہ جسم مبارک پر سر نہ ہوگا اور رگہائے گلو سے خون جاری ہوگا جیسا کہ دنیا میں ان کے ساتھ کیا گیا۔۔۔۔ (امامؑ کی اس کیفیت کو دیکھنے کے بعد کس چیز نے جناب معصومہؑ کو مبتلائے غم کیا اور

کس چیز کو خالق کی بارگاہ میں حجت قرار دیا ہے ، سوال اس کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں) وہ شئے جس نے جناب فاطمہؑ زہرا کے قلب کو جلا دیا اور اُس کو اُن معصومہ نے حجت قرار دیا وہ ہے امام حسینؑ کا خون میں بھرا ہوا کرتا ۔ (اس کرتے سے تکلیف کیوں ہوئی) اس لئے کہ یہ کرتا تیر و نیزہ کے زخم کی وجہ سے پھٹ گیا تھا ۔ یا اس لئے کہ یہ کرتا امام حسینؑ کے جسم مبارک سے اُن کی شہادت کے بعد اُتار لیا گیا تھا ۔ اور یہ امر کہ کرتا جسم سے بعد شہادت علیحدہ کر لیا گیا اور امامؑ مظلوم کا لاشہ عریاں گرم ریت پر پڑا رہا ، جناب فاطمہؑ زہرا کیلئے ان زخموں سے جو امامؑ کے بدن پر لگائے گئے تھے زیادہ رنج پہونچانے والا تھا ۔ جب آپ غور کرینگے امامؑ کی مصیبتوں پر تو آپ پر واضح ہو جائیگا کہ یہ مصیبت سب مصائب سے زیادہ ہے ۔ یعنی اس میں امامؑ کی توہین بھی شامل ہے ۔ (جب جناب معصومہ فریاد کرینگی اور امام مظلومؑ کا کرتا خالق کی بارگاہ میں بطور حجت پیش کرینگی تو) اُس وقت خداوند عالم امام حسینؑ کے قاتلین سے اور اُن کی اولاد سے اور اُن کی اولاد کی اولاد سے جو اپنے آبا و اجداد کے افعال سے راضی ہوں گے انتقام لے گا اور یہ ظالمین متعدد بار قتل کئے جائیں گے ۔ یعنی جہنم سے سیاہ شعلہ آگ کا نکلیگا اور اُن کو اس طرح چُن لے گا جس طرح مرغ دانہ کو چُن لیتا ہے اور جہنم میں جو عذاب اُس کیلئے جیسا ہے وہ اُن کو پکڑ لیگا ۔

پھر جناب زہراؑ کے لئے شفاعت میں خصوصیت ہوگی جس کے بیان کے لئے میں نے اس حدیث کو تفصیل سے نقل کیا ہے ۔ کیونکہ یہی میرا مقصود ہے ۔

(جب قاتلین سید الشہداؑ جہنم واصل ہو جائیں گے) اُس وقت جناب فاطمہؑ زہرا کو ندا دی جائیگی کہ اے فاطمہؑ اپنی حاجت بیان کرو ۔ اُس وقت معصومہ کہیں گی پروردگار میرے شیعوں کو بخشدے ۔ ندا آئیگی میں نے بخش دیا ۔ پھر معصومہ فرمائینگی میرے فرزند کے شیعوں کو بخشدے ، آواز آئیگی میں نے اُنھیں بخشا ۔ پھر معصومہ فرمائینگی ۔ شیعۃ شیعتی ، میرے شیعوں کے شیعہ کو

بخشدے۔ حکم الٰہی ہوگا کہ اے فاطمہؑ جو تمہارے دامن سے متمسک ہوگا وہ تمہارے ساتھ ہے۔ اُس وقت جناب فاطمہ زہرا میدان محشر سے روانہ ہوں گی اور اُن کے شیعہ اور محبین بھی کھڑے ہوں گے اور اُن کے ساتھ جنت کی طرف روانہ ہو جائیں گے۔

اب میں کہتا ہوں کہ اے زائرو! فرزند فاطمہؑ کے اور اے حسینؑ پر رونے والو جنھوں نے فاطمہؑ زہرا کی مدد کی ہے اُن کے رونے میں اُن کے فرزند پہ۔ اور وہ لوگ جنھوں نے اپنے کو فاطمہؑ زہرا سے ملا دیا ہے۔ (امام حسینؑ کی عزا کو قائم کر کے) اگر عذاب الٰہی سے جناب پیغمبرؐ کا بازو پکڑ کے نجات دلانا نصیب نہ ہو تمہاری عدم قابلیت کی بنا پر اور نہ تمہارے اندر اتنی صلاحیت ہو کہ تم ندا کے وقت اُٹھ سکو تو تمھیں مایوس نہ ہونا چاہیئے۔ تم شدائد قیامت میں بعد شفاعت فاطمہؑ مبتلا ٔ عذاب نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ جب جناب معصومہ فرمائیں گی۔ اے پروردگار میرے شیعوں کو بخشدے ، تو شفاعت فاطمہؑ تم کو شامل ہو گی۔ اور اگر اس میں تمھاری شمولیت نہ ہوگی تو جب معصومہؑ فرمائیں گی کہ پروردگار میرے شیعوں کے شیعہ کو بخشدے تو تم اس میں شامل ہو جاؤ گے۔ کیا تم فاطمہؑ کے شیعوں کو دوست نہیں رکھتے (ضرور رکھتے ہو) اور اگر بار گناہ تم کو اس شفاعت میں بھی شامل ہونے سے منع کر دے تو تم کو شامل کرے گا خداوند عالم کا یہ قول کہ اے فاطمہؑ جو تمھارے دامن سے متمسک ہو جائے وہ تمھارے ساتھ ہوگا۔ کیونکہ اُن کے دامن سے متمسک ہونا سب سے زیادہ اُن کے فرزند کی زیارت کرنا ہے اور اُن کے فرزند کے غم میں رونا ہے۔ کیونکہ فاطمہؑ زہرا کا امام حسینؑ کے مصائب پر غمگین ہونا اظہر من الشمس ہے۔ پس جو شخص اس غم میں کسی صورت میں بھی شریک ہوگا تو فاطمہؑ زہرا کے دامن سے متمسک ضرور ہوگا۔

تو اب میں گمان نہیں کرتا ہوں کہ تم معصومہ کے جنت میں چلے جانے کے بعد میدان محشر میں مبتلاء عذاب رہ جاؤ گے اور تم اُن کے ساتھ نہ جاؤ گے۔ حالانکہ تم اُن کے فرزند (امام) حسینؑ کے زائر ہو۔ اور اگر تم کو اپنے گناہ کی شدید تاثیر

کے سبب شفاعت جناب فاطمہؑ سے بھی خوف ہے (یعنی تمہارا گناہ اس شفاعت کے لئے حاجب ہے اور مانع ہے۔ اور اس بات کا خوف ہے کہ تم کو نا امیدی اس شفاعت فاطمہؑ کے موقع پر بھی ہوگی تو اس کے بعد تم محشر میں معذب رہو گے اور اب نجات کا کوئی ذریعہ نہیں ہے اور کوئی سہارا نہیں کہ تم کو جہنم کے جانے سے کوئی بچالے۔ ہم جہنم میں جانے سے خداوند عالم سے پناہ مانگتے ہیں۔ پس تم جہنم میں جاؤ گے۔ مگر پھر بھی اے زائر امام حسینؑ روحی وارواح المومنین لہ الفداء تو مایوس نہ ہو۔ اس لئے کہ ضروری ہے (اور وعدہ حق ہے) کہ امام حسینؑ تیری زیارت کو آویں جبکہ تو جہنم میں ہے۔ اس لئے کہ یہ آخری وقت زیارت ہے اُس کی زیارت کا کہ جس نے امامؑ کی زیارت کی ہو گی اپنی حیات میں۔ اس لئے کہ امام حسینؑ نے فرمایا ہے کہ جو شخص میری زیارت کرے گا تو میں بھی اُس کی زیارت اُس کے مرنے کے بعد کرونگا اور اگر اُس کو جہنم میں پاؤں گا تو اُس کو نکال لوں گا۔ پس یہ آخری حالت چھٹکارے کی ہے عذاب الہٰی سے بچنے کے لئے اُس کے لئے (یعنی زائرین کے لئے) گناہ ادنیٰ ہو یا جرم کے اعتبار سے اعظم ہو۔

الباب الثالث

تیسرا باب

اُن صفات خاصہ کے بیان میں جو زائرین سید الشہداء کو حاصل ہیں۔ اور وہ بکثرت ہیں۔

(۱) جناب صادق آل محمدؑ فرماتے ہیں کہ زائرین سید الشہداء کے ذریعہ خداوند عالم فخر و مباہات کرتا ہے حاملین عرش اور ملائکہ مقربین سے۔ اور اُن کو مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ وہ کس شوق سے آتے ہیں (قبر امامؑ کے پاس زیارت کرنے کے لئے)۔

(۲) زائرین سید الشہداء اُن لوگوں میں سے ہیں کہ جنھیں خداوند عالم اپنی نظرِ رحمت سے دیکھتا ہے۔

(۳) امام حسینؑ سے محبت کرنے کی دلیل ہے کہ امامؑ کا زائر ہے۔ (امامؑ کی زیارت کثرت سے کرے)

(۴) زائرین سید الشہداء اُن لوگوں میں سے ہیں جو خداوند عالم سے اُس کے عرش پر کلام کرینگے۔

(۵) دس روایات کا مضمون یہ ہے کہ وہ لکھدیا جاتا ہے علیین میں (زائر امام حسینؑ مقام علیین میں ہوگا) [1]

(۶) زائر سید الشہداء جنت میں جناب محمد مصطفیٰؐ اور اُن کی آل کے جوار میں ہوگا اور اُن کے دستر خوان پر اُن کے ساتھ کھانا تناول فرمائیگا۔

---

[1] کامل الزیارات ۔ [2] کامل الزیارات باب ۵۶ صفحہ ۱۴۲ ۔

(۷) زائر امام حسینؑ اگر (اپنے اعمال کی وجہ سے شقی ہے تو (اس کا نام) دفتر سعداء (نیک بختوں) میں لکھا جائیگا۔

(۸) زائرین امام حسین علیہ السلام کا شمار ملائکہ کرّوبین میں اور سادات ملائکہ میں ہوگا۔

(۹) زائر سیدالشہداءؑ جناب فاطمہؑ زہرا کا مددگار ہے۔ کیونکہ جناب فاطمہؑ زہرا ہر روز اپنے فرزند کی زیارت کرتی ہیں۔

(۱۰) زائر سیدالشہداء کی یہ بھی خصوصیت ہے کہ اُن کے رخسار، چہرے آنکھیں اور قلوب جناب صادق آل محمدؑ کی دعا کے محل (مقام) ہوجاتے ہیں۔ کیونکہ صادق آل محمدؑ سجدے میں رو رو کر زائرین سیدالشہداءؑ کو یوں دعا دے رہے تھے "مالک میرے رحم کر اُن چہروں پر جو قبر ابوعبداللہ (حسینؑ) کی طرف بغرض زیارت مَس ہوتے ہیں۔ اور رحم فرما اُن آنکھوں پر جو غم سیدالشہداءؑ میں اشک بار ہوتی ہیں۔ اور رحم کر اُن قلوب پر جو ہمارے غم میں آہ و زاری کرتے ہیں اور ہمارے مصائب کی آگ سے جلتے ہیں۔ اور رحم کر اُن آوازوں پر جو ہمارے غم میں بلند ہوتی ہیں۔[1]

(۱۱) زائر سیدالشہداء امانت ہوجاتے ہیں صادق آل محمدؑ کی۔ اس لئے کہ صادق آل محمد صلوٰت اللہ اکثر فرماتے ہیں اللھم انی استودعك تلك الابدان حتی توافیھم علی الحوض عند العطش "مالک میرے میں ان جسموں کو تیری بارگاہ میں امانت دے رہا ہوں (تجھکو سونپ رہا ہوں) تاکہ تو ہمیں واپس کر حوض کوثر پر شدت عطش کے وقت۔"

(۱۲) زائرین سیدالشہداء زائر اللہ و زائر رسولؐ اللہ ہیں۔ جیسا کہ روایات میں ہے۔

---

[1] کامل الزیارات باب ۴۰ ص ۱۱۷۔

(۱۳) وہ لوگ جن کا قیامت میں درجہ بلند ہوگا وہ بھی تمنا کریں گے کہ کاش وہ زوار امام حسینؑ ہوتے۔ (تو اعلیٰ علیین میں زائرین سید الشہداؑ کا شرف ملتا) کیونکہ وہ لوگ زوار امام حسینؑ کی کرامت کو دیکھیں گے۔

الباب الرابع

چوتھا باب

بیان میں ایک اجر خاص کے اور عجیب صفت خاص کے جو ممتاز ہے تمام صفات سے۔ اور یہ دونوں (اجر خاص وصفت خاص) مترتب ہوتی ہیں زیارت سید الشہداؑ پر۔

(یعنی اجر خاص وصفت خاص کا تعلق اس شخص سے ہوتا ہے جو زیارت سید الشہداؑ سے مشرف ہو)

ہمیں چاہیئے کہ اس کو مستقل طور سے ذکر کریں۔

(۱) **اجر خاص و عجیب** ——— اس کا ماخذ وہ روایت ہے جس کی روایت جناب صدوق علیہ الرحمہ نے جناب سید ابن طاؤس و جناب کفعمی و صاحب مزار کبیر نے کی ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ وہ ملائکہ جو اعمال لکھنے

اور اُس کے اجر کو لکھتے ہیں اور وہ مشغول ہو جاتے ہیں ثواب زیارت سیدالشہداءؑ کے لکھنے میں اُس وقت سے جب سے کہ زائر زیارت کا ارادہ کرتا ہے۔ اور کبھی ثواب، کو لکھنے کا سلسلہ صور پھونکنے تک باقی رہیگا۔ پس معلوم ہوا کہ زیارت سیدالشہداءؑ اُن اعمال صالحات سے ہے جو ہمیشہ واقع ہوتا رہے گا اور یہ وقوع حقیقت ہے حکمًا نہیں۔ کیونکہ عمل زیارت باقیات الصالحات کی اعلیٰ فرد ہے اور یہ آثار محض عکیبہ نہیں ہیں۔ جیسے صدقات جاریات۔ اور یہ اجر اس کے علاوہ ہے جو صفت خاص زائر کو حاصل ہے۔ یہانتک کہ زائر کی روح قبض کرنے کا منصب خداوند عالم اپنے دست قدرت میں لے لیتا ہے۔

(اس مضمون کی حدیث آرہی ہے)

اور جو اجر ثواب کہ زیارت سیدالشہداءؑ کے عوض میں ملتا ہے ان میں سے وہ بھی اجر ہے جس سے عقل انسانی دنگ ہو جاتی ہے۔ اور وہ سولہ فضیلتیں ہیں۔ جن میں کی ایک فضیلت دوسرے اعمال کی سو فضیلتوں پر بھاری ہے۔

اُن فضیلتوں میں سے ایک فضیلت یہ ہے کہ جب زائر امام حسینؑ کی زیارت پڑھتا ہے، ہر کلمہ کے عوض میں جو زیارت میں آیا ہے ایک حصہ رحمت کا اُسے عنایت کرتا ہے۔ اور اس سے بھی زیادہ تعجب کی بات جو روایت میں ہے کہ ایک کفل (حصہ) رحمت کا جو عوض میں ہر کلمہ کے دیا جاتا ہے وہ مکمل اجر نہیں ہے بلکہ بعض اجر ہے۔ (یعنی اجر ناقص ہے)۔ (مکمل اجر کیا ہوگا اس کو خداوند کریم جانے جو اجر دیتا ہے)۔

وہ روایت شریفہ عجیبہ یہ ہے:-

امام جعفر صادق علیہ السلام نے مفضل یا جابر جعفی سے دریافت فرمایا کہ تمھاری منزل سے قبر امام حسینؑ تک کتنی مسافت ہے۔ میں نے کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہو جائیں، ایک دن یا اُس سے کچھ کم۔ تو امامؑ نے یہ سوال کیا کہ تم امام حسینؑ کی زیارت کرتے ہو۔ میں نے جواب دیا ہاں (یا ابن رسول اللہ)

زیارت کرتا ہوں۔ امامؑ نے فرمایا کہ بس میں تم کو بشارت نہ دوں۔ کیا تم کو خوش نہ کروں اُن زیارت امامؑ کے بعض ثواب کو بیان کر کے۔ میں نے کہا کہ ضرور بیان فرمائیے۔ راوی کہتا ہے کہ امامؑ نے فرمایا کہ تم میں سے جب کوئی شخص سامانِ سفر مہیا کرتا ہے اور زیارت کو جانے کی تیاری کرتا ہے تو آسمان کے رہنے والے (فرشتے) ایک دوسرے کو تمھاری آمد سے بشارت دیتے ہیں۔ اور جب اپنے گھر سے سواری سے یا پیادہ نکلتا ہے تو خداوندعالم چار ہزار ملک اس پر موکل کر دیتا ہے۔ جو زائر پر درود بھیجتے ہیں یہاں تک کہ وہ زائر امام حسین علیہ السلام کے پاس آتا ہے۔ اے مفضل جب تم قبر امام حسین ابن علی علیہما السلام پر آؤ تو دروازے پر کھڑے ہو جاؤ اور ان کلمات کو پڑھو فَلَكَ بِكُلِّ كَلِمَةٍ كِفْلاً مِّنْ رَحْمَةِ اللهِ تو تم کو ہر کلمہ کے عوض میں خداوندعالم کی رحمت کا ایک حصہ ملے گا۔ مفضل فرماتے ہیں کہ میں نے دریافت کیا کہ وہ کلمات کیا ہیں۔ امام علیہ السلام نے فرمایا وہ کلمات یہ ہیں:-

السلام علیک یا وارث آدم صفوة الله	سلام ہو آپ پر اے وارثِ آدمؑ
〃 〃 〃 نوح نبی الله	〃 〃 〃 〃 نوح نبی اللہ
〃 〃 〃 ابراہیم خلیل الله	〃 〃 〃 〃 ابراہیم خلیل اللہ
〃 〃 〃 موسیٰ کلیم الله	〃 〃 〃 〃 موسیٰ کلیم اللہ
〃 〃 〃 عیسیٰ روح الله	〃 〃 〃 〃 عیسیٰ روح اللہ
〃 〃 〃 محمدؐ حبیب الله	〃 〃 〃 〃 محمدؐ حبیب اللہ
〃 〃 〃 وصی رسول الله	〃 〃 〃 〃 وصی رسول اللہ
〃 〃 〃 الحسنؑ الرضی	〃 〃 〃 حسن پسندیدۂ الٰہی
〃 〃 〃 فاطمة بنت رسول الله	〃 〃 〃 وارث فاطمہؑ جو بیٹی ہیں رسولؐ اللہ کی
〃 〃 ایها الشهید الصدیق	〃 〃 اے شہید صدیق
ایها الوصی البار التقی	〃 〃 اے وصی نیک ذات، نیک کردار پرہیزگار

السلام علیک و علی ارواح التی حلت بفنائک و اناخت برحلک السلام علی الملائکۃ المحدقین بک اشھد انک قد اقمت الصلوٰۃ و اٰتیت الزکوٰۃ و امرت بالمعروف و نھیت عن المنکر و عبدت اللہ مخلصا حتی اتٰک الیقین و السلام علیک و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

سلام ہو آپ پر اور اُن ارواح پر جو آپ کے صحن میں نازل ہوئیں اور جنھوں نے اپنی سواریاں اپنے خیمہ کے پاس بٹھا دیں۔ سلام ہو خداوند عالم کے اُن ملائکہ پر جو اپنے حلقہ میں لئے ہوئے ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے نماز کو قائم کیا اور زکوٰۃ ادا کی اور نیک اور اچھی باتوں کا حکم دیا اور بری باتوں کے ارتکاب سے منع فرمایا اور اللہ کی عبادت خالص طریقہ پر کی۔ یہانتک کہ آپ شہید ہو گئے۔ آپ پر سلام ہو، اور اللہ کی رحمت اور اُس کی برکات کا نزول آپ پر ہوتا رہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا کہ اس سلام کے پڑھنے کے بعد تم امام مظلوم کی قبر کیطرف روانہ ہو جاؤ تو تم کو ہر قدم پر جس کو تو اُٹھاتا ہے اور رکھتا ہے اُس شخص کا ثواب ملیگا جو راہِ خدا میں اپنے خون میں غلطاں ہو اور جب تم قبر کے پاس پہنچو تو قبر (مبارک) کا ہاتھ سے بوسہ لو۔ (چونکہ روایت میں "استلام" کی لفظ آئی ہے جس کے معنی چہرے اور ہاتھ سے بوسہ لینے کے ہیں۔ اس لئے ہاتھ اور چہرے سے بوسہ لینا چاہیئے۔[۱]) اور امامؑ سے (قبر کے پاس) کہو۔ "السلام علیک یا حجۃ اللہ فی ارضہ و سمائہ اے حجت خدا اُس کی زمین و آسمان میں آپ پر سلام ہو" پھر تم اپنی نماز کے لئے جاؤ اور تمھیں ہر رکعت کے عوض میں جو تم امام علیہ السلام کی قبر کے پاس پڑھوگے یہ ثواب ملیگا۔ (یعنی نماز زیارت کی دو رکعتیں ہیں جن کی تفصیل بعد میں آئیگی انشاء) ایک ہزار حج و عمرہ کا ثواب۔ اور ایک ہزار غلاموں کے آزاد کرنے کا ثواب۔[۲]

---

[۱] کامل الزیارات باب ۹، ص ۲۰۶۔ و بحار الانوار جلد ۲۲۔ [۲] کامل الزیارات باب ۹، ص ۲۰۷۔

اور ایک ہزار مرتبہ اللہ کی راہ میں میدان قتال میں کسی نبیؑ مرسل کے ہمراہ کھڑے ہونے کا ثواب۔ اور جب تو پلٹے گا قبر سید الشہداء کے پاس) سے تو تجھکو ایک منادی ندا کرے گا۔ اگر تو اُس کے کلام کو سُنے تو تو اپنی جوار سید الشہداء میں ختم کر دے۔

(اور وہ) منادی ندا میں کہتا ہے طوبیٰ لک ایھا العبد قد غنمت و سلمت قد غفر لک ما سلف فاستأنف العمل ۔ اے بندۂ خدا کیا کہنا تیرا تونے مال کثیر پایا۔ اور تو (عذاب جہنم سے) سالم و محفوظ رہا، اللہ نے تیرے گناہوں کو معاف کر دیا، اب پھر سے عمل کر ـــــ" اور اگر زائر اسی سال یا اُسی شب یا اُسی دن مر جائے تو اُس کی رُوح کو کوئی قبض نہیں کر سکتا سوائے خداوند عالم کے - اور جب زائر اپنے گھر کا رُخ کرتا ہے تو وہ چار ہزار ملائکہ اس کے ساتھ واپس آتے ہیں اور اُس کے لئے استغفار کرتے ہیں اور اُس پہ نزول رحمت کی دُعا کرتے ہیں یہاں تک کہ زائر اپنے گھر پہونچ جاتا ہے - اُس وقت وہ ملائکہ کہتے ہیں کہ اے پروردگار یہ تیرا بندہ قبر فرزند بنتؑ رسولؐ پر آیا (اور امام مظلومؑ کی زیارت کی) اور پھر اپنے گھر واپس آگیا - اب ہم کہاں جائیں - اُس وقت ـــ اُن فرشتوں کو خالق کی جانب سے ندا آئیگی کہ اے میرے ملائکہ میرے اس بندے کے دروازے پر اقامت اختیار کرو اور میری تسبیح و تقدیس کرو - اور اس کا ثواب اس زائر کے حساب میں لکھو یہاں تک کہ زائر انتقال کرے -

اس کے بعد امامؑ نے فرمایا کہ جب زائر مر جاتا ہے تو وہ فرشتے اُس کے جنازے میں اور اُس کے غسل و کفن میں ہر موقع پر موجود رہتے ہیں اور اُس پر نماز پڑھتے ہیں پھر کہتے ہیں مالک میرے تو نے اپنے اس بندے کے دروازے پہ اقامت کا حکم دیا تھا مگر وہ مر گیا - اب ہم کہاں جائیں تو ندا آئیگی کہ اے میرے ملائکہ میرے اس بندے کی قبر پر اقامت اختیار کرو اور میری تسبیح و تقدیس کرو اور اس کا ثواب اس کے حسنات میں لکھو اور یہ عمل قیامت تک کرتے رہو -

(۲) اور وہ صفت خاص جو زائر کو اخبار و احادیث کی وجہ سے حاصل ہوتی ہے،

وہ یہ ہے کہ جس نے امام حسین علیہ السلام کی زیارت کی (کربلائے معلّیٰ میں) اُس نے خداوند عالم کی زیارت کی اُس کے عرش پر۔ [1]

اور یہ کنایہ ہے خداوند عالم سے قرب معنوی کا اور کنایہ ہے ترقی کا درجۂ کمال پر۔

اور اس صفت سے بلند ایک دوسری صفت یہ ہے کہ زائر درک کرتا ہے (یا لیتا ہے) زیارت امام حسینؑ کی وجہ سے اللہ کی زیارت کو۔ اس لئے کہ حدیث میں[2] وارد ہوا ہے کہ خداوند عالم ہر شب جمعہ امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرتا ہے۔ پس جو شخص امام حسینؑ کی زیارت شب جمعہ میں کرے گا وہ پالے گا زیارت کو خداوند عالم کی کہ جو امام حسینؑ کی کرتا ہے وہ۔ اور پروردگار عالم کی بھی زیارت کو پالیگا۔ (کیونکہ یہ پہلے گذر چکا ہے کہ جو امام حسینؑ کی زیارت کرتا ہے وہ خداوند کی زیارت کرتا ہے اُس کے عرش پر۔ لہٰذا جو شب جمعہ امام حسینؑ کی زیارت کرے گا وہ خداوند عالم کی زیارت کرے گا) اور اس عبارت (کہ پروردگار امام حسینؑ کی زیارت کرتا ہے) کا مطلب یہ کنایہ ہے رحمت خدا کی زیادتی کا امام حسینؑ پر اُس وقت۔ (جبکہ خداوند عالم امامؑ کی زیارت کرتا ہے)۔ پس جو شخص اُس وقت کو درک کرلے (پالے) تو ممکن نہیں کہ اس رحمت سے محروم ہو جائے اور نہ یہ تصور ہوتا ہے کہ وہ شخص نہ پائے گا رحمت کا بچا ہوا حصّہ۔

اور زائر کا خداوند عالم کی زیارت کرنا، اس سے کنایہ ہے زائر کا خداوند عالم سے قریب ہونا۔ (اس سے قرب معنوی مراد ہے) جب یہ دو باتیں جمع ہو جاتی ہیں تو حاصل ہوتی ہے زائر کے لئے خصوصیت جو مترتب ہوتی ہے شامل ہونے سے رحمت الٰہی کے۔ اور یہ ایسی صفت ہے کہ اب زائر کے لئے ممکن نہیں ہے۔

---

[1] بحارالانوار جلد ۲۲۔ [2] بحارالانوار جلد ۲۲۔

دوسری روایت کہ جو شخص چاہے کہ قیامت میں خداوند عالم کی طرف نظر کرے تو اسے چاہیے کہ وہ امام حسین علیہ السلام کی بکثرت زیارت کرے۔

یہ تین عبارتیں ہیں ۱ زیارۃ اللہ ۲ والزیارۃ مع اللہ ، ۳ والنظر الی اللہ - اللہ کی زیارت - اللہ کی معیت میں زیارت ، اللہ کی طرف نظر کرنا - ان تینوں عبارتوں کا مطلب یہ ہے کہ جتنا بھی تصور کسی مخلوق کی ترقی کا قرب الہٰی میں کیا جا سکے (وہ قرب الہٰی زائر کو حاصل ہو جاتا ہے)۔ یعنی زائر سید الشہداء خداوند عالم سے اتنا قریب ہو جاتا ہے جتنا قریب کہ ممکن کے لئے ممکن ہے۔ اس لئے اس صفت کے ذکر کیلئے میں نے ایک مستقل باب قرار دیا۔ کیونکہ یہ صفت تمام صفات کے مقابل میں سب سے بلند ہے۔

الباب الخامس

(پانچواں باب)

جناب امام حسین علیہ السلام کی زیارت کے احکام خاص کے بیان میں۔ اور وہ بہت ہیں۔ اُن احکام میں سے ایک حکم یہ بھی ہے۔

(۱) ہر عمل کا وجوب یا استحباب ساقط ہو جاتا ہے جبکہ اُس کے بجالانے میں خوف ہو۔ مثلاً اگر کوئی حج کرنے جا رہا ہو اور معلوم ہو جائے کہ راستہ میں قتل کر دیا جائیگا تو وجوب ساقط ہو جائیگا) مگر زیارت سید الشہداء کے سلسلے میں بعض ایسی روائتیں ملتی ہیں جو اس حکم کے خلاف دلالت کرتی ہیں (مگر خوف کی وجہ سے زیارت ترک نہ کرنا چاہیے) چنانچہ میں معتبر اسناد کی نو روائتوں پر واقف ہوں جنکی رُتبہ

مجلسی علیہ الرحمہ نے "بحار الانوار" میں اور دوسرے لوگوں نے بھی کی ہے معاویہ ابن وہب سے۔ اُنھوں نے صادق آل محمدؑ سے روایت کی ہے۔ معاویہ کہتے ہیں کہ مجھ سے فرمایا صادق آل محمد صلوٰت اللہ علیہ نے کہ اے معاویہ امام حسین علیہ السلام کی قبر کی زیارت کسی خوف کی وجہ سے ترک نہ کر۔ اس لئے کہ جو زیارت امام حسینؑ کو ترک کریگا تو دیکھے گا حسرت کو (یعنی پشیمان ہوگا قیامت کے دن) اور ترک زیارت کی وجہ سے افسوس کریگا اور تمنا کریگا کہ کاش اُس کی قبر امام حسینؑ کے پاس ہوتی۔

(ملاحظہ ہو کامل الزیارات باب ۴۵ ص ۱۲۵)

نوٹ:— اُس دن اُس شخص کو حسرت ہوگی جس نے امامؑ کی زیارت ترک کی ہے (یعنی قیامت کے دن) اور اُس شخص کی حسرت جس نے امامؑ کی زیارت ترک کی ہے اس درجہ ہوگی کہ وہ تمنا کریگا اور کہے گا کہ کاش میں امام حسینؑ کی قبر کے پاس مقیم ہوتا اور اُن کی زیارت کرتا رہتا یہانتک کہ موت آجاتی۔ اور اُن کے جوار میں مدفون ہو جاتا۔

اگر کوئی یہ خیال کرے کہ خوف کے وقت جبکہ ضیعان نفس کا خطرہ ہو زیارت ترک کر دینا قرین عقل ہے۔ تو میں کہوں گا یہ تو خصائص جناب امام حسین علیہ السلام سے ہے کہ اُن کی زیارت ضیعان نفس کے خطرے کے باوجود ساقط نہ ہوگی۔ کیونکہ جنگ کربلا میں بھی صورت تو تھی کہ شہید ہو جانا جملہ احباب و انصار کا یقینی تھا مگر وہاں جہاد ساقط نہیں ہوا۔ حالانکہ اصول جہاد یہ ہے کہ جنگ اُس وقت تک ہوگی جبتک کہ ہلاکت کا گمان نہ ہو۔ مگر جہاد کربلا اس اصول سے ساقط نہیں ہوا۔ کیونکہ یہ جہاد کربلا کی خصوصیت سے ہے۔ تو اسی طرح صاحب کربلا کی زیارت میں بھی خصوصیت ہوگی کہ اُن کی زیارت خوف سے ترک نہیں ہوگی۔

دسویں روایت میں محمد بن مسلم سے مروی ہے کہ انھوں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ امامؑ نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ تم قبر امام حسینؑ پر زیارت کیلئے جاتے ہو؟ میں نے کہا ہاں زیارت کرتا ہوں مگر خوف و ہراس کے عالم میں۔ امامؑ نے فرمایا کہ زیارت امام حسینؑ کے سلسلے میں جتنا زیادہ خوف ہوگا اُسی مقدار سے ثواب بھی ملیگا۔ اور جو شخص زیارت کے بجالانے میں خوف محسوس کرے گا تو خداوند عالم اُس کے خوف کو امن سے بدل دے گا اُس دن جس دن لوگ کھڑے ہونگے رب العالمین کے لئے۔ (یعنی قیامت کے دن) اور جب زیارت سے پلٹے گا تو مغفرت کے ساتھ پلٹے گا۔ اور جناب پیغمبر خدا اُس کی زیارت کرینگے اور اُس کے لئے دعا کریں گے اور وہ رحمت و فضل الہٰی میں ہوگا اُسے کوئی پریشانی لاحق نہ ہوگی۔

اور ایک دوسری روایت میں جو عاصم ابن بکیر سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہا کہ میں اُترتا ہوں منزل پر تو میرا نفس مجھ کو کھینچتا ہے آپ کے والد کی قبر تک۔ اور جب میں اپنی منزل سے نکلتا ہوں تو میرا قلب خوفزدہ ہوتا ہے سلطان سے اور چغلخوروں سے۔ یہانتک کہ میں اپنی منزل پر واپس آتا ہوں۔ امامؑ نے فرمایا اے ابن بکیر کیا تمھیں پسند نہیں کہ خداوند عالم تم کو ہماری محبت میں خوفزدہ دیکھے۔ کیا تمھیں معلوم نہیں کہ جو شخص ہماری وجہ سے خوفزدہ ہوتا ہے تو خداوند عالم اُس کو اپنے عرش کے سایہ میں رکھیگا۔ اور امام حسین علیہ السلام اُس سے تحت عرش الہٰی گفتگو کرینگے۔ اور خداوند عالم اس کو قیامت کے خوف سے امن میں رکھے گا۔ اور لوگ قیامت سے خوفزدہ ہوں گے مگر زائر خوفزدہ نہ ہوگا۔ اور اگر خوف کریگا تو ملائکہ اُس کے دل کو قوی کرینگے۔ اور اُس کے قلب کو بشارت سے مطمئن کرینگے۔ [1]

---

[1] اسرار الشہادۃ آقائے دربندی ص ۱۲۳۔

الباب السّادس

(چھٹا باب)

زیارت سید الشہداءؑ کے شرائط و آداب شرعیہ کے بیان میں -

شرائط زیارت : ـــــ شرط زیارت سید الشہداءؑ یہ ہے کہ اس عمل کو خداوند عالم کی خوشنودی کے لئے کرنا چاہیئے - خداوند عالم سے زیارت کے اجر کو طلب کرنا چاہیئے - اور زیارت کو جاتے وقت اظہار شادمانی نہ کرنا چاہیئے اور نہ امامؑ کی زیارت دکھلانے کے لئے کرنا چاہیئے - اور اپنے کو رسول اللہ سے ملا دینے کے لئے زیارت امام حسینؑ کی جائے - یا امام حسینؑ پر مہربانی کرتے ہوئے زیارت کرنی چاہیئے - (ایسی صورت میں) یہ قصد ہونا چاہیئے کہ اس زیارت کے ذریعہ سے ہم اُن مصائب کا جو امام علیہ السلام پر کربلاء معلیٰ میں واقع ہوئے ہیں تدارک کر رہے ہیں -

اور زیارت کی تاثیر میں تفاوت ، (یعنی بعض زائرین کی زیارت کے اثرات زیادہ اور بعض کے کم) معرفت امام حسینؑ کی کمی و زیادتی پر موقوف ہے - کیونکہ اس روایت میں (جس میں زیارت کی ترغیب دی گئی ہے) اس میں عارفاً بحقہ کی قید لگائی گئی ہے - (جس کی توضیح اسی کتاب میں کسی جگہ کر دی گئی ہے)

آداب زیارت سید الشہداءؑ : ـــــ ثواب الاعمال، بحار، تہذیب ، کامل وغیرہ (کتابوں) میں معتبر اسانید کے ساتھ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ جب تم امام حسینؑ کی زیارت کرو تو حزین و غمگین و مکروب رہو ، بال بکھرے ہوئے ہوں اور چہرہ غبار آلود ہو

جب زیارت کرو تو بھوکے اور پیاسے اس لئے کہ امام حسینؑ غمگین و حزین و مکروب، بال بکھرے ہوئے اور گرد آلود چہرہ، بھوکے پیاسے شہید کئے گئے۔

نیز امام جعفر صادق علیہ السّلام نے فرمایا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ ایک قوم جب امام حسینؑ کی زیارت کے لئے جاتی ہے تو اپنے ساتھ سفرہ (یعنی دسترخوان) رکھتی ہے۔ اس میں حلوہ وغیرہ یا اس کے مثل دوسری غذائیں ہوتی ہیں۔ اور جب وہ لوگ اپنے احباب وغیرہ کی قبروں کی زیارت کو جاتے ہیں تو ان کے ساتھ کوئی سامان نہیں ہوتا ہے۔

اور دوسری روایت میں ہے کہ امامؑ نے زائرین سید الشہداءؑ سے دریافت فرمایا کہ جب تم لوگ زیارت کے لئے جاتے ہو تو تمہارے ساتھ سفرہ (یعنی دسترخوان) ہوتا ہے۔ جواب دیا جی ہاں۔ امامؑ نے فرمایا کہ جب تم لوگ اپنے ماں باپ کی قبر کی زیارت کرنے جاتے ہو تو یہ سب سامان تم لوگوں کے پاس نہیں ہوتا۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے امامؑ سے دریافت کیا کہ ہم اس موقع پر کیا کھائیں، امامؑ نے فرمایا کہ روٹی اور دودھ۔

کامل الزیارات میں مفضل سے روایت ہے کہ مفضل کہتے ہیں کہ فرمایا جناب صادق آل محمدؐ نے کہ تم لوگ (امام حسینؑ کی) زیارت کرتے ہو، بہتر ہے کہ زیارت نہ کرو۔ اور تم لوگ زیارت (امام حسینؑ) نہیں کرتے، بہتر ہے کہ زیارت کرو۔

(اور وہ عبارت یہ ہے)۔ "تزورون خیرٌ من ان لا تزورون، ولا تزورون خیرٌ من ان تزورون۔"

مفضل کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہا کہ آپ نے تو میری کمر توڑ دی۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا قسم بخدا تم میں سے جب کوئی اپنے باپ کی قبر پر جاتا ہے تو حزین و غمگین ہوتا ہے۔ اور جب امام حسینؑ کی قبر پر آتے ہو تو سفرہ ساتھ میں ہوتا ہے، ایسا ہرگز نہ کرنا چاہیئے۔ بلکہ جب امام حسینؑ کی قبر پر آؤ تو بال پریشاں اور چہرہ غبار آلود ہو۔ اور آداب زیارت میں تو یہی ہونا چاہیئے جو جابر ابن عبداللہ انصاری کی زیارت میں ملتا ہے جبکہ انھوں نے اربعین میں امامؑ کی زیارت کی ہے۔ جس کی تفصیل اپنے محل پر آئیگی سب سے زیادہ اہم

آداب زیارت میں فرات سے غسل کرنا ہے۔

الباب السابع

(ساتواں باب)

امام حسین علیہ السلام کی زیارت کے ترک کرنے میں جو آثار مترتب ہوتے ہیں (موالیان اہلبیتؑ پر) اُن کے بیان میں۔ اور وہ آثار بہت ہیں۔

(۱) جناب امام جعفر صادقؑ نے فرمایا جو امام حسینؑ کی زیارت نہ کرے باوجودیکہ وہ قادر ہو زیارت کرنے پر تو وہ شخص رسول اللہؐ کا اور ہمارا نافرمان ہے ——— (عاق رسولؐ و آل رسول ہے) جیسا کہ روایت حلبی میں ہے۔

(۲) صادق آل محمدؐ نے فرمایا کہ اگر تم میں سے کوئی شخص عمر بھر حج کرتا رہے مگر امام حسینؑ کی زیارت نہ کرے تو وہ شخص رسول اللہؐ کے حقوق میں سے (وہ حق جو رسول اللہؐ کا اُن کی اُمت پر ہے) ایک حق کا ترک کرنیوالا ہوگا۔ جیسا کہ روایت ابن کثیر علیہ الرحمۃ میں ہے۔

دوسری روایت میں ہے کہ اگر تم میں سے کوئی شخص ایک ہزار حج کرے پھر وہ قبر امامؑ (حسینؑ) پر زیارت کی غرض سے نہ آئے تو اُس شخص نے اللہ کے حقوق میں سے (جو حق اللہ کا اُس کی مخلوق پر ہے یا مومنین پر ہے) ایک حق کو ترک کیا۔

(۳) امام محمد باقرؑ فرماتے ہیں کہ ہمارے شیعوں میں سے جو شخص قبر امام حسینؑ پر نہ آئے (زیارت کی غرض سے امام حسینؑ کی) وہ شیعہ ناقص الدین اور ناقص الایمان ہے، جیسا کہ روایت محمد بن مسلم میں ہے یا دوسری روایتوں میں ہے۔

(۴) امام حسینؑ کی زیارت نہ کرنا اُن پر جفا کرنا ہے۔ اور یہ مضمون بہت سی

روایتوں کا ہے۔ ان میں سے ایک روایت وہ ہے جو امیر المومنینؑ سے مروی ہے کہ حضرتؑ نے فرمایا کہ میرے ماں باپ فدا ہو جائیں (امام) حسینؑ پر جو پشت کوفہ پر مقتول ہوں گے۔ گویا میں دیکھ رہا ہوں وحشی (جانوران صحرائی) کو کہ وہ اپنی گردن بڑھائے ہوئے ہیں جسد (امام) حسینؑ پر۔ اور اُن کا مرثیہ پڑھ رہے ہیں (شام سے) صبح تک۔ جب وہ زمانہ آئے تو تم (امام) حسینؑ پر جفا کرنے سے بچو۔ "فاذا کان کذالک فایاکم والجفاء" کا مطلب یہ ہے کہ جب شہادتِ امامؑ ہو جائے تو تم ترک زیارت سے امام حسینؑ پر جفا نہ کرنا۔

(۵) روایت میں علی بن میمون کہتے ہیں کہ مجھے صادق آل محمد صلوات اللہ علیہ نے فرمایا کہ مجھے معلوم ہوا کہ بہت سے لوگ ہمارے شیعوں میں سے کہ ایک سال یا دو سال یا اس سے زیادہ گذر جاتا ہے مگر وہ لوگ امام حسینؑ کی زیارت نہیں کرتے۔ (علی بن میمون فرماتے ہیں) میں نے کہا کہ آپ پر میں فدا ہو جاؤں اس قسم کے بہت سے لوگوں کو جانتا ہوں۔ امامؑ نے فرمایا کہ قسم بخدا وہ لوگ اپنے ثواب بزیارت امام حسینؑ حاصل نہ کرکے غلطی کر رہے ہیں۔ اور خداوند عالم کے ثواب سے (جو انہیں زیارت کرنے سے ملنے والا ہے) کج ہو گئے ہیں۔ اور جوار جناب محمد مصطفیٰ سے دُور ہو گئے ہیں۔ میں نے امامؑ سے دریافت کیا کہ اگر ان میں سے کوئی شخص کسی ایک کو زیارت کے لئے بھیج دے تو کیا کافی ہوگا۔ امامؑ نے فرمایا کہ ہاں کافی ہوگا۔ مگر ہر شخص کا خود زیارت کرنا اجر کے اعتبار سے عظیم ہے۔ اس کے پروردگار کی نظر میں بھی اس کے لئے بہتر ہے۔

بعض حدیث میں وارد ہوا ہے کہ ترک زیارت کے جتنے اثار ہیں اُس شخص پر صادق آئیں گے جو قادر ہوتے ہوئے بھی تین سال تک امام حسینؑ کی زیارت نہ کرے۔

(۶) ترک زیارت عمر کو کم کر دیتا ہے جیسا کہ روایات کثیرہ سے معلوم ہوتا ہے۔ "ومن بعض الروایات ان تاتیہ تر کھا ینقص سنۃ من العمر لا تخلف فیہ" اور بعض روایات میں وارد ہوا ہے کہ امام حسینؑ کی زیارت نہ کرنے سے ایک سال

عمر کم ہو جاتی ہے جس کا کوئی بدل نہیں ہے (تاکہ عمر کم نہ ہو)۔ بعض زیارت کا بدل تو ممکن ہے اس معنی سے کہ زیارت کا ثواب ہوتا ہے۔ مگر ترک زیارت سے جو عمر کم ہو جاتی ہے اس کا کوئی بدل نہیں ہے۔

(۷) امام حسینؑ کی زیارت کا ترک کرنے والا اگر جنت میں داخل ہوگا تو وہ ہر مومن سے کم درجہ میں ہوگا جیسا کہ روایت میں ہے کہ وہ جنت والوں کا مہمان ہوگا۔ اور دوسری روایت میں ہے کہ جوار سید الانبیاء سے دور ہوگا۔

(۸) امام حسینؑ کی زیارت کا ترک کرنے والا ائمہ معصومینؑ کا شیعہ نہیں ہے جیسا کہ روایت میں ہے۔ [1]

(۹) امام حسینؑ کی زیارت کا ترک کرنیوالا اہل جہنم سے ہے۔ اور یہ حدیث اُس پر صادق آئیگی جو امام حسینؑ کی زیارت کو حقیر و ضعیف سمجھکر ترک کر دے۔ [2] انھیں اخبار کی بناء پر علامہ مجلسی اور اُن کے پدر بزرگوار اُس شخص کے لئے جو زیارت کرنے پر قادر ہو واجب جانتے ہیں۔

---

[1] وہ روایت یہ ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص قبر امام حسینؑ پر نہ آئے اور وہ یہ بھی گمان کرے کہ وہ ہمارا شیعہ ہے اور وہ اسی حالت اور اسی گمان پر مر جائے تو وہ ہمارا شیعہ نہیں ہے۔ ومن لم یات قبر الحسینؑ ھو یزعم انہ لنا شیعۃ حتی یموت فلیس ھو لنا شیعۃ ۔۔

[2] ملاحظہ ہو کامل الزیارات باب ۹۷ و ۹۸۔ از ص ۲۹۰ تا ۲۹۸۔

الباب الثامن

(آٹھواں باب)

امام حسینؑ کی زیارت کے بیان میں جو وقت کے ساتھ مخصوص ہیں۔

زیارت امام حسین علیہ السلام عمل خیر و بہترین موضوع ہے۔ جو شخص اس عمل خیر کو کم کرنا چاہے کم کرے۔ اور جو شخص اس عمل خیر کو زیادہ کرنا چاہے زیادہ کرے — (اس پر کوئی پابندی نہیں ہے) اور اس کی دو قسمیں ہیں۔

پہلی قسم [1] — **زیارت مطلقہ** — جس میں وقت کی پابندی نہیں ہے بلکہ ہر وقت زیارت کر سکتے ہیں۔ زیارت مطلقہ پر وہ تمام فضائل و خواص زیارت مترتب ہوتے ہیں جن کا ذکر پہلے کیا جا چکا ہے۔

دوسری قسم [1] **زیارت کی زیارت مخصوصہ** [1] ہے۔ اس میں وقت کی قید ہے۔ اس زیارت میں فضیلت زیادہ ہے بہ نسبت زیارت مطلقہ کے وقت کی خصوصیت کے اعتبار سے جو زیارت مطلقہ میں بیان ہو چکی۔ حالانکہ جو فضیلت زیارت مطلقہ میں مذکور ہوئی اس سے زیادہ فضیلت کا تصور نہیں ہوتا۔ زمانہ اور اوقات کے اعتبار سے زیارت مخصوصہ تقریباً تیس [2] ہیں۔ اور زیارت مخصوصہ کی خصوصیت ثواب کی زیادتی کی وجہ سے تو معلوم ہی ہے۔ لیکن ہر مخصوص زیارت کا ایک خاص اثر اور ایک خاص فضیلت بھی ہے جس کو ہم ہر ایک کے ذکر کے وقت بیان کریں گے۔

---

[1] تفصیل کے لئے بحار الانوار ج ۲۲ باب فضل زیارت صلوات اللہ علیہ فی ایام شہر رجب و شعبان و رمضان و سائر الایام مخصوصہ ملاحظہ ہو۔ ص ۱۲۷۔

(۱) ہر جمعہ کو ایک مرتبہ جو شخص قبر امامؑ سے ایک دن یا کم وبیش کی دوری پر ہو۔ پس جو شخص ایک دن کی دوری پر رہ کر زیارت امام حسینؑ کو ترک کرے تو ایسا شخص امام حسینؑ پر شدید جفا کرنے والا ہے۔ اس زیارت کے خواص سے یہ ہے۔ جیسا کہ داؤد بن یزید نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ خداوند عالم ایسے زائر کو بخش دیتا ہے۔ اور اس کے دل میں کوئی حسرت دنیا کی نہ ہو گی۔ اور اس کا مسکن جنت میں حسینؑ ابن علی علیہما السلام کے ساتھ ہو گا۔[1]

(۲) ہر مہینہ میں ایک مرتبہ۔ صادق آل محمدؑ سے روایت ہے کہ جو شخص زیارت کرے امام حسینؑ کی ہر مہینہ میں ایک مرتبہ تو اس کو ایک لاکھ شہید کا ثواب ملیگا۔ اور امامؑ نے فرمایا کہ یہ حکم قریب والوں کے لئے ہے۔ پس جو شخص قریب ہو اور زیارت نہ کرے یہاں تک کہ ایک مہینہ زیادہ گذر جائے تو امام حسینؑ نے فرمایا کہ یہ مجھ پر جفا ہے۔ یہ اس روایت کا مضمون ہے جو عقبہ سے مروی ہے۔

نوٹ ۱۔ پس امام حسین علیہ السلام کی قبر مطہر اور زائر کے مسکن کے درمیان ایک یوم یا اس سے کم فاصلہ قرار دیکر ہر جمعہ ایک مرتبہ زیارت مخصوص کا حکم ہے۔

اور نمبر ۲ میں قریب کا لفظ آیا ہے یعنی امام حسینؑ کی قبر سے جو قریب ہے وہ ہر مہینہ میں ایک مرتبہ زیارت کرے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ امام حسین علیہ السلام کی قبر مطہر سے ایک یوم سے زیادہ فاصلہ پر رہنے والا ہر مہینہ ایک مرتبہ زیارت کرے۔

(۳) ہر سال میں دو مرتبہ۔ چنانچہ صادق آل محمدؑ سے مروی ہے کہ (ایک سال میں دو مرتبہ) یہ حق اہل دول اور مالدار پر ہے کہ وہ سال میں دو مرتبہ قبر سید الشہداء پر زیارت کے لئے آئے۔ اور ایک روایت میں سال میں تین مرتبہ مذکور ہے۔

---

[1] تفصیل بحار الانوار ص ۱۳۶۔

(۴) ہر سال میں تین مرتبہ ۔ جو ثواب کہ اصل زیارت میں ہے اس کے علاوہ اس زیارت کی خصوصیت یہ ہے کہ ہر سال تین مرتبہ زیارت کرنے والا مبتلائے فقر نہ ہوگا۔

(۵) ہر سال ایک مرتبہ ۔ یہ حکم پندرہ حدیثوں میں وارد ہوا ہے کہ یہ حق اُس فقیر پر ہے کہ جو زیارت کرنے کی قدرت رکھتا ہو ۔ پس اگر ایک سال زیارت کرنا چھوڑ دے تو یہ امام حسینؑ پر جفا کا پہلا درجہ ہے ۔

(۶) ہر تین سال پر ایک مرتبہ ۔ یہ حکم دور رہنے والوں کا ہے پس اگر تین سال سے زیادہ گذر گیا اور زیارت نہیں کی تو داخل ہو جائیگا عقوقِ رسولؐ اللہ میں ۔ (یعنی وہ رسولؐ اللہ کا عاق شدہ و نافرمان شمار کیا جائیگا)[۱]

(۷) ہر عید میں زیارت کرنا چاہیئے جیسا کہ بعض روایات میں مذکور ہے ۔ پس عید میں ، نوروز عالم افروز اور روزِ مبعث اور یوم مولود النبیؐ ، یوم عید غدیر اور اس کے علاوہ (جتنے اعیاد ہیں) یعنی عید میں شامل و داخل ہیں ۔

(۸) ہر مہینہ کی مخصوص تاریخیں ۔ ہم ہر مہینہ کو الگ الگ بیان کرینگے (اس لئے کہ ہر مہینے کے بے شمار فضائل ہیں لیکن ہم صرف مخصوص کی فضیلت کو ذکر کرینگے۔

بس ہم کہتے ہیں کہ ماہ رجب میں چوتھی اور پانچویں تاریخ اور پہلی شب اور اُس کا دن اور پندرھویں شب اور اُس کا دن زیارت مخصوص ہے ۔ ان تاریخوں کی فضیلت کی خصوصیت اصل زیارت کے ثواب کے علاوہ یہ ہے کہ ان تاریخوں میں زیارت کرنے والے کے گناہ اس طرح ساقط ہو جاتے ہیں جیسے وہ اُسی دن پیدا ہوا ہے ماں کے پیٹ سے اور پہلی رجب کی فضیلت اُس مہینہ کی تاریخوں پر زیادہ ہے ۔ اس لئے کہ اس میں مغفرت حتمی ہے ۔ کیونکہ خداوندعالم نے پہلی رجب کے زائرین کی مغفرت کو اپنے اوپر واجب کیا ہے۔

اور ماہ شعبان میں تین مخصوص ہے ۔ (۱) تیسری تاریخ (یوم ولادت امام حسینؑ)۔

---

[۱] بحار الانوار ج ۲۲ ص ۱۲۸ ۔

(۲) شب نیمۂ شعبان اور اُس کا دن (یعنی ۱۵ شعبان) - ان تاریخوں میں سب سے بہتر فضیلت یہ ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کہ اُن میں اولوالعزم بھی شامل ہیں اُن سے مصافحہ کرنے کا شرف حاصل ہوتا ہے - پس جو شخص تین سال تک متواتر امام حسینؑ کی زیارت نصف شعبان میں کرے تو اُس زائر کے گناہ کے ختم ہونے میں ایک تاثیر خاص ہے - اور یہ تاثیر زیارت کی اصل فضیلت پر زیادہ ہے - اور اس مہینہ کی زیارت کی خاصیت یہ ہے کہ ابتدائے شعبان سے ایک منادی زائر کے لئے مغفرت کا اعلان کرتا ہے - [1]

ماہ رمضان - اس مہینہ میں دس مخصوص ہے -

(۱) خصوصیت کے ساتھ تمام مہینہ میں امام حسینؑ کی زیارت کرنا جیسا کہ روایت ابن فضل میں ہے - ابن فضل کہتے ہیں کہ میں نے صادق آل محمدؑ کو ارشاد فرماتے ہوئے سُنا کہ جو شخص ماہ رمضان میں امام حسینؑ کی زیارت کرے اور راستہ میں مر جائے تو اُس سے حساب نہ ہوگا بلکہ اُس سے کہا جائیگا کہ امن کے ساتھ جنت میں داخل ہو جا

دو، تین، چار، شب اول، شب نصف، شب آخر ماہ رمضان، جیسا کہ روایات معتبرہ میں صادق آل محمدؑ سے مروی ہے - اور شبہائے قدر اور اُن کے ایام میں- بہت سی روایت میں ہے کہ جب شب قدر آتی ہے "الّتی یفرق فیھا امر حکیم" "جس میں امر حکیم ہوتا ہے -" تو ایک منادی بطنان عرش سے ساتویں آسمان میں ندا دیتا ہے کہ اللہ نے معاف کر دیا اُس کو جو قبر (امام حسینؑ) پر زیارت کرنے کے لئے آیا ہے - [2]

ماہ شوال میں شب عید اور اُس کا دن - اس کی خصوصی فضیلت یہ ہے کہ گزشتہ و آئندہ کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں - [3]

---

[1] ملاحظہ ہو کامل الزیارات باب ۳۶ ص ۱۷۹- [2] بحار الانوار ص ۲۷ -

[3] ملاحظہ ہو بحار الانوار و کامل الزیارات ص ۱۲۷ -

ماہ ذی الحجہ - اس میں آٹھ یا دس خصوصیات ہیں شب عرفہ اور اس کا دن -
اور ایام تشریق (۱۱، ۱۲، ۱۳ ذی الحجہ) اور یوم نزول سورۂ ہل اتی (یعنی پچیس
ذی الحجہ) اور یوم عید مباہلہ (یعنی چوبیس ذی الحجہ) اور یوم غدیر - اس ان
کی خصوصیت ماہ ذی الحجہ کے اعتبار سے نہیں ہے بلکہ ہر عید کے ضمن میں جو جو
خصوصیت ہے وہ یوم غدیر کو شامل ہے -

اور یوم عرفہ کی زیارت کی فضیلت یہ ہے کہ یوم عرفہ کے زائر کا نام اللہ نے
صدیق اور کرّوبیا رکھا ہے - اور یہ کہ یہ زیارت برابر ہے حج کے - یہ ثواب زیارت
یوم عرفہ کا کہ حج کے برابر ہے یہ مقابلہ میں اصل زیارت کے ہے - اور مقابلہ میں ان
خطوات قدم (جو زائر اٹھاتا ہے اور رکھتا ہے چلنے کے وقت) کے ہے جس کو
زائر بعد از غسل فرات رکھتا ہے اور اٹھاتا ہے ——— یعنی حج
برابر ہوگا زیارت کے اور ان قدموں کے جن کو زائر اٹھاتا ہے اور رکھتا ہے
بعد غسل از فرات - تو اصل زیارت کے مقابلہ میں ایک لاکھ وہ حج ہوگا جو ہمنا
قائم آل محمدؑ کے ہمراہ کیا گیا ہو - (عجل اللہ فرجہ و سہل اللہ مخرجہ) اور ایک لاکھ عمرہ
جو رسول اللہؐ کی معیت میں بجالایا گیا ہو - اور ایک لاکھ غلام آزاد کرنے کا ثواب
ہوگا - اور ایک لاکھ مرتبہ خداوند عالم کی راہ میں جہاد کے لئے گھوڑے پر سوار
ہونے کا ثواب ملیگا - اور خطوات (یعنی قدم) کے مقابلہ میں تو خداوند عالم
لکھیگا زائر کے لئے جبکہ وہ فرات سے غسل کرکے زیارت کے لئے روانہ ہو تو ہر قدم
پر ایک حج مع مناسک کے - اور بعض روایت میں ہے کہ ہر قدم کے مقابلہ میں
سو حج جیسا کہ اس کے پہلے لکھا جا چکا - [1]

اور فضیلت عید الضحٰی (یعنی عید قربان) کی فضیلت یہ ہے کہ ایک سال تک
دنیا میں شر سے محفوظ رہیگا اور گناہ گذشتہ و آئندہ بخشے جائیں گے - [2]

---

[1] بحار الانوار جلد ۲۲ ص ۱۲۶ - [2] بحار الانوار ص ۱۲۷ -

اور ماہ محرم میں مخصوص زیارت شب عاشورا اور اُس کا دن (یوم عاشورہ) ہے۔ اور کچھ بعید نہیں ہے بیرہ محرم بھی مخصوص زیارت ہو۔ کیونکہ تیرہ محرم یوم دفن امامؑ عالیمقام ہے۔ [1]

زیارت عاشورہ کی فضیلت یہ ہے کہ زائر زمرہ میں شہداء کے داخل ہوگا۔ اور جو شخص شب عاشورا امامؑ کی زیارت کرے، اور شب امامؑ کی قبر کے پاس گذار دے تو گویا وہ خون امام حسینؑ میں غلطاں ہوا۔ اور جو شب عاشورا امام حسینؑ کی قبر کے پاس پانی پلائے تو گویا اُس نے یوم عاشورا امام حسینؑ کے لشکر کو پانی پلایا۔

اور ماہ صفر میں مخصوص زیارت بیسؔ صفر ہے۔ جس کو اربعین سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اور اُس دن زیارت کی فضیلت یہ ہے کہ زیارت اربعین ایمان کی علامتوں میں سے ایک علامت ہے۔

نوٹ :۔ علامات ایمان پانچ ہیں۔

جناب شیخ نے مصباح میں اور تہذیب میں روایت کی ہے کہ امام حسن عسکریؑ نے فرمایا کہ علامت مومن پانچ چیزیں ہے۔

۱۔ اکیاون رکعات نماز پڑھنا جس میں سترہ رکعت نماز فریضہ ہے، اور چونتیس ۳۴ رکعات نماز نافلہ ہے ہر شب و روز میں۔ ۲۔ زیارت اربعین کرنا۔ ۳۔ داہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہننا۔ ۴۔ پیشانی کو سجدے میں خاک پر رکھنا۔ ۵۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو باآواز بلند پڑھنا۔

سوال (مسئلہ)

ان تمام زیارات میں کون افضل ہے؟ صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ جب ہر تاریخ کے فضائل دیکھے جاتے ہیں تو اس میں کچھ خصوصیات پائے جاتے

---

[1] ناسخ التواریخ اور دیگر کتابوں میں ہے کہ امام حسینؑ کی نعش مبارک ۱۲ محرم کو دفن ہوئی۔

ہیں جو ایک دوسرے سے ملتے نہیں ہیں۔ اس لئے اندازہ نہیں ہو سکتا ہے کہ اس میں کی کس تاریخ میں زیارت کرنا افضل ہے اور کس میں مفضول۔ جب آپ تمام روایات کو دیکھیں گے تو ممکن ہے کہ کہا جائے کہ یہ افضل ہے۔

بعض روایات سے نصف شعبان اور نصف رجب کی زیارت کی افضلیت معلوم ہوتی ہے۔ شائد کہ ان دونوں مہینوں کی نصف تاریخ کی زیارت کسی خاص حیثیت سے افضل ہو۔ اور تمام تاریخوں کے فضائل کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ عرفہ اور یوم عاشورہ کی زیارت افضل ہے دوسری تاریخوں کے مقابلہ میں۔

(مصنف فرماتے ہیں کہ) میرے نزدیک تمام تاریخوں کی زیارت کی خصوصیت سے عاشورہ کی زیارت کی خصوصیت زیادہ ہے۔ اس لئے کہ یوم عاشورہ کی زیارت کی کیفیت میں ہے کہ امام[1] کا زائر جب میدان محشر میں آئیگا تو امام حسینؑ کے خون سے غلطاں ہوگا اور زمرۂ شہداء میں[2] ہوگا۔ اور اس لئے بھی کہ یہ خصوصیت (کہ خون امام حسین ع میں غلطاں ہوگا) سب سے اعلیٰ ہے حتیٰ کہ ایک لاکھ حج سے بھی اعلیٰ ہے اور ہزار ہزار حج چاہے وہ حج رسول اللہ کے ساتھ کیوں نہ کیا گیا ہو۔

اس کے باوجود زائر یوم عاشورہ اللہ کا زائر[1] ہے اس کے عرش پر۔ یعنی زیارت یوم عاشورہ کا ثواب یہ ہے کہ جس نے امام حسینؑ کی زیارت یوم عاشورہ کی تو گویا اس نے اللہ کی زیارت عرش پر کی۔

---

[1] کامل الزیارات - باب ۷۱ - ص ۱۷۳ -

[2] کامل الزیارات - باب ۷۱ - ص ۱۷۴ -

الباب التاسع

(نواں باب)

زیارت امام حسین علیہ السلام کے بدل کے بیان میں تاکہ ثواب زیارت فوت نہ ہو جائے۔

(یہ اللہ کا لطف و کرم خاص ہے موالیان اہلبیتؑ کے ساتھ کہ جب وہ زیارت سید الشہداءؑ کو نہ جا سکیں تو مندرجۂ ذیل چیزوں پر عمل کریں تاکہ ثواب زیارت مل جائے اگرچہ جانا حضرتؑ کی قبر مطہر پر بہر حال افضل و اعلیٰ ہے۔ یہ شرف بدل سے حاصل نہیں ہو سکتا۔

ابدال کی قسمیں ہیں۔

(۱) امام حسینؑ کی زیارت کے لئے نائب مقرر کرنا۔ اس کی دو صورتیں ہیں۔

۱۔ جہاں پر کہ نائب بنانے والا رہتا ہے وہیں سے کسی کو نائب مقرر کر کے روانہ کر دے۔

۲۔ کربلائے معلیٰ کے رہنے والوں کو نائب بنا دے۔ تاکہ وہ امامؑ کی زیارت نیابت میں کرتا ہے۔

(۲) زیارت کے لئے سامان سفر مہیا کرنا۔ اگرچہ یہ نیابت کے عنوان سے نہ ہو۔ کیونکہ اصل تجہیز زائر امامؑ کی دینی ہے۔ اور اس کو نقد دینا یا سواری دینا یا اس کے علاوہ جس پر اس کا سفر موقوف ہو۔ اور اصل تجہیز میں موجب ثواب زیارت ہے جیسا کہ روایات سے معلوم ہوتا ہے۔

(۳) امام حسینؑ کی زیارت دور سے کرنا بدل ہے اجر و ثواب کے اعتبار سے جو قبر کے پاس جا کر زیارت کرتا ہے۔

اور ترک زیارت سے جو امامؑ پر جفا ہوتی ہے اس جفا کو دفع کرنے والی ہے۔ جیسا کہ حدیثوں میں ہے کہ وہ شخص جو قادر نہیں ہے زیارت پر اگر وہ دور سے امام حسینؑ

کی زیارت کرے تو وہ امام حسینؑ پر جفا کرنیوالا ہوگا۔ لیکن جو متمکن و قادر ہے امامؑ کی زیارت کرنے پر نزدیک سے مگر نہیں کرتا تو اگر وہ دُور سے زیارت کرے تو اُس جفا کی شدت میں کمی ہو جائیگی جو ترک زیارت سے ہوتی ہے۔

دُور سے زیارت کرنے کی کیفیتیں متفاوت ہیں فضائل ہیں۔

۱ پہلی کیفیت یہ ہے (جو فضیلت میں سب سے کم ہے) زیارت کی غرض سے مکان کی چھت پر چلے جاؤ، پھر دائیں بائیں ملتفت ہو اور اپنا سر آسمان کی طرف اُٹھاؤ، پھر قبر امام حسین علیہ السلام کی سمت متوجہ ہو جاؤ اور زیارت پڑھو السلام علیک یا ابا عبد اللہ السلام علیک یا ابن رسول اللہ السلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

۲ دوسری کیفیت یہ ہے کہ بقصد زیارت اپنی منزل کے اُوپری حصّہ پر چلے جاؤ اور دو رکعت نماز پڑھو اور اشارہ کرو امام حسینؑ کی طرف سلام پڑھتے وقت۔ (چنانچہ مومنین جب زیارت پڑھتے ہیں تو کلمہ کی انگلی سے حضرتؑ کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

۳ تیسری کیفیت۔ پہلے زیارت کے لئے غسل کرو اور طیب و طاہر کپڑے زیب تن کرو اور کسی بلند مقام پر یا صحرا میں چلے جاؤ اور قبلہ یا قبر امام حسینؑ کی سمت اپنا رُخ کرو، یا پہلے قبلہ کی سمت رُخ کرو یا پہلے قبلہ کی طرف پھر قبر امامؑ کی طرف رُخ کرو اور اس طرح سلام پڑھو

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَوْلَايَ وَابْنَ مَوْلَايَ وَسَيِّدِي وَابْنَ سَيِّدِي اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَوْلَايَ يَا قَتِيلَ بْنَ الْقَتِيلِ وَالشَّهِيدُ بْنُ الشَّهِيدِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ أَنَا زَائِرُكَ يَا بْنَ رَسُولِ اللهِ بِقَلْبِي وَلِسَانِي وَجَوَارِحِي وَإِنْ لَمْ أَزُرْكَ وَالْمُشَاهَدَةِ فَعَلَيْكَ السَّلَامُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا وَارِثَ آدَمَ صَفْوَةِ اللهِ

وَوَارِثَ نُوحٍ نَبِيِّ اللّٰهِ وَوَارِثَ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلِ اللّٰهِ وَ
وَارِثَ مُوْسٰى كَلِيْمِ اللّٰهِ وَوَارِثَ عِيْسٰى رُوْحِ اللّٰهِ وَ
كَلِمَتِهٖ وَوَارِثَ مُحَمَّدٍ حَبِيْبِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ
وَنَبِيِّهٖ وَرَسُوْلِهٖ وَوَارِثَ عَلِيٍّ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ــ

لَعَنَ اللّٰهُ قَاتِلَكَ وَجَدَّدَ عَلَيْهِمُ الْعَذَابَ فِيْ هٰذِهِ
السَّاعَةِ وَكُلِّ سَاعَةٍ اَنَا سَيِّدِيْ مُتَقَرِّبٌ اِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَ
جَلَّ وَاِلٰى جَدِّكَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَاِلٰى اَبِيْكَ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ
وَاِلٰى اَخِيْكَ الْحَسَنِ وَاِلَيْكَ يَا مَوْلَايَ عَلَيْكُمْ سَلَامُ اللّٰهِ
وَرَحْمَتُهٗ بِزِيَارَتِيْ لَكَ بِقَلْبِيْ وَلِسَانِيْ وَجَمِيْعِ جَوَارِحِيْ
فَكُنْ يَا سَيِّدِيْ شَفِيْعِيْ بِقَبُوْلِ ذٰلِكَ مِنِّيْ وَاَنَا بِالْبَرَاۗءَةِ
مِنْ اَعْدَاۗئِكَ وَاللَّعْنَةُ لَهُمْ وَعَلَيْهِمْ اَتَقَرَّبُ اِلَى اللّٰهِ
وَاِلَيْكُمْ اَجْمَعِيْنَ فَعَلَيْكَ صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَرِضْوَانُهٗ وَرَحْمَتُهٗ

پھر تھوڑا سا اپنے بائیں جانب حرکت کرو اور موڑ دو اپنے رُخ کو قبر جناب علی اکبرؑ کی سمت - اور اُن کی قبر پائینتی جانب اُن کے والد بزرگوار امام حسینؑ کے ہے - اور اُن پر بھی اسی طرح سلام کرو - پھر خداوند عالم سے اپنے امور دین و دنیا کے متعلق دُعا مانگو جس کو اللہ پسند کرتا ہے - (یعنی ایسی دُعا نہ مانگو جو پسندیدۂ خالق نہ ہو) پھر چار رکعت نماز ادا کرو - اس لئے کہ نماز زیارت آٹھ رکعات یا چھ رکعات یا چار رکعات یا دو رکعات ہیں - اور افضل آٹھ رکعات ہیں - پھر قبلہ کی سمت رُخ کرو قبر امام حسینؑ کی طرف اور کہو " اَنَا مُوَدِّعُكَ اَنَا مُوَدِّعُكَ يَا مَوْلَايَ وَابْنَ مَوْلَايَ وَسَيِّدِيْ وَابْنَ سَيِّدِيْ وَمُوَدِّعُكَ يَا سَيِّدِيْ وَابْنَ سَيِّدِيْ يَا عَلِيَّ الْحُسَيْنِ وَمُوَدِّعُكُمْ يَا سَادَاتِيْ يَا مَعَاشِرَ الشُّهَدَاۗءِ فَعَلَيْكُمْ سَلَامُ اللّٰهِ وَرَحْمَتُهٗ وَرِضْوَانُهٗ -

(۴۴) امام حسینؑ کے زائر کی زیارت کرنا جبکہ وہ زیارت کرکے واپس ہو -

یا اُس کا استقبال کرنا ۔ اس لئے کہ یہ ایسا عمل ہے جس سے ثواب زیارت ملتا ہے۔
جیسا کہ روایات سے معلوم ہوتا ہے ۔

الباب العاشر ۱۰

دسواں باب

جناب امام حسینؑ کے ان خطابات کے بیان میں جو اُنکی زیارتوں کی عبارات میں مذکور ہیں اور اُنہیں سے مخصوص ہیں اور کسی دوسرے انبیاء یا ائمہ کی زیارات کی عبارتوں میں مذکور نہیں ہیں ۔ اور ان خطابات کی چند صنفیں ہیں ۔

(۱) پہلی صنف امام حسینؑ کی زیارت میں اُن کو مخصوص کرنا اُن کے صفات کے ساتھ جو صفات اُن کی مصیبت کے ہیں اُن کی شہادت کے وقت کے۔ اس لئے کہ وہی صفات دلیل ہیں کہ وہ فضیلت جو امام حسینؑ سے مخصوص ہے انھیں صفات کی بنا پر ہے ۔

(۲) دوسری صنف امام حسینؑ کی زیارت میں اُن کو مخصوص کرنا ان الفاظ کے ساتھ جن کی اضافت اللہ کی طرف ہے ۔ جیسے ثار اللہ ، قتیل اللہ ، ذبیح اللہ وِترُ اللہ ـــــــــــــ ،

(۳) تیسری صنف امام حسینؑ کی زیارت کرتے وقت امامؑ کو مخصوص کرنا انبیاء کے سلام کے ساتھ اُن کے اسماء و صفات سمیت یعنی جب امام حسینؑ

کی زیارت کی جاتی ہے تو پہلے انبیاء پر اُن کے اسماء و صفات سمیت سلام کیا جاتا ہے پھر امام حسینؑ پر سلام کیا جاتا ہے۔ اور امام حسینؑ کی زیارت میں انبیاء پر اُن کے اسماء و صفات سمیت سلام کرنا اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ امام حسینؑ انبیاء کے اسماء و صفات کے مظہر ہیں۔ جیسا کہ میں دسویں عنوان میں بیان کروں گا۔

(۴) چوتھی صنف مخصوص کرنا امام حسینؑ کو اُن کی زیارت میں تلبیہ کے ساتھ جیسا کہ بعض زیارت منقولہ میں ہے۔ اس زیارت میں پہلے امامؑ پر سلام کیا جانا مرقوم ہے، پھر یہ جملہ ملتا ہے۔ "لَبَّيْكَ دَاعِيَ اللّٰه" اور تلبیات ہا زیارت میں مرقوم ہے۔ اور سات بار کہنے کی وجہ یہ ہے کہ امام حسین علیہ السلام دوسرے داعی ہیں کہ اُنھوں نے اللہ کی طرف اُس کی مخلوق کو بلایا بعد اپنے جد محمد مصطفےٰ کے جو داعی اول ہیں۔ آنحضرتؐ نے مخلوق الٰہی کو اسلام اور کلمہ شہادتین کی طرف بلایا۔ پس آنحضرتؐ نے ظاہر کیا ان دونوں کلموں کو اللہ کی مدد سے۔ اور اللہ نے اپنے نبیؐ کی مدد اس طرح فرمائی کہ ۱ آنحضرتؐ کے رُعب کو لوگوں کے دلوں میں داخل کر دیا۔ ۲ ملائکہ کے ذریعہ ۳ جناب امیرالمومنینؑ کی ذوالفقار کے ذریعہ اور ۴ اعانت سے بعض اصحاب کے جنھوں نے پیغمبرؐ خدا کے ساتھ میں جہاد کیا۔

اور امام حسینؑ دوسرے داعی الی اللہ ہیں جنھوں نے (اللہ کے بندوں کو) ایمان کی طرف اور اس اعتقاد کی طرف بلایا کہ امام و خلیفہ حقیقۃً وہ ہوتا ہے جس کو اللہ و رسولؐ معین کریں (یعنی امام بالنص ہوا کرتا ہے نہ کہ اجماع یا شوریٰ یا قہر و غلبہ سے) امام حق اور ائمہ راشدین تو صرف نص کے ذریعہ ہو سکتے ہیں۔ اور اس اعتقاد کی طرف بندگان خدا کو بلانا متعلق تھا اُن کی شہادت، اُن کی مظلومیت اور اُن کے مصائب اور کیفیت خاص سے جو اُن پر واقع ہوئی۔ جیسا کہ ہم نے واضح کیا ہے اس مفہوم کو اُس باب میں جس میں امام حسینؑ کے لئے دعوت الی اللہ کا ذکر کیا ہے۔ پس اس داعی کا جواب تلبیہ سے دینا ضروری ہے۔ اور چونکہ امامؑ نے

ایمان اور اعتقاد حقہ کی طرف بلایا ہے اس لئے امامؑ کے لئے تلبیہ کہنا مستحب ہے
اور تلبیہ کو سات بار کہنے کی چند وجہیں ہیں۔

(۱) الوجہ الاوّل :۔۔۔ جس میں دعوت امام حسین علیہ السلام کے جواب دینے والے کے حالات کا لحاظ کیا گیا ہے۔ اس لئے کہ جواب دینا بدن کا اور ہاتھ کا اور زبان کا، سمع اور بصر کا، قلب اور رائے کا اور خواہش کا اس میں محبت سب سے متصور ہے۔ پس ہر تلبیہ ہر ایک کی طرف سے جواب ہے جیسا کہ ظاہر ہوتا ہے زیارت کی عبارت سے۔ آپ جب زیارت کو ملاحظہ کرینگے تو آپ کو اس قول " لبّیکَ داعِیَ اللہ سبعًا " کے بعد یہ عبارت ملے گی " اِن کانَ لَمْ یُجِبْکَ بَدَنِی عِندَ استغاثتکَ وَلِسانِی عِندَ استنصارِکَ فَقَد اَجابَکَ قَلبِی وَسَمعِی وَبَصَرِی وَرَایِٔی وَھَوایَٔ ۔ (یعنی اے سید و آقا اے فرزند رسولؐ) اگرچہ میرے بدن نے آپ کی فریاد کے وقت جواب نہ دیا اور میری زبان نے آپ کی طلب نصرت پر جواب نہ دیا، تو آپ کو جواب دیا میرے قلب نے، میرے سمع نے، میری نظر نے، میری رائے نے، میری خواہش نے ۔" یعنی جواب دیا میرے قلب نے محبت کا اور میرے کان نے آپ کی مصیبت سننے کے لئے اور میری آنکھوں نے آپ کی مصیبت پر گریہ کرنے کے لئے، اور میری رائے نے اس طرح جواب دیا کہ میں پسند کرتا ہوں اُن شہداء کے عمل کو جنھوں نے آپ کے ہمراہ جہاد کیا، اور میری خواہش نے اس طرح جواب دیا کہ وہ آپ کی خواہش کے ماتحت ہے، اور میرے بدن نے اُس وقت آپ کی خدمت میں (زیارت کے لئے) حاضر ہو کر جواب دیا، اور میری زبان نے اُس وقت آپ پر سلام کر کے جواب دیا۔

(۲) الوجہ الثانی :۔۔ تلبیہ سبعہ (یعنی سات مرتبہ لبیک کہنا) امام حسینؑ کے سات انتصار کے جواب ہیں جس میں امام حسین علیہ السلام نے

مکہ سے کربلا تک سات مرتبہ مسلمانوں سے مدد چاہی ہے۔ (جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

(۱) پہلا انتصار۔ (یعنی مدد چاہنا) مسلمانوں سے مکۂ معظمہ میں کیا ہے۔ جب امام حسین علیہ السلام نے مکہ سے کوچ کرنے کا ارادہ فرمایا تو مسجد الحرام میں لوگوں کے سامنے خطبہ پڑھا پھر مدد طلب کی۔ (اس خطبہ میں امام حسین ع نے فرمایا کہ) وہ لوگ جو اپنے خون دل کو ہماری راہ میں بہانا چاہتے ہیں اور اپنے نفس کو خداوند عالم کی لقا کے لئے (ملاقات کے لئے) آمادہ کیا ہے۔ پس اُس کو چاہیئے کہ وہ کوچ کرے۔ اس لئے کہ میں صبح کو روانہ ہو جاؤں گا۔ ؎

(۲) دوسرا انتصار۔ خارج مکہ کیا ہے۔ جب امامؑ صبح کو مکہ سے روانہ ہو گئے تو عبادلۂ اربعہ (یعنی چار بزرگوار اللہ کے بندے) عبداللہ ابن عباس، اور عبداللہ ابن جعفر اور عبداللہ ابن زبیر اور عبداللہ ابن عمر (خلیفۃ المسلمین) امامؑ کے پاس آئے تاکہ امامؑ کو عراق جانے سے منع کریں۔ ہر ایک نے امامؑ سے گفتگو کی۔ امامؑ نے جواب میں فرمایا ... میں ایسے کام پر مامور ہوا ہوں جس کو میں کر کے رہوں گا۔ پھر اُن سے انتصار کیا اور اپنی مدد کے لئے بلایا۔ جناب عبداللہ ابن جعفر نے اپنے دونوں بیٹوں عونؑ و محمدؑ کو امامؑ کے پاس بھیجدیا اور فرمایا کہ میں آپ ان دونوں کے بعد ملوں گا۔ امام حسینؑ نے ابن عمر سے کہا کہ اے ابو عبدالرحمٰن خدا سے ڈرو اور میری نصرت ترک نہ کرو۔ انھوں نے (امامؑ سے) کچھ عذر کیا۔ یعنی امامؑ کے ساتھ جانا پسند نہیں کیا بلکہ امامؑ کو رخصت کیا اور وداع لیا۔ مگر رخصت کرتے وقت انھوں نے کہا کہ یا ابا عبداللہ میرے لئے اُس جگہ کو کھول دو جس جگہ رسولؐ خدا بوسہ لیا کرتے تھے۔ امام حسینؑ نے اپنے شکم مبارک کو کھول دیا۔ عبداللہ ابن عمر نے امام حسینؑ کے سینۂ مبارک کے اوپر بوسہ دیا اور گریہ کیا اور وداع کیا پھر چلے گئے۔ ؎

؎ ناسخ التواریخ جلد ۶ ص ۲۰۲ ؎ ناسخ التواریخ جلد ۶ ص ۲۰۳ تا ص ۲۰۴

(۳) تیسرا انتصار راہ میں مکہ سے کربلا تک کرتے رہے۔ امامؑ سے راستے میں جو ملتا تھا اُس سے نصرت طلب کرتے رہے تاکہ حجت لوگوں پر تمام ہو جائے۔ راستہ میں انتصار کبھی زبان سے کرتے رہے اور کبھی قاصدوں کے ذریعہ۔ جب لوگوں کو یہ معلوم ہو گیا کہ امامؑ کے ناصر کم ہیں اور امامؑ نصرت طلب کر رہے ہیں تو لوگوں نے عذر کرنا شروع کر دیا۔ کوئی تجارت کا عذر کرتا تھا کوئی کسی کام میں مشغولیت کا۔ جیسا کہ بعض لوگوں نے عذر کیا ہے جبکہ دیکھا کہ امام حسینؑ راستے میں نصرت طلب کر رہے ہیں۔ بعض لوگوں نے اپنی زراعت کا عذر کیا، کسی نے اپنے عیال کا عذر کیا اور کہا کہ میرے عیال فلاں جگہ میں ہیں اُن کی نگرانی میں مشغول ہوں، بعض نے یہ کہا کہ آپ تشریف لے چلیں ہم آپ سے ملتے ہیں اور بعض لوگ تو اُس منزل پر اُترنا بھی گوارہ نہیں کرتے تھے جس منزل پر امام حسینؑ ٹھہرتے تھے تاکہ امام حسینؑ اُن سے نصرت طلب کریں۔ جیسا کہ قبیلہ فزارہ اور بجیلہ کی ایک جماعت نے کہا کہ ان لوگوں کا بیان ہے کہ ہم لوگ حج کر کے راستے میں امام حسینؑ سے ملنے کے لئے گئے اور راستہ طے کر رہے تھے تو ہمارے نزدیک اس سے زیادہ ناپسندیدہ کوئی بات نہ تھی کہ ہم اُس منزل پر اُتریں جس پر امام حسینؑ فروکش ہوں۔ اور جب امام حسینؑ کسی چشمہ پر اُترتے تھے تو ہم لوگ دوسرے چشمہ پر اُترتے تھے۔ اور جب ایک ہی منزل میں ہم لوگوں کے اور امام حسینؑ کے اُترنے کا اتفاق ہوتا تھا تو جدھر امام حسینؑ اُترتے تھے اُس کے خلاف جانب ہم لوگ اُترتے تھے۔ ہم لوگ یہ اس لئے کرتے تھے تاکہ امام حسینؑ ہم لوگوں کو اپنی نصرت کے لئے نہ بلائیں۔ (مصنف فرماتے ہیں) میں کہتا ہوں کہ جب آپ غور کریں تو آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ یہ امام حسینؑ کی مصیبتوں میں عظیم تر مصیبت ہے۔ اور اس سے بڑی مصیبت یہ ہے کہ جب راہ میں بعض اوقات دیکھتے تھے کہ امام حسینؑ اُن کی طرف آ رہے ہیں تو راستہ سے کترا جاتے تھے اور دوسری جانب مڑ جاتے تھے تاکہ امامؑ دیکھ نہ لیں اور اپنی نصرت کے لئے نہ بلائیں جیسا کہ اتفاق ہوا بعض اہل کوفہ کیلئے۔ اور اس سے عظیم تر مصیبت وہ کلام ہے جس کو عبید اللہ بن الحر الجعفی نے اُس وقت کہا ہے کہ جب امام حسینؑ نے اس سے استنصار کیا ہے۔ یہ وہ وقت تھا جب امام حسین علیہ السلام

قصر بنی مقاتل پر آئے تو دیکھا کہ ایک خیمہ نصب ہے۔ امام علیہ السلام نے دریافت فرمایا کہ یہ کس کا خیمہ ہے۔ تو امامؑ سے کہا گیا کہ یہ خیمہ عبیداللہ بن الحر الجعفی کا ہے۔ امامؑ نے کہا کہ اُس کو بلاؤ۔ جب امامؑ کا قاصد گیا اور عبیداللہ سے کہا کہ حسینؑ ابن علیؑ تم کو بلا رہے ہیں۔ عبیداللہ نے جواب دیا کہ میں کوفہ سے اسی لئے چلا آیا ہوں کہ مجھے یہ پسند نہ تھا کہ امام حسینؑ کوفہ آویں اور میں کوفہ میں رہوں۔ قسم بخدا میں نہیں چاہتا کہ وہ مجھے دیکھیں اور میں اُن کو دیکھوں قاصد نے واپس آکر اُس کا جواب امامؑ کی خدمت میں پیش کیا اور امامؑ بہ نفس نفیس اُٹھے اور اُس کے پاس تشریف لے گئے۔ اور اُس پر سلام کیا اور بیٹھ گئے۔ اور اپنی نصرت کی دعوت دی مگر عبیداللہ جعفی (ملعون) نے اُس کلام کو پھر دُہرایا اور نصرت کرنے سے معذرت چاہی۔ امام حسینؑ نے فرمایا کہ اے شخص تو مذنب و خاطی ہے۔ اس وقت اگر تو نے یہ نہ کیا اور کیا اُس کام کو جس کو تو کرنے والا ہے تو خداوند عالم تجھکو اپنی گرفت میں لے لیگا۔ تو میری مدد کر۔ خداوند عالم کی بارگاہ میں میرے نانا تیری شفاعت کرینگے۔ اُس نے کہا کہ اے فرزند رسولؐ اگر میں آپ کی نصرت کرتا تو آپ کے سامنے مقتول ہوتا۔ لیکن یہ میرا گھوڑا ہے اس کو آپ لے لیجئے اس لئے کہ میں اس پر کبھی سوار نہیں ہوا ہوں۔ اور نہیں ارادہ کیا میں نے کسی شئے کا مگر یہ کہ میں نے اس کو پالیا۔ اور مجھے کسی نے نہیں دیکھا ہے مگر یہ کہ میں نے نجات پالی ہے (یعنی میں اس پر سوار ہو کر دشمن پر غالب ہوا ہوں اور اس کے ذریعے سے میں دشمن سے محفوظ رہا ہوں، آپ اس کو لے لیجئے) امام حسینؑ نے اُس سے اپنا رُخ پھیر لیا اور فرمایا کہ نہ تیری حاجت ہے اور نہ تیرے گھوڑے کی۔ اور نہ میں گمراہوں کو اپنا مددگار بنانا چاہتا ہوں۔ لیکن تو یہاں سے دُور ہو جا تاکہ میری صدا تیرے کان تک نہ پہونچے اور نہ ہم پر تیری ہدایت واجب ہو۔ کیونکہ جو شخص ہم اہلبیت رسولؐ کی داعیہ (آواز) کو سنے گا پھر جواب نہ دے گا تو خداوند عالم اُس کو اوندھے منہ جہنم میں پھینک دیگا۔ پھر امامؑ اُس کے پاس سے اُٹھے اور اپنے خیمہ میں چلے گئے۔ پھر عبیداللہ جعفی امام امام حسینؑ کی نصرت نہ کرنے سے ہمیشہ نادم رہتا تھا۔ اور اُس کی ایسی حالت ہو جاتی تھی کہ اُس کی رُوح اُس کے بدن سے نکل جائے اور یہ شعر پڑھتا تھا جس کا خلاصہ یہ ہے

"اے نفس تجھ پر افسوس ہے جنگ میں زندہ رہوں گا اور جنگ میری روح حلق میں گردش کرتی رہیگی۔ اس بات پر کہ جب امام حسینؑ مجھے طلب کر رہے تھے نصرت کے لئے اہل ضلال و نفاق کے خلاف۔ یہ نصرت جو طلب کر رہے تھے صبح کے وقت نصر مقاتل کے پاس، کہہ رہے تھے کہ تو مجھ کو چھوڑ دیگا اور فراق بعزم کئے ہوئے ہے، اور اگر میں اُن کی نصرت کرتا اپنے نفس کے ذریعے تو میں قیامت کے دن کرامت کو پاتا، ابن مصطفےٰ پر میرا نفس فدا ہو جائے، جب چلے اور وداع کیا جاتے وقت، تو اگر کسی زندہ آدمی کے قلب کا افسوس ہلاک کر دے آج کے دن غم سے دوچار ہو جائیگا،، ؎

امام حسینؑ کے استفسار سے جو آنحضرتؐ نے راستہ میں کیا سوائے زہیر ابن قین کے کوئی متاثر نہیں ہوا۔ زہیر قین حج سے واپس ہو کر قبیلۂ فزارہ و بجیلہ کے ہمراہ وطن مراجعت کرتے وقت امامؑ کے ساتھ چل رہے تھے کہ امام حسینؑ ایک منزل پر اترے زہیر ابن قین کا قافلہ بھی اسی منزل پر دوسری جانب اُترا۔ زہیر ابن قین کے ساتھیوں کا بیان ہے کہ ہم لوگ بیٹھے کھانا کھا رہے تھے کہ امام حسینؑ کا قاصد آیا اور سلام کیا۔ پھر خیمہ میں داخل ہو گیا اور کہا کہ اے زہیر بن قین امام حسینؑ نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے تاکہ آپ امامؑ کے پاس چلیں۔ یہ سُنکر ہم لوگوں کے ہاتھ سے لقمہ گر پڑا ہم لوگوں کی حالت یہ تھی کہ معلوم ہوتا تھا کہ ہمارے سر پر طائر بیٹھے ہوئے ہیں۔ جناب زہیر سے اُن کی کریمہ بیوی نے کہا (جناب سید ابن طاؤس فرماتے ہیں کہ ان معظمہ کا نام دیلم بنت عمرو تھا) کہ سبحان اللہ! فرزند رسولؐ تمھیں بلائیں اور تم اُن کے پاس جانے سے گریز کرتے ہیں۔ تم جاؤ اُن کے پاس اور سنو کہ وہ کیا فرماتے ہیں، پھر چلے آنا۔ تب جناب زہیر امام علیہ السلام کے پاس تشریف لائے۔ اور تھوڑی دیر امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں تھے۔ اب جو پلٹ کر آئے تو خنداں و

؎ ناسخ التواریخ جلد ۶ ص ۲۱۲ -

فرما رہے تھے۔ اپنے خیمے کے اندر کے مال و اسباب کو اٹھوایا اور امام حسینؑ کے پاس لیگئے اور اپنی اہلیہ سے کہا کہ میں نے تم کو طلاق دیدی اور اُن سے کہا کہ اپنے گھر چلی جاؤ کیونکہ میں نہیں چاہتا ہوں کہ تم میری وجہ سے کسی مصیبت میں مبتلا ہو۔ میں نے امامؑ کے ساتھ رہنے کا مصمم ارادہ کرلیا ہے تاکہ میں اپنی روح کو اُن پر فدا کروں اور اپنے نفس سے اُن کی حفاظت کروں۔ پھر جناب زہیر بن قین نے اپنی اہلیہ کو اُس کا حق ادا کیا۔ پھر اُن کو اُن کے کسی چچازاد بھائی کے سپرد کردیا تاکہ وہ اُن معظمہ کو اُن کے گھر پہونچادیں۔ اُس وقت وہ معظمہ جناب زہیر ابن قین کے پاس آئیں اور گریہ کیا اور جناب زہیر کو وداع کیا اور خدا حافظ کہا اور ایک خواہش پیش کی وہ یہ کہ اے زہیر امام حسینؑ کے جد بزرگوار کے پاس میری شفاعت قیامت میں کیجیے گا۔ پھر جناب زہیر نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہوکر فرمایا، جو شخص پسند کرے وہ میری پیروی کرے اور وہ امامؑ کے ساتھ ہوجائے ورنہ یہ ہماری اور تمھاری آخری ملاقات ہے۔ میں تم لوگوں سے ایک حدیث بیان کرنا چاہتا ہوں، وہ یہ کہ ایک مرتبہ ہم لوگوں نے جنگ کی (ایک قبیلۂ عرب سے) پھر پروردگار عالم نے ہم کو فتح کرامت فرمائی اور ہم لوگوں نے مال غنیمت پایا۔ اُس وقت جناب سلمان فارسی نے ہم لوگوں سے کہا کہ کیا تم لوگ بہت خوش ہوا اس بات پر کہ اللہ نے تم کو فتح عنایت کی ہے اور تم نے مال غنیمت پایا ہے۔ ہم لوگوں نے کہا کہ ہاں۔ سلمان فارسی نے کہا کہ جب تم پاؤ گے سید شباب آل محمدؐ کو کہ تم لوگ اُن کے ساتھ جنگ کروگے اُن کے دشمن سے تو تم لوگ بہت خوش ہوگے اس خوشی کے مقابلہ میں جو کہ مال غنیمت کے ملنے سے حاصل ہوئی ہے اور اب میں تم لوگوں کو خدا کے سپرد کرتا ہوں۔ اُن لوگوں کا بیان ہے کہ پھر جناب زہیر، جناب امام حسینؑ کے ساتھ ساتھ تھے یہاں تک کہ شہید ہوئے۔ رحمۃ اللہ علیہ۔ ؁[1]

(۴) الانتصار الرابع۔ امام حسینؑ نے خط کے ذریعہ رؤساء اہل بصرہ سے

---

[1] تاریخ التواریخ جلد ۲۔ ص ۲۰۹۔

خط کے ذریعہ نصرت طلب کی۔

امامؑ کے قاصد ابا ذرین تھے اور خط کا مضمون یہ تھا کہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ خط (امام) حسینؑ ابن علیؑ کی طرف سے ہے اشراف و روساء اہل بصرہ کی طرف۔ اے اہل بصرہ میں تمہیں بلا رہا ہوں اللہ کی جانب اور اس کے نبیؐ کی جانب۔ زمانہ کی حالت یہ ہے کہ سنت مٹا دی گئی ہے۔ اگر تم جواب دو میری دعوت کا اور میرے حکم کی اطاعت کرو تو خداوند عالم تم کو اچھے راستے کی ہدایت کرے گا۔ والسلام "

جب امامؑ کا خط اہل بصرہ کو پہونچا تو یزید ابن مسعود نے قبیلۂ تمیم و بنی حنظلہ و بنی سعد کو جمع کیا اور اُن کے سامنے خطبہ پڑھا اور اُن کو وعظ و نصیحت کی اور وہ خطبہ تھا کہ

" یہ ہیں حسینؑ ابن علیؑ فرزند رسولؐ خدا صاحب شرف و منزلت۔ ہر مسئلہ میں غور و خوض کے بعد صحیح رائے اور نتیجے پر پہونچنے والے۔ ان کیلئے ایسا فضل ہے جس کا وصف بیان نہیں کیا جا سکتا اور ایسا علم ہے جو کبھی ختم نہیں ہو سکتا۔ انھیں کے ذریعہ واجب ہو گئی اللہ کے لئے محبت اور انھیں کے ذریعہ سے پہونچے ہم تک وعظ و نصائح۔ تم لوگوں نے اپنے اوپر گناہ کو یوم جمل لا دلیا ہے۔ اس گناہ کو فرزند رسولؐ کی نصرت کر کے دھو ڈالو۔ "

حاضرین نے یزید بن مسعود کا جواب دیا کہ

" ہم لوگ امامؑ کی نصرت کیلئے تیار ہیں "

مگر جب وہ لوگ چلنے کے لئے آمادہ ہوئے تو انھیں خبر ملی کہ امام حسین (علیہ السلام) شہید ہو چکے۔

(۵) الانتصار الخامس - یہ انتصار امامؑ کا کوفہ کے اُن شرفا سے تھا جن کو امامؑ جانتے تھے کہ وہ اپنی رائے پر قائم ہیں۔ اور وہ خط جو امامؑ نے اہل کوفہ کو روانہ کیا تھا اُس کا مضمون یہ ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ خط حسینؑ ابن علیؑ کا ہے سلیمان ابن صرد خزاعی، مسیب بن نجبہ، رفاعہ ابن شداد، عبداللہ ابن ذال اور مومنین کی طرف -

اما بعد تم لوگ جانتے ہو کہ جناب پیغمبرؐ خدا نے اپنے زمانۂ حیات میں فرمایا ہے کہ جو شخص دیکھے ظالم بادشاہ کو کہ وہ حرام خدا کو حلال کر رہا ہے عہد خدا کو توڑ رہا ہے، سُنت رسولؐ کی مخالفت کر رہا ہے۔ حکم کر رہا ہے اللہ کے بندوں میں گناہ اور سرکشی کے ساتھ پھر اُس کی مخالفت قول و فعل سے نہ کرے تو خداوند عالم پر لازم ہے کہ اُس شخص کو داخل کر دے اُس کی جگہ (یعنی جہنم) میں۔ اور تم لوگ جانتے ہو کہ یہ قوم بنی اُمیہ اور اُس کے اتباع ہیں، اور تم لوگ جانتے ہو کہ یہ قوم شیطان کی اطاعت کر رہی ہے۔ اطاعت الٰہی سے مُنہ موڑے ہوئے ہیں، فساد کو ظاہر کر رہے ہیں، حدودِ خدا کو معطل کر رہے ہیں، مال غنیمت کو اپنے مصرف میں لا رہے ہیں، حرام خدا کو حلال کر رہے ہیں اور حلال خدا کو حرام کر رہے ہیں۔ اور میں امر خلافت کا زیادہ حقدار ہوں کیونکہ مجھے رسول اللہ سے قرابت حاصل ہے۔ اور میرے پاس تمہارے خطوط آئے اور تمہارے قاصد خبر لائے کہ تم لوگوں نے میری بیعت اس شرط پر کر لی ہے کہ مجھے دشمن کے سپرد نہ کرو گے اور مجھے چھوڑ نہ دو گے۔ اگر تم لوگ وفا کرو میرے ساتھ جیسا کہ تم لوگوں نے میری بیعت کی ہے تو تم نے اپنے حصہ کی ہدایت کو حاصل کر لیا اور اس صورت میں میرا نفس تمہارے نفسوں کے ساتھ ہے اور میرے اہل و عیال تمہارے اہل و عیال کے ساتھ ہیں

پس تمہارے لئے میری پیروی لازم ہے۔ اور اگر تم لوگ ایسا نہ کرو بلکہ تم لوگ عہد کو توڑ چکے ہو اور قلادہ بیعت اپنی گردن سے نکال چکے ہو تو قسم میری عمر کی یہ بات تم سے بعید نہیں ہے۔ کیونکہ ایسی حرکتیں تم لوگ میرے والد اور میرے بھائی اور میرے ابن عم کے ساتھ کر چکے ہو۔ دھوکے میں ہیں وہ جو تمہاری شرارتوں سے غافل ہوں یا تمہارے ذریعے سے فریب خوردہ ہوں۔ پس اپنے حصہ کو حاصل کرنے میں تم نے غلطی کی اور اپنے نصیب کو ضائع کیا۔ اور جو شخص بیعت توڑتا ہے وہ اپنے نفس پر ظلم کرتا ہے۔ اور خداوند عالم ہم کو تم لوگوں سے غنی کرے گا (یعنی ہم کو تمہاری احتیاج نہ ہو گی) والسلام "

خط لکھنے کے بعد اُس کو لپیٹا اور اُس پر مہر کی اور قیس ابن مسہر صیداوی کے حوالے فرمایا۔ اور جناب قیس امامؑ کا خط لے کر جانب کوفہ روانہ ہو گئے۔ جب قریب کوفہ پہونچے تو حصین بن نمیر نے راہ روکی تاکہ تفتیش کرے۔ جناب قیس نے امامؑ کا خط نکالا اور چاک کر دیا۔ اُس وقت حصین نے جناب قیس کو عبیداللہ ابن زیاد کے پاس روانہ کر دیا۔ جناب قیس عبیداللہ ابن زیاد کے پاس کھڑے ہوئے تو اُس (ملعون) نے دریافت کیا کہ تم کون ہو۔ جناب قیس نے جواب دیا کہ میں امیرالمومنینؑ اور اُن کے فرزند کے شیعوں میں سے ایک شیعہ ہوں۔ ابن زیاد نے کہا کہ تم نے خط کیوں چاک کر ڈالا۔ جناب قیس نے جواب دیا تاکہ تو اس خط کے مضمون سے مطلع نہ ہو۔ ابن زیاد نے کہا کہ خط کس کا تھا اور کس کے نام تھا۔ جناب قیس نے کہا کہ خط امام حسینؑ کا تھا کوفہ والوں کی ایک جماعت کیلئے جن کے نام مجھے معلوم نہیں۔ اس جواب کو سنکر ابن زیاد لعین غضبناک ہوا اور کہا کہ قسم بخدا تم مجھ سے اُس وقت تک جدا نہیں ہو سکتے جبتک اُن کے نام نہ بتلاؤ گے جن کے پاس امام حسین علیہ السلام نے خط بھیجا ہے۔ یا منبر پر جاؤ اور (معاذاللہ) امام حسینؑ اور اُن کے والد اور بھائی پر لعنت کرو۔ ورنہ تمہیں ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالوں گا۔ جب قیس نے کہا کہ جن کے پاس میں خط لے جا رہا تھا اُن کے نام نہ بتلاؤں گا

البتہ امام حسین علیہ السلام اور اُن کے والد اور اُن کے بھائی پر لعنت کرونگا - یہ کہکر منبر پر تشریف لے گئے اور اللہ کی حمد و ثنا فرمائی - جناب رسولؐ خدا پر درود بھیجا اور جناب علیؑ بن ابی طالبؑ اور اُن کے فرزند کے محبت بھرے لہجے میں فضائل بیان فرمائے - پھر ابن زیاد اور اُس کے باپ پر اور بنی اُمیہ کے تمام سرکشوں پر لعنت کی - اس کے بعد فرمایا کہ میں تم لوگوں کی طرف امام حسینؑ کا بھیجا ہوا ہوں - میں امام حسینؑ کو فلاں مقام پر چھوڑ کر آیا ہوں لہذا تم لوگ اُن کی نصرت کرو - اس کے بعد ابن زیاد نے جناب قیس کے لئے یہ حکم دیا کہ ان کو دار الامارہ کی چھت سے گرا دو ابن زیاد کے اس حکم سے جناب قیسؒ کو دار الامارہ کی چھت سے لوگوں نے گرا دیا - جناب قیس کی لاش ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی - اور ایک روایت میں ہے کہ جب وہ زمین پر گرے تو اُن کے شانے بندھے ہوئے تھے جس کی بنا پر اُن کی ہڈیاں ٹوٹ گئیں - اور تھوڑی سی جان باقی تھی کہ ایک شخص جس کا عبدالملک بن عمیر اللخمی تھا ان کے پاس آیا اور اُن کو ذبح کر ڈالا - جب اُس سے دریافت کیا گیا کہ تم نے انھیں کیوں قتل کر دیا اور اُس کی اس قتل پر مذمت کی گئی تو اُس نے کہا کہ میرا مقصد ذبح کرنے سے اُن کو راحت پہونچانا تھا - [1]

(۶) الاستنصار السادس اُن لوگوں سے تھا جو امامؑ سے جنگ کرنے آئے تھے تا کہ ان لوگوں پر حجت تمام ہو جائے -

پس امامؑ نے جناب حُر اور اُن کے لشکر سے نصرت طلب کی جب کہ وہ امامؑ سے آکر ملے - اور اُن لوگوں نے امامؑ کو واپس ہونے سے روک دیا تھا - و نیز امامؑ نے نصرت طلب کی عمر بن سعد لعین سے شب ششم ماہ محرم کو -

۱ جناب حُر اور اُس کے لشکر والوں سے اُس وقت نصرت طلب کی جبکہ وہ لوگ امامؑ کے پاس آئے اور امامؑ نے ان لوگوں کو سیراب کیا تم سایرہ

---

[1] اسرار الشہادۃ بحوالہ ارشاد مفیدؒ و لہوف و منتخب ص ۲۲۸ -

فلم یزل الحرُ موافقاً له حتی حضرت صلوٰۃ الظہر۔ پھر حُر کا لشکر امام حسین علیہ السلام کے ساتھ چلتا رہا اور حُر امام حسین کے موافق تھے یہانتک کہ نماز ظہر کا وقت آیا۔"

پس امام حسینؑ نے حجاج بن مسروق کو اذان دینے کا حکم فرمایا۔ جب اقامت کا وقت آیا تو امام حسینؑ ازار و ردا اور نعلین پہنے ہوئے نکلے اور خداوند عالم کی حمد و ثنا بجا لائے پھر فرمایا کہ ایہا الناس میں تمہارے پاس اس وقت تک نہیں آیا جب تک کہ تم لوگوں کے خطوط میرے پاس نہیں آئے، اور تمہارے نامے، خطوط ہمارے پاس آئے کہ آپ ہمارے پاس تشریف لائیں اس لئے کہ ہمارے پاس کوئی (ہماری ہدایت کرنے والا) امام نہیں ہے، اور شائد کہ خداوند عالم ہم کو آپ کے ذریعہ راہ حق اور ہدایت پر جمع کردے۔ اگر تم لوگ اس عہد پر قائم ہو تو میں آگیا ہوں، تو تم ہمیں مطمئن کردو اپنے عہد و پیمان و میثاق سے۔ اور اگر تم لوگ ایسا نہ کرسکو یا تم لوگ میرے آنے سے کراہت کرتے ہو تو میں واپس چلا جاؤں جہاں سے آیا ہوں۔ امامؑ کے کلام کو سنکر سب کے سب خاموش رہے۔ کسی نے کچھ جواب نہ دیا۔ امامؑ نے موذن کو حکم دیا کہ اقامت کہو موذن نے اقامت کہی۔ امامؑ نے جناب حُر سے فرمایا۔ کیا تم اپنے اصحاب کے ساتھ نماز پڑھو گے۔ جناب حُر نے فرمایا نہیں بلکہ آپ کے ساتھ نماز پڑھیں گے۔ تو امامؑ نے سب کے ساتھ جماعت سے نماز ظہر ادا کی (یعنی نماز جماعت سے پڑھائی) پھر امامؑ داخل خیمہ ہوئے اور امامؑ کے اصحاب امامؑ کے پاس جمع ہوئے اور حُر اپنی جگہ پر چلا گیا جہاں پر کہ تھا اور اپنے خیمہ میں جو اس کے لئے نصب کیا گیا تھا داخل ہوا تو جناب حُر کے پاس اُس کے پانچسو ساتھی جمع ہوئے اور باقی لوگ اُسی صف میں چلے گئے۔ پھر اُن لوگوں کو بھی اُس نے واپس کردیا۔ اور ہر ایک نے اپنے گھوڑے کی عنان پکڑلی اور اُس کے سایہ میں بیٹھے۔ جب وقت عصر آیا تو امامؑ نے حکم دیا کہ روانگی کیلئے تیار ہو جاؤ۔ وہ لوگ تیار ہو گئے۔ پھر امامؑ نے منادی کو حکم دیا اُس نے عصر کے لئے ندا دی اور اقامت کہی۔ امام حسینؑ آگے بڑھے اور اپنے ساتھیوں کو نماز جماعت پڑھائی۔ بعد ختم نماز پھر امامؑ حُر اور اُس کے لشکر والوں کی طرف متوجہ ہوئے۔

حمد و ثنائے الٰہی بجالائے اس کے بعد فرمایا

"ایہا الناس خدا سے ڈرو اور حق پہچانو اس کے اہل کے لئے۔ تو یہ اللہ کو زیادہ راضی کرنے والا ہے۔ اور ہم اہلبیت محمدؐ زیادہ حقدار ہیں اس امر کے لئے (یعنی خلافت کیلئے) اُن لوگوں سے جو دعوائے خلافت کرتے ہیں۔ (حالانکہ اُن کا حق نہیں ہے) اور تم میں لوگ ظلم و جور کی روش اختیار کئے ہوئے ہیں۔ اور اگر تم لوگ ہمارے حق سے انکار کرتے ہو اور تمہاری رائے اس کے خلاف ہے۔ اور جو تم نے لکھا تھا اور تمہارے قاصدوں نے آکر میرے پاس کہا تھا تو میں واپس چلا جاؤں۔"

تو جناب حُرؑ نے فرمایا کہ قسم بخدا میں نہ اُن خطوط کو جانتا ہوں اور نہ اُن قاصدوں کو جن کا آپ تذکرہ فرما رہے ہیں۔

امامؑ نے اپنے بعض اصحاب سے فرمایا کہ دونوں ٹوکریاں اُٹھا لاؤ جس میں خطوط ہیں ۔ وہ دونوں ٹوکریاں امام حسینؑ کے پاس لائی گئیں جو خطوط سے بھری ہوئی تھیں۔ امامؑ نے اُن خطوط کو اُن کے سامنے پھیلا دیا۔

جناب حُرؑ نے فرمایا کہ میں اُن لوگوں میں نہیں ہوں جنھوں نے آپ کے پاس خطوط لکھے ہیں۔ ہم کو تو حکم دیا گیا ہے کہ ہم سب آپ سے ملاقات کریں اور آپ کو نہ چھوڑیں یہاں تک کہ آپ کو کوفہ عبید اللہ ابن زیاد کے پاس پہونچا دیں۔

امامؑ نے فرمایا کہ اس کے قبل موت تم سے قریب ہوگی۔ [1]

اور امام حسینؑ کا عمر سعدؑ سے نصرت طلب کرنا اس طرح مروی ہے کہ امام حسینؑ نے عمر سعدلعؑ کے پاس پیغام بھیجا کہ میں تم سے گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ تم رات میں ہمارے اور اپنے لشکر کے درمیان ملاقات کرو۔ (چنانچہ) ابن سعد بیس آدمیوں کے ساتھ امام علیہ السلام کی طرف آیا۔ اور امامؑ بھی بیس آدمیوں کے ساتھ اُس لعین کی طرف چلے۔ جب ملاقات ہوئی تو

---

[1] ناسخ التواریخ ج ۶ ۔ ص ۲۱۳ ۔

امام علیہ السلام نے اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ علیحدہ ہو جائیں ۔ یہ سنکر اصحاب امام حسینؑ علیحدہ ہو گئے ۔ اور امامؑ کے ساتھ صرف جناب عباسؑ اور جناب علی اکبر باقی رہ گئے ۔ اور عمر سعد نے بھی ایسا ہی حکم دیا کہ اُس کے اصحاب بھی ہٹ گئے اور اُس کے ساتھ اُس کا بیٹا حفص اور غلام رہ گیا ۔

امامؑ نے فرمایا کہ افسوس تجھ پر اے عمر سعد کیا اُس خدا سے نہیں ڈرتا جس کی طرف تیری بازگشت ہے ۔ تو مجھ سے جنگ کر رہا ہے حالانکہ تو جانتا ہے کہ میں کس کا فرزند ہوں اس قوم کو چھوڑ دے اور ہمارے ساتھ ہو جا ۔ اس لئے کہ میں تجھ کو اللہ سے زیادہ قریب کرنے والا ہوں ۔ عمر سعد نے جواب دیا کہ مجھے خوف ہے کہ میرا گھر منہدم کر دیا جائیگا ۔ امامؑ نے فرمایا کہ تجھکو گھر دوں گا ۔ عمر سعد نے کہا کہ مجھے خوف ہے کہ میری زمین یا میرا موضع چھین لیا جائیگا ۔ امامؑ نے فرمایا کہ میں اس سے بہتر تم کو دوں گا اپنے مال سے جو حجاز میں ہے ۔ عمر سعد نے کہا کہ مجھے اپنے اہل وعیال کا خوف ہے اور یہ کہکر خاموش ہو گیا اور کچھ جواب نہ دیا ۔ تو امامؑ یہ کہتے ہوئے واپس ہو گئے کہ تجھے کیا ہو گیا اور اللہ تجھے بہت جلد ذبح کریگا اور یوم حشر تجھے معاف نہ کریگا ۔ قسم بخدا میں اُمید کرتا ہوں کہ تو عراق کا گیہوں تھوڑے ہی دن کھائے گا ۔ پس ابن سعد لعنہ اللہ نے امامؑ کا استہزا کرتے ہوئے کہا کہ اگر گیہوں نہ ملیگا تو جو پر اکتفا کروں گا[۱] ۔

(۷) الاستنصار السابع ۔ (جناب امام حسین علیہ السلام نے) یہ استنصار اُس وقت فرمایا ہے جبکہ آنحضرتؑ کا محاصرہ زمین کربلا پر ہو چکا ہے اور لشکر کی تعداد سوار و پیادہ ملا کر تیس ہزار تک پہونچ چکی تھی اور پانی پر پہرہ بیٹھ چکا تھا ۔ اُس وقت جناب حبیب ابن مظاہر امامؑ کی خدمت میں تشریف لائے اور کہا کہ اے فرزند رسولؐ یہاں پر ایک قبیلہ بنی اسد کا آباد ہے کیا آپ مجھے اجازت دیتے ہیں کہ میں اُن کے پاس جاؤں اور آپ کی نصرت کی انھیں دعوت دوں ۔ شاید کہ اسی ذریعہ سے خدا و عالم آپ سے بلا کو

---

[۱] اسرار الشہادۃ آقائے دربندی ۔

دفع کردے۔

امامؑ نے فرمایا ہاں اجازت ہے۔ پس جناب حبیب ابن مظاہر رات کے وقت خاموشی سے ان کے پاس تشریف لے گئے اور اُن لوگوں سے کہا کہ میں بھی اسدی ہوں۔ اُن لوگوں نے کہا کہ آپ کی حاجت ہم لوگوں سے کیا ہے۔

جناب حبیب ابن مظاہر نے فرمایا ان لوگوں سے کہ میں بھی تمھارے پاس ایک اچھی بات لیکر آیا ہوں، ایک نیکی لے کر آیا ہوں جو ایک فرد قوم اپنی قوم کے پاس لایا ہے میں تم لوگوں کے پاس اس لئے آیا ہوں کہ میں تم لوگوں کو تمھارے نبیؐ کی بیٹیؑ کے بیٹے کی نصرت کی دعوت دوں۔ فرزند رسولؐ یہاں پر مومنین کی ایک جماعت کے ساتھ فروکش ہیں۔ جن میں کا ایک شخص بہتر ہے ہزار مرد سے۔ وہ لوگ ایسے ہیں کہ فرزند رسولؐ کو نہ چھوڑینگے نہ کبھی جدا ہونگے۔ اور عمر سعد لعین نے امام حسینؑ کا محاصرہ کرلیا ہے۔ اور تم لوگ میرے قوم و قبیلہ کے ہو۔ میں تمھارے پاس ایسی نصیحت کو لیکر آیا ہوں کہ اطاعت کرو امام حسینؑ کی نصرت کرنے میں۔ اس لئے کہ نصرت امام حسینؑ کے ذریعہ سے تم لوگ دنیا و آخرت میں شرف پاؤگے۔ میں سے قسم کھاکر کہتا ہوں کہ تم میں سے نہیں قتل ہوگا کوئی راہ خدا میں فرزند محمد مصطفےٰ کے ساتھ مگر صبر کرتا ہوا اور اس کا اجر اللہ سے چاہتا ہوا۔ تو وہ جناب محمد مصطفےٰ صلعم کا رفیق ہوگا علیین میں۔

جناب حبیب ابن مظاہر کی تقریر سُنکر ایک مرد اسدی جس کا نام عبداللہ ابن بشر تھا۔ آگے بڑھا اور کہا کہ میں پہلا شخص ہوں جو اس دعوت کو قبول کرتا ہوں۔ اور چند اشعار پڑھے۔ اور اُن اشعار میں اپنے قوم و قبیلہ کو امام عالیمقام کی نصرت کے لئے توجہ دلائی تھی۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ہمارے قوم و قبیلہ کے لوگ اپنے تمام حالات کو جانتے ہیں کہ میری دلاوری و جنگجوئی مثل اُس شیر کے ہے کہ جو کسی گوشہ میں بیٹھا ہوا ہوا اور جنگ کے لئے تیار ہو۔ پھر دوسرے اشخاص آمادہ ہوگئے۔ یہانتک کہ نوّے آدمی نصرت کے لئے تیار ہوگئے۔ اور ان لوگوں نے امامؑ کے پاس آنے کا ارادہ کیا کہ اتنے میں اس طبقہ سے ایک مرد اُٹھا اور جاکر ابن سعد سے تمام واقعہ بیان کردیا۔ ابن سعد نے ایک

شخص کو جس کا نام ارزق تھا بلایا اور اس کے ساتھ چار سو شہسوار روانہ کئے اور اس کو قبیلۂ بنی اسد کی جانب بھیجا۔ اور بنی اسد جناب حبیب ابن مظاہر کی معیت میں رات کے وقت لشکر امام حسینؑ سے ملحق ہونا چاہتے تھے۔ ابن سعد کا لشکر ان لوگوں سے فرات کے کنارے جا ملا۔ اور بنی اسد اور امامؑ کے لشکر کے درمیان تھوڑا فاصلہ تھا۔ بنی اسد اور عمر سعد کے لشکر والے ایک دوسرے سے (جنگ کرنے کے لئے) لپٹ گئے اور شدید جنگ ہوئی۔ جناب حبیب ابن مظاہر نے فرمایا ارزق سے کہ افسوس ہمارے اور تمہارے درمیان جنگ ہو رہی ہے، تو پلٹ جا۔ مگر ارزق نے نہ مانا۔ اور بنی اسد کو یقین ہو گیا کہ عمر سعد کے لشکر سے جنگ کی طاقت نہیں ہے۔ اس لئے وہ لوگ اپنے قبیلہ کی طرف پلٹ گئے۔ پھر وہ لوگ رات ہی کو عمر سعد کے خوف سے کوچ کر گئے۔ اور جناب حبیب ابن مظاہر امامؑ کی خدمت میں واپس آئے اور واقعہ بیان کیا۔ اس وقت امام حسینؑ نے فرمایا **لاحول ولا قوۃ الا باللہ**[1]

اور یہ آخری استنصار تھا۔ اس کے بعد امامؑ ناصرین کی طرف سے مایوس ہو گئے اور وہ جہاد جو طلب نصرت کیلئے اور دشمن پر غالب ہونے کے لئے کیا جاتا ہے ساقط ہو گیا۔ اور اب صرف تکلیف امامؑ کو اس جہاد کی ہے جو امام حسینؑ کے مخصوص ہے۔ اور وہ جہاد و قتال ہے تاکہ امامؑ شہید کر دیئے جائیں۔

اس وقت امام حسینؑ نے اپنے اصحاب کو جمع کیا تاکہ ان کو بتلا دیں کہ اب ہمارا کوئی ناصر نہیں ہے۔ اور تکلیف اس جہاد کی جو نصرت کی وجہ سے واجب ہوتی ہے ختم ہو گئی اور احتمال غلبہ کا مرتفع ہو گیا۔ (اور اس لئے ان کو جمع کیا) تاکہ ان کو بتلائیں کہ لوگوں پر جہاد کی تکلیف نہیں ہے۔

پس امامؑ اصحاب کے مجمع میں خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے۔ حالانکہ امامؑ کا دل ٹوٹا ہوا تھا اور مایوس تھے۔ اور امید منقطع ہو چکی تھی۔ پس اصحاب سے فرمایا،

---

[1] اسرار الشہادۃ آقائے دربندی۔ ص ۲۲۷ و ناسخ التواریخ ص ۲۲۶۔

" جو صورت حال ہے وہ تم لوگ دیکھ رہے ہو، دنیا متغیر ہوگئی ہے اور اُس کی اچھائی ختم ہوگئی، اب مجھے مدد ملنے کی کسی سے اُمید نہیں ہے۔ میں لوگوں کی نصرت سے مایوس ہوگیا ہوں، مجھے سب لوگوں نے چھوڑ دیا۔ اب میرا کوئی حق تم لوگوں پر نہیں ہے۔ اس جہاد کی تکلیف میں جو میرے ساتھ تمہیں استفسار کی بنا پر کرنا تھا اور نہ دشمنوں پر غلبہ اور استظہار ہے۔ بس اب ایک ہی صورت ہے اور وہ یہ کہ اللہ نے ہمارے قتل کو لکھ دیا ہے اور اُس کے لئے جو میرے ساتھ ہے۔ لہٰذا جو شہادت کے لئے اپنے نفس کو تیار رکھے اُسے چاہئے کہ وہ میری بیعت کرے قتل ہونے کے لئے۔ اور جو نہ چاہے تو اُس کو چاہئے کہ وہ پردۂ شب میں واپس ہو جائے۔ کیونکہ اُن لوگوں کا مقصد صرف مجھ سے ہے"

اُس وقت اصحاب نے عجیب کلمات[1] امام ؑ کے جواب میں ارشاد کئے جن کو عنوان شہداء میں بیان کروں گا۔ پھر اصحاب امام ؑ نے شہید ہونے کے لئے بیعت ثانیہ کی ہے۔

الوجہ الثالث (تیسری وجہ)

زیارت کرتے وقت سات مرتبہ لبیک کہنے کی تیسری وجہ

سات بار لبیک کہنا امام حسین ؑ کے سات استغاثوں کا جواب ہے جو امام حسین علیہ السلام نے (یوم عاشورہ) کیا تھا۔

امام علیہ السلام نے زمین کربلا پر خاص امور کے لئے استغاثہ فرمایا تھا۔ مگر کسی نے اُس کا جواب نہیں دیا۔

۱۔ اسرار الشہادۃ، منتہی الاعمال عباس قمی، ناسخ التواریخ ملاحظہ ہو۔

پہلا استغاثہ :— امامؑ نے اپنے آل و اصحاب کو پانی پلانے کے لئے کیا تھا۔

دوسرا استغاثہ :— عورتوں اور بچوں کو پانی پلانے کے لئے کیا تھا۔ (امامؑ نے اس موقع پر دشمنوں کو مخاطب کر کے فرمایا تھا کہ) ان عورتوں اور بچوں کا تو کوئی گناہ نہیں ہے۔ یا یہ فرمایا تھا کہ "لوگ تو تم لوگوں سے جنگ نہیں کرتے ہیں۔ (لہٰذا انھیں پانی پلا دو)

تیسرا استغاثہ :— صرف طفل صغیر کے پانی پلانے کے لئے کیا تھا۔ اس موقع پر امامؑ نے فرمایا کہ تم میں کوئی ایک شخص بھی ایسا نہیں ہے جو تھوڑا سا پانی اس بچے کے لئے لا دے۔ پھر اسی پر امامؑ نے قناعت فرمائی۔ کہ کوئی اس کو سیراب کر دے تو فرمایا کہ اس بچہ کو پانی پلا دو۔

چوتھا استغاثہ :— عمر سعد کے تمام لشکر سے کیا تھا (تاکہ وہ لوگ امامؑ کے اہل حرم کو نہ لوٹیں) کہ اے شیعیان آل ابی سفیان مجھ سے جنگ کرو، میرے اہل حرم سے تعرض نہ کرو۔

پانچواں استغاثہ :— اس لئے نہیں کیا تھا کہ وہ امام حسینؑ کے خیام کو نہ لوٹیں۔ بلکہ اس لئے کیا تھا کہ وہ لوگ اہل حرم کو لوٹنے سے ایک گھنٹہ مہلت دیں۔ اس موقع پر امامؑ نے فرمایا تھا ؛ ھی لکم عن ساعۃ مباح " میرے خیام تمہارے لئے بعد ایک گھنٹے کے مباح ہوں گے " [1]

---

[1] اس جملہ سے یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ امامؑ نے اپنے خیام کو لوٹنے کی اجازت دیدی۔ بلکہ دشمنوں کے نزدیک امامؑ کا قتل کرنا جائز تھا، اُن کا اموال لوٹنا مباح تھا۔ اُن کے اہل حرم کو قید کرنا درست تھا۔ اس لئے امام علیہ السلام نے اپنی قوت امامت سے آیندہ کی بات بتلا دی اور اُن کا عندیہ بھی بتلا دیا کہ تم میرے بعد میرے خیام لوٹ لوگے اور یہ لوٹنا تمہارے نزدیک مباح ہوگا۔

چھٹا استغاثہ: ــ یہ استغاثہ اُس وقت فرمایا ہے جب امامؑ زمین پر پڑے تھے تاکہ امامؑ کے اہلِ حرم کو (اشقیاء) نہ جلا دیں۔ کیونکہ حضرتؑ نے شمرؑ سے کہتے سُنا تھا کہ آگ لاؤ تاکہ میں جلا دوں اُن کو جو اس خیمہ میں ہیں۔ جب امامؑ نے اس ظالم کا یہ کلام سُنا تو استغاثہ کیا اور ندا دی کہ اے ابن ذی الجوشن تو آگ لگا رہا ہے تاکہ میرے اہل کو جلا دے۔

ساتواں استغاثہ: ــ یہ استغاثہ اُس وقت فرمایا ہے جبکہ امامؑ کا آخری وقت تھا اور صرف ایک قطرہ آب کا طلب فرمایا۔ پس (سنان ابن انس نے) امام کے سرِ مبارک کو حلق سے جدا کر دیا۔ اور امامؑ پانی مانگتے ہی رہے۔

چونکہ امامؑ کے سات استغاثوں کا جواب کسی نے نہ دیا تو مناسب ہے کہ امام حسینؑ کے جتنے دوست ہیں اُن کے استغاثے کا جواب سات بار تلبیہ کے ذریعہ دیں۔ یعنی سات بار لبیک کہیں اور اس تلبیہ میں امامؑ کے ٹوٹے ہوئے دل کو جوڑنے کا قصد کریں۔ جو لوگ اس قصد سے تلبیہ کریں گے تو وہ لوگ پائینگے امامؑ کے استغاثوں کے جواب دینے کے ثواب کو۔

الوجہ الرابع سات بار لبیک کہنے کی چوتھی وجہ

اور تمہیں کیا معلوم کہ چوتھی وجہ کیا ہے۔ سات بار لبیک کہنا (امام حسینؑ کی زیارت کرتے وقت) جوابات ہیں امامؑ کے اُن سات استغاثات کے جو امامؑ نے میدانِ کربلا میں بلند کئے۔

امام حسینؑ نے جو استغاثات کے اپنی حالت پر اور لوگوں کے (امام حسینؑ کو) چھوڑ دینے کی بنا پر اور لوگوں کے اپنی طرف متوجہ نہ ہونے پر۔ حالانکہ امامؑ نے کسی سے کوئی شئے طلب نہیں کی تھی۔ اور اپنی کربت و غربت پر، اپنی تنہائی پر بلند کئے ہیں۔ یہ وہی استغاثات ہیں جو داعیہ کے نام سے تعبیر کئے جاتے ہیں۔

بیشک حاصل ہوتی ہیں امامؑ کے استغاثوں کی خاص تاثیریں (جو میدان کربلا میں کارفرما ہوئیں۔ تفصیل آرہی ہے) اور امامؑ کے ہر استغاثہ کی تحریک خاص اور

تاثیر خاص ہے۔ اور ان استغاثوں کی وجہ سے خاص انقلابات حاصل ہوئے اور انہیں استغاثوں کی وجہ سے اوضاع مخصوصہ میں تغیرات واقع ہوئے۔ لہذا تم امامؑ کے استغاثوں کو سنو۔ کیونکہ امام علیہ السلام کے استغاثے آج تک اُن کے محبین اور محالین کے کانوں میں گونج رہے ہیں۔ تو جب آوازِ استغاثہ بلند ہوئی تو اُس کو سُنو اور خاموش رہو۔ اور اللہ کی طرف بلانے والے (امام حسینؑ) کا جواب تلبیہ سے دو۔ اور یہ تلبیہ مہربانی کی بنا پر ہوتا ہے تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

امام حسینؑ کے استغاثات کی تفصیل

(۱) **پہلا استغاثہ:** —— جب دونوں لشکر (لشکرِ امام حسینؑ و عمر سعدِ لعین) ایک دوسرے کے مقابل ہوئے تو اللہ نے اپنی نصرت کو امام حسین علیہ السلام پر نازل فرمایا۔ (یعنی فرشتے بصورت کبوتر) ترفرف علی راسہٖ امامؑ کے سر مبارک کی بلندی پر پرواز کر رہے تھے۔ اُس وقت امام حسینؑ نے خداوند عالم کی ملاقات کو اختیار فرمایا۔ پھر بغرض اتمام حجت آوازِ استغاثہ بلند فرمایا۔

امامؑ کی اس حالت نے (امامؑ کے) اصحاب کے ارادہ میں تمنائے خاص (اور) ہمت پیدا کر دی۔ اور اس کا اثر یہ ہوا کہ اصحاب امام حسینؑ میں ایک خاص عزم (جاں نثاری) پیدا ہوا۔ یہ عزم خاص شہدائے کربلا کا جو ان لوگوں نے پہلے ہی سے کر لیا تھا کہ امامؑ پر اپنے سر کو فدا کر دینگے۔ اس استغاثہ کے بعد شہداء کی یہ حالت ہوئی کہ اپنی جان امامؑ پر فدا کرنے کے لئے اور ایسی حالت اُن پر طاری ہوئی کہ ایک دوسرے پر سبقت کرتے تھے اور چاہتے تھے کہ پہلے ہم امامؑ پر فدا ہو جائیں۔ اور اس استغاثہ کو سُنکر شہداء پر ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ وہ امامؑ کی مصیبت پر افسوس کرتے تھے اور روتے تھے۔ اس کی تفصیل عنوان شہداء میں آئیگی۔ لہذا تم امامؑ کے استغاثہ کا جواب اپنے تلبیہ سے امامؑ کے اصحاب کی تاسی کرتے ہوئے دو اور کہو (اپنے آقا کو مخاطب کر کے)

"اے فرزند رسولؐ اگر آپ کے استغاثہ کا جواب میرے جسم نے اس طرح نہیں دیا جس طرح کہ شہدائے کربلا نے دیا جبکہ آپ نے استغاثہ بلند فرمایا تھا۔ میری زبان نے اس طرح جواب نہیں دیا جس طرح شہداء نے دیا تھا جبکہ آپ نے نصرت طلب کی تھی۔ مگر آپ کو جواب دے رہا ہے میرا قلب اس طرح کہ بس آپ کے اصحاب کے عمل کو پسند کرتا ہوں (اور دوست رکھتا ہوں) اور میری آنکھ آپ کے اوپر گریہ کرکے جواب دے رہی ہے۔"

اور جب تم تلبیہ کر چکو تو تیار ہو جاؤ دوسرا استغاثہ کو سننے کے لئے۔

(۲) دوسرا استغاثہ :۔ اس کی آواز اس وقت بلند ہوئی کہ جب امامؑ پر مرحلۂ جنگ سخت اور بازار قتال گرم ہوا۔ اور اصحاب شہید ہو رہے تھے اور اہل حرم میں اضطراب تھا۔ تو امامؑ نے اس طرح استغاثہ بلند فرمایا هل من ذاب يذب عنا - آیا ہے کوئی جو مجھ سے مصیبت کو دور کردے"، اس استغاثہ کا اثر اصحاب کے علاوہ خاص طور سے اہل حرم پر ہوا جو امام حسینؑ کے ساتھ تھے۔ اس استغاثہ نے امام علیہ السلام کے اہل حرم میں طوفان برپا کر دیا۔ اُن عورتوں نے امامؑ پر اپنے بچوں اور اپنے مردوں اور اپنے نفسوں کو فدا کرنا شروع کر دیا یہاں تک کہ بعض عورتیں میدان کربلا میں شہید ہو گئیں۔ اس کی تفصیل عنوان شہداء میں آئیگی۔ پس اس استغاثہ نے اہل حرم کے ارادے میں ہیجان پیدا کر دیا اور انھوں نے امامؑ کا جواب اس طرح دیا کہ اپنے مردوں کو اپنے دل کے ٹکڑوں کو امامؑ کے قدموں پر فدا کر دیا، تو کیا تمھارے ارادے میں حرکت پیدا ہوئی ہے کہ جب تم امامؑ کی زیارت کرتے ہو اور اس وقت کا تصور کرتے ہو۔ اگر ایسا ہے تو تم امامؑ کے اس استغاثہ کا جواب دو۔ اور کہو لبيك داعى الله ان كان لم يجبك بدنى عند استغاثتك ولسانى عند استنصارك فقد اجابك قلبى ...الخ

اور جب تم دوسرے استغاثہ کا تلبیہ کر چکو تو سنو تیسرے استغاثہ کی آواز کو جو

بلند ہو رہی ہے۔

(۳) تیسرا استغاثہ :- یہ استغاثہ امامؑ نے اُس وقت کیا ہے جب تمام رفقاء درجۂ شہادت پر فائز ہو چکے ہیں۔ صرف امامِ مظلوم تنہا باقی رہ گئے ہیں اور لقاءِ الٰہی کے لئے عازمِ میدانِ قتال ہوئے اور لشکرِ اعدا کے پاس آئے۔ اُس وقت امام (عالیمقام) گھوڑے پر سوار تھے پس آنحضرتؑ نے نظر فرمایا اپنے دائیں جانب مگر کسی ناصر کو نہ دیکھا پھر بائیں جانب نظر کی مگر کسی مددگار کو نہ پایا۔ اور سامنے دیکھا کہ ناصرین و احباب و اعزہ و اہلبیت خاک پر پڑے ہوئے ہیں اور پس پشت اپنے عیال اور اطفال اور اُن کی بیکسی پر نظر کی۔ اُس وقت امامؑ نے استغاثہ بلند فرمایا اَمَا مِنْ مُغِيثٍ يُغِيثُنَا لِوَجْهِ اللهِ هَلْ مِنْ مُحِبٍّ يَرْجُو مَا عِنْدَ اللهِ فِي اِعَانَتِنَا ۔ کیا ہے کوئی ہماری فریاد کا سننے والا جو فریاد کو پہونچے اللہ کی خوشنودی کے لئے۔ ہے کوئی ہمری مدد کرنیوالا کہ وہ اُمید کرے اللہ سے اجر و ثواب کی جو ہماری نصرت و مدد میں اُس کی بارگاہ سے ملنے والا ہے۔"

اس استغاثہ کا اثر یہ ہوا کہ اہلِ حرم میں بے چینی کی لہر دوڑ گئی! اور ان کا صبر امام علیہ السلام کی مصیبت پر جاتا رہا۔ اور جب اہلِ حرم نے امامؑ کی آوازِ استغاثہ سُنی تو نوحہ و فریاد کی آواز بلند کی اور یہ آوازِ گریہ وہاں پہونچی جہاں امام علیہ السلام کھڑے ہوئے تھے۔ اہلِ حرم کی آوازِ گریہ سُنکر امامؑ میدانِ قتال سے واپس لوٹے اور اہلِ حرم سے فرمایا کہ گریہ موقوف کرو، دشمنوں کو شماتت کا موقع نہ دو۔ کیونکہ رونا تو تمہارے آگے ہے۔ (یعنی میری شہادت کے بعد تو رونا ہی ہے) اس استغاثہ نے اہلِ حرم کی آوازِ گریہ کو نکالا۔ امامؑ کو اہلِ حرم کا رونا تکلیف دے رہا تھا۔ اس لئے میدانِ قتال سے واپس آئے تاکہ اہلِ حرم کو خاموش کریں۔ (مصنف فرماتے ہیں) میں کہتا ہوں کہ اے محبانِ امامؑ کیا تم اس استغاثہ کا جواب دو گے۔ (اگر جواب دو گے) تو امامؑ تمہارے گریہ سے خوش ہوں گے۔

اور امامؑ کا دل شکستہ تمھارے گریہ سے جڑ جائیگا۔ لہذا تم اپنی زبان سے امامؑ کے اس استغاثہ کا جواب اس طرح دو لبیک داعی اللہ ۔۔۔ الخ

اس کے بعد امامؑ پر سخت سے سخت مصیبتیں پڑیں اور لحظہ بہ لحظہ شدت بڑھتی جاتی تھی (یہانتک کہ وہ وقت آیا کہ امامؑ گھوڑے سے زمین پر تشریف لائے) اور زمین پر مجروح ہوکر گر پڑے تھے۔ اُس وقت آنحضرت (علیہ السلام) نے چوتھا استغاثہ بلند فرمایا تھا۔

(۴) چوتھا استغاثہ :- اس استغاثہ کا اثر (بیمار کربلاؑ) حضرت امام زین العابدین علیہ السلام پر پڑا - ایسا اثر پڑا کہ وہ حضرت اپنے بستر سے اُٹھ کھڑے ہوئے حالانکہ وہ مریض تھے - اتنی قدرت نہ تھی کہ وہ میدان قتال میں جا سکیں - اسی لئے امامؑ سے جہاد ساقط تھا -

مگر اس استغاثہ کی تاثیر نے امام زین العابدینؑ کو جنگ کرنے پر آمادہ کر دیا ایک عصا تھا تاکہ اس پر سہارا لیں - اور تلوار کو زمین پر کھینچ رہے تھے - (یعنی مرض کی شدت سے تلوار اُٹھانے کی بھی قوت نہ تھی) امامؑ اس حالت سے خیمے سے نکلے کہ جناب ام کلثومؑ بھی اُن کے پیچھے نکلیں - فرماتی تھیں کہ بیٹا خیمہ میں پلٹ آؤ - اور امامؑ فرماتے تھے کہ پھوپھی اماں مجھے چھوڑ دیجئے تاکہ فرزند رسولؐ کے سامنے جہاد کروں - جناب امام حسینؑ نے جناب اُم کلثوم سے فرمایا - اے بہن روک لو انہیں تاکہ دنیا نسل آل محمدؐ سے خالی نہ ہو جائے - اُس وقت جناب ام کلثومؑ نے بیمار کربلا کو واپس کیا -

پس اے زائر اس چوتھی مصیبت پر لبیک کہہ اور جلدی کر امام حسینؑ پر مصائب برابر زیادہ ہوتے جاتے ہیں - اس کے بعد بلند ہوئی پانچویں استغاثہ کی آواز -

(۵) پانچواں استغاثہ :- یہ وہ وقت تھا کہ جب کہ امامؑ عالیمقام زخمی ہوکر زمین پر پڑے تھے - اس استغاثہ کا اثر بچوں پر ہوا - (امامؑ کی آواز استغاثہ سُنکر) دو بچے خیمہ سے نکلے تاکہ وہ امامؑ کی مدد و نصرت کریں -

ایک ان دونوں میں سے کمسن تھا۔ اُس کے دونوں کانوں میں دو گوشوارے لٹک رہے تھے اور وہ بچہ خوفزدہ تھا۔ دائیں بائیں دیکھتا جاتا تھا۔ تھوڑی دُور نہیں گیا تھا کہ ہانی ابن ثبیت نے اس کے سر پر وار کیا اور اُس کو قتل کر دیا۔ بچہ کی ماں دیکھ رہی تھی مگر منہ سے کچھ نہ کہا۔ معلوم ہوتا تھا کہ وہ مدہوش تھیں۔

دوسرا بچہ عبداللہ ابن الحسنؑ ہے۔ ان کی عمر گیارہ سال کی تھی۔ جب اپنے چچا (امام حسینؑ) کو دیکھا کہ زخمی زمین پر پڑے ہیں اور استغاثہ کر رہے ہیں تو امامؑ کی آوازِ استغاثہ پر لبیک کہتے ہوئے امامؑ کی جانب روانہ ہوئے۔ امامؑ نے آواز دی کہ اے بہن اُسے روک لو۔ امامؑ کی بہن نے اُس بچہ کو روکنے کا ارادہ کیا تو فرمایا کہ قسم بخدا میں اپنے چچا سے جدا نہ ہوں گا۔ یہ کہکر امامؑ کے پاس آئے اور امامؑ کی جانب سے جہاد کیا یہانتک کہ دونوں ہاتھ اس بچہ کے قطع کر دیئے گئے اور شہید ہو گئے۔ اس کی تفصیل عنوان اہلبیت میں آئے گی۔

جب تم اے زائرِ سید الشہداء پانچویں استغاثہ پر لبیک کہو تو جلدی کرو۔ کیونکہ امامؑ نے چھٹا استغاثہ بلند فرمایا۔

(۶) چھٹا استغاثہ :— یہ استغاثہ اس وقت بلند فرمایا ہے جب (ملاعین) امامؑ کو قتل کرنے کے لئے آمادہ ہو رہے تھے اور امامؑ زمین پر (خاک و خون میں غلطاں) پڑے تھے۔ اس استغاثہ نے جناب علیا مکرمہ زینبؑ کبریٰ پر اثر کیا۔ اور اُن کو استغاثہ کا اثر مقتل میں لے گیا اس حالت میں کہ وہ مضطربہ گریہ کر رہی تھیں۔ (اور کہا گیا ہے کہ) وہ سر دیا برہنہ تھیں۔ اور اس سے بھی زیادہ اس استغاثہ کا اثر یہ ہوا کہ وہ مضطرہ عمر سعد لعین سے استنصار کرنے لگیں اس طرح کہ اے ابن سعد ابو عبداللہ الحسینؑ قتل کئے جا رہے ہیں اور تو اُن کی طرف دیکھ رہا ہے۔ (یعنی یہ وقت مدد ہے اور تو مدد نہیں کرتا حالانکہ تو صحابی رسولؐ کا بیٹا ہے) اس حالت نے ابن سعد کو بھی رُلا دیا۔ یہانتک کہ اُس کی آنکھ سے آنسو نکلکر اس ملعون کی داڑھی پر آ گیا اور اپنے چہرہ کو علیا مکرمہ جناب زینبؑ کی جانب سے پھیر لیا۔

پس تو استغاثہ سادسہ پر تلبیہ کر۔ اور اب شدت انتہا درجہ پر پہونچ گئی۔ اور اب یہ استغاثہ تمام استغاثات سے عظیم ہے۔ اور وہ ہے ساتواں استغاثہ۔

(۷) ساتواں استغاثہ :۔ اس استغاثہ کی صدا خاص طریقہ سے بلند ہوئی۔ اس استغاثہ کی عبارت بھی خاص ہے اور ندا بھی خاص ہے۔ اور وقت بھی خاص ہے اور حالت بھی خاص ہے۔ اس آوازِ استغاثہ نے صرف مخصوص اشخاص میں اثر نہیں کیا جیسے کہ سابق کے چھ استغاثوں نے مخصوص اشخاص میں اپنا اثر کیا۔ بلکہ اس آوازِ استغاثہ نے جمیع موجودات میں اپنا اثر کیا۔ اور تمام مخلوقات حرکت میں آگئی۔ اور تمام عالم وہ آسمان ہوں کہ زمین یا وہ جو ان دونوں کے قرار میں ہیں یا ان دونوں کے درمیان سب کے سب متزلزل ہوگئے۔ اور اس آوازِ استغاثہ نے ہر مستقر کو اُس کے ٹھکانے سے نکال دیا اور ساکن کو اُس کے مسکن سے متحرک کر دیا۔ اور متزلزل ہوا عرش عظیم اور وہ جو اس کے گرد بیٹھی تھی۔ اور وہ شئے جو عرش عظیم کو اپنے حلقہ میں لئے ہوئے ہے۔ اور وہ شئے جو عرش کے اُوپر ہے اور وہ شئے جو درمیان عرش ہے سب ہی حرکت میں آگئے اور اس آوازِ استغاثہ نے متحرک کر دیا اجزاءِ جنت کو اور اُس شئے کو جو جنت میں تھی۔ اور نار کو اور وہ شئے جو نار میں ہے۔ اور تمام اُن چیزوں کو جن کو دیکھا جا سکتا ہے۔ اور ان چیزوں کو جن کو دیکھا نہیں جا سکتا سب کو اس آوازِ استغاثہ نے متحرک کر دیا۔ اس آوازِ استغاثہ کی خصوصیت کی تفصیل عنوانِ شہادت میں اشاروں سے بیان ہوگا۔ ورنہ مجھ پر بہت دشوار ہے کہ میں تحریر کروں اور استغاثہ کی خصوصیات کو اپنے بیان یا اپنی زبان یا اپنے دل میں تصور کر سکوں۔

جب تو اس استغاثہ کے اثر کو اجمالی طور پر ملاحظہ کر چکا تو اقتدا کر اُن تمام چیزوں کی جن کو اللہ نے پیدا کیا۔ کیونکہ تمام مخلوق نے اس استغاثہ کا جواب دیا ہے اپنے اپنے طریقے سے۔ اور ساتوں استغاثوں پر جو امام ؑ نے بلند کئے ہیں اس طرح تلبیہ کر۔ لبیکَ داعِیَ اللّٰہِ اِنْ کانَ لَمْ یجبکَ بَدَنِی عِنْدَ اسْتِغَاثَتِکَ فانِّی اُجِیبُکَ اَلْاٰنَ لِقَلْبِی وَ سَمْعِی وَ بَصَرِی وَیَدِی

واعضائی وجوارحی وصراخی ونحیبی وزفرتی وعویلی وشہیقی وبکائی و اعضائی واعصابی وانقلاب احوالی وجمیع ما یتعلق بی ۔ اے اللہ کی طرف بلانے والے اگرچہ میرے بدن نے آپ کے استغاثہ کے وقت جواب نہ دیا مگر میں اس وقت جواب دے رہا ہوں اپنے قلب، سمع و بصر سے اور اپنے ہاتھ اور اپنے اعضاء جوارح کے ذریعہ سے۔ اور اپنے صراخ اور اپنی فریاد اور شہیقہ اور اپنی گریہ وزاری اور اپنے اعضاء اور اپنے جوڑ بند اور اپنے حالات کے انقلاب سے اور تمام چیزوں سے جن کا تعلق مجھ سے ہے ۔"

(اے زائر امام حسینؑ) جب تو سات مرتبہ تلبیہ کہے گا امامؑ کے سات استغاثات کے جواب میں۔ اور تو نے امام حسینؑ کی فریاد رسی کی اپنی تلبیہ سے اسی طرح جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہے۔ تو تجھے معلوم ہونا چاہئے کہ فریاد رسی کا بدلہ فریاد رسی ہے، اور جواب کا بدلہ جواب ہے اور تلبیہ کا بدلہ تلبیہ سے ہوگا۔ کیونکہ تیرے اوپر بھی سات حالات گذرنے والے ہیں کہ جس میں تو بھی سات استغاثہ کرے گا۔ اور تیری فریاد کوئی سننے والا نہ ہوگا اور نہ تو کسی کو پائیگا جو تیری فریاد سنے۔ البتہ جب تو امامؑ کے استغاثہ کا جواب دے گا اور امامؑ کی آواز پر لبیک کہے گا جیسا کہ ہم نے تفصیل سے بیان کردیا تو امامؑ بھی تیری فریاد کو پہونچیں گے اور تیرا جواب دینگے۔ بلکہ اس وقت امامؑ بھی تیرے سات استغاثہ پر لبیک کہیں گے۔ اور تیری ایسی مدد کرینگے جو تجھکو نفع پہونچائیگی اور تجھکو چھٹکارا دلوائیں گے ان حالات سے جو سبب استغاثہ بنے تھے۔

"ہر مرنے والے کا استغاثہ"

(۱) پہلا استغاثہ

مرنے والے سات مقامات پر استغاثہ و فریاد کرینگے مگر چونکہ مخاطبین زائرین سید الشہداءؑ ہیں اسلئے ہر استغاثہ کو زائر کی طرف منسوب کر رہے ہیں۔

زائرین کے استغاثوں میں پہلا استغاثہ تیرے حالت احتضار کے وقت کا ہے جبکہ سانس ہنسلی تک پہونچیگی اور کہا جائیگا کہ کوئی جھاڑ پھونک کرنے والا ہے مرنے والا گمان کریگا کہ اب جدائی ہے اور پنڈلی پر پنڈلی پٹیکی (موت کی تکلیف کی وجہ سے) تیری حالت اُس وقت یہ ہوگی تو مدد کے لئے اپنے خدمتگاروں اپنے بزرگوں سے، اپنے اقرباء، اپنے والدین، اپنے فرزندان، اپنے عزیزوں اپنے ہمنشینوں، اپنے دوستوں اور اطباء سے فریاد کریگا۔ مگر کوئی ان میں سے تجھکو نفع نہ پہونچائے گا۔ ہاں البتہ اگر تو نے تلبیہ کیا ہے استغاثہ پر اس داعی الی اللہ کا (امام حسینؑ کا) اُس وقت تیرے پاس آئیں گے تاکہ تیرے استغاثہ کا جواب دیں اور تیرے اضطراب کو سکون بخشیں۔ بلکہ وہ تیرے لئے ایسا تلبیہ کہیں گے جو تجھکو نجات دلاوے اور تجھکو جلد نفع پہونچائے۔

(۲) زائر کا دوسرا استغاثہ :۔۔۔ اے زائر سیدالشہداءؑ تیرا دوسرا استغاثہ اُس وقت ہوگا جب تو اپنی قبر سے نکلے گا۔ حالت یہ ہوگی کہ تو عریاں و ذلیل اپنے گناہوں کا بوجھ اپنی پشت پر اُٹھائے ہوئے نکلے گا۔ کبھی تو دائیں جانب دیکھے گا اور کبھی بائیں جانب دیکھے گا کسی کو کہ اس سے فریاد کرے۔ ہاں اگر تو نے استغاثہ پر اُس ذبیح کے جو خدا کی راہ میں ذبح ہوا ہے تلبیہ کیا ہے تو شاید تو اُن کو اپنے سامنے دیکھے یا دیکھے تو اُن کو اس حالت میں کہ وہ تم کو تلاش کررہے ہوں۔ یا تو اُن کے جد بزرگوار ہوں اور روح الامین (جبرئیل) کو دیکھے کہ دونوں حضرات تجھکو تلاش کررہے ہوں۔ اور تیری دستگیری کریں۔ پس اے زائر اُس وقت تو نہ دائیں جانب دیکھے گا اور نہ بائیں جانب مگر اس کے بعد

(۳) تیسرا استغاثہ :۔۔۔ اے زائر سیدالشہداءؑ تیرا تیسرا استغاثہ عطش اکبر کی بنا پر اس دن ہوگا کہ جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہوگی اور اس طویل دن میں سورج سر پر ہوگا۔ اُس وقت کوئی کسی کا ناصر و مددگار اور ہمدرد نہ ہوگا۔ ہاں البتہ اگر تو نے تشنگانی کوثر کے استغاثہ پر جبکہ وہ

پانی طلب کر رہے تھے تلبیہ کہے گا تو ضروری ہے کہ وہ بھی تیرے لئے لبیک کہیں جبکہ تو پیاس کی وجہ سے استغاثہ کرے گا۔ اور ایسا پانی پلائیں گے کہ تو اس کے بعد کبھی پیاسا نہ ہوگا۔

(۴) چوتھا استغاثہ :— اُس وقت جبکہ تیرے گرد "خصماء" (صاحبانِ حقوق) چکر لگائیں گے اور تو ہر حق والے سے بھاگے گا — اور تو بھاگے گا اپنے بھائی اور ماں باپ سے جو تجھ پر سب سے زیادہ مہربان تھے۔ اُس وقت تو فریاد کریگا اور ہر ایک سے مایوس ہو جائیگا اور تو اُس وقت متحیر ہوگا کہ کس سے فریاد کرے کیونکہ تو اپنے والدین سے تو پیچھا چھڑا کر بھاگتا ہوگا۔ ہاں اگر تو نے صاحب مصیبۃ الراتبہ کی آواز استغاثہ پر تلبیہ کہا ہے تو شاید تو اُن کو دیکھے کہ وہ تیری فریاد کو اس مقام پر پہونچیں اور تیرے دشمنوں سے تیرے امر کی اصلاح کریں اور اُن لوگوں سے تیرے امر کی اصلاح کریں جو تجھ سے اپنے حقوق کے خواہاں ہوں حتیٰ کہ تیرے والدین سے جو تجھ سے اپنے حقوق کا مطالبہ کر رہے ہوں گے۔ (امام عالیمقام) تیرے امر کی اصلاح کرینگے۔

(۵) پانچواں استغاثہ :— اُس وقت ہوگا جبکہ اللہ کا حکم صادر ہوگا کہ علیحدہ ہو جاؤ اور ندا دی جائیگی۔ "وامتازوا الیوم ایھا المجرمون" "اے گنہگارو! نیک لوگوں سے علیحدہ ہو جاؤ آج کے دن" اُس وقت ظاہر ہو جائیگا ہر گنہگار کے لئے ایک ایسا نشان جسکی بنا پر وہ (نیک لوگوں سے) جدا ہو جائیگا۔ اُس وقت شاید کہ امام حسینؑ زائرین کی پیشانی پر جو نورانی مہر لگی ہے اُس کی نورانیت سے گناہ کی نشانی کی تاریکی و سیاہی کو ظاہر ہونے سے روک دیں جبکہ خالق کا حکم ہوگا کہ اے گنہگارو! علیحدہ ہو جاؤ نیک لوگوں سے۔

اور اُس وقت زائر سید الشہداء استغاثہ کرنے سے رک جائے گا۔ (کیونکہ استغاثہ کا محل باقی نہ رہا)

(۶) چھٹا استغاثہ :— اُس وقت ہوگا جبکہ خداوند واحد و قہار کا

حکم ہوگا کہ اس گنہگار کو نار جہنم میں داخل کردو ۔ داخل کرنے کا حکم یا تو ملائکہ کے ذریعہ ہوگا کہ اس گنہگار کو پکڑ کر جہنم میں داخل کردو یا جہنم کو حکم ہوگا کہ تو اس کو پکڑ لے اُس وقت اُس گنہگار کی زبان گنگ ہوجائیگی اور استغاثہ نہ کرے گا ۔

(اے زائر) اگر تو نے امامؑ کے استغاثات کا جواب دیا ہوگا تو امامؑ اس وقت جواب دینگے جب تو استغاثہ کا ارادہ کریگا ۔ اگرچہ زبان استغاثہ کرنے پہ قادر نہ ہوگی ۔

(۷) ساتواں استغاثہ :۔ یہ اُس وقت ہوگا جبکہ تجھے حاصل نہ ہوگی کوئی شئے ایسی جو تجھے محشر سے نجات دلاسکے ۔ اور تو داخل جہنم ہوگا ۔ تو اُس وقت تو کبھی جہنم کے نگہبانوں سے فریاد کریگا اور کبھی مالک (فرشتہ) سے اور کبھی منکرین سے جن کی وجہ سے تو جہنم میں داخل ہوگا ۔ اور یہ فریادیں تجھے نفع نہ بخشیں گی ۔ اس کا جواب عذاب جہنم میں زیادتی ہوگی حالانکہ تو جہنم کے نگہبانوں سے فریاد صرف ایک دن عذاب کے موقوف ہونے کی کریگا ۔ اور مالک جہنم سے تو فریاد کریگا کہ وہ تجھ پر موت طاری کردے ۔ اور منکرین سے تیری فریاد یہ ہوگی کہ خداوند عالم سے وہ لوگ تجھکو بے نیاز کردیں اگرچہ تھوڑی ہی دیر کے لئے کیوں نہ ہو ۔ یا کسی قسم کا عذاب ہی موقوف ہوجائے ۔

لیکن امام حسین علیہ السلام اپنے وعدے کے مطابق اپنے زائرین سے ملاقات کرینگے ۔ پس اگر امام حسینؑ تیری زیارت اُس وقت تک بعض حکم کی بنا پر یا اُن تاثیرات کی بنا پر جس میں تغیر و تبدل نہیں ہوسکتا نہ کرسکیں تو ضروری ہے کہ امام حسین علیہ السلام تیری زیارت جہنم میں کریں اور جب امامؑ تیری زیارت کرینگے تو وہ آگ جو تجھ پر روشن کی گئی ہے بجھ جائیگی اور تجھ سے ہر قسم کے عذاب برطرف ہوجائینگے اور وہ حضرتؑ تجھکو لیجائینگے اپنے ساتھ دار ثواب کی طرف اور "حسن مآب" اچھی جگہ کی طرف ۔

الصنف الخامس (پانچویں صنف)

وہ خطابات جو امام حسینؑ کی زیارت میں آنحضرتؑ کی ذات سے مخصوص ہیں۔

اُن میں پانچویں صنف یہ ہے کہ جو امامؑ سے مخصوص ہے۔ وہ یہ ہے کہ آنحضرتؑ کے اعضاء پر علیحدہ علیحدہ سلام کیا جاتا ہے۔ اور جتنی زیارتیں کہ ماثور و منقول ہیں (آمنا، یا ائمہ کے لئے) اُن میں جس کی زیارت ہوتی ہے اُس پر سلام کیا جاتا ہے اُن کے اوصاف کے ذکر کے ساتھ۔ چنانچہ بعض زیارت میں ملتا ہے

"السلام علی روحك وبدنك سلام ہو آپ پر اور آپکی روح و بدن پر"

مگر امام حسینؑ کی خصوصیت ہے کہ اُن کے تمام اجزاء بدن پر خصوصیت کے ساتھ سلام کیا جاتا ہے۔ پس سلام کیا جاتا ہے اُن کے سر مبارک پر اور چہرہ پر علیحدہ علیحدہ اور اُن کے رخسار اور لبوں پر مستقل طور سے۔ اور اُن کے دندان مبارک و ریش مقدس اور اُن کے خون پر علیحدہ علیحدہ اور اُن کے سینہ و پشت پر مستقل طور سے سلام کیا جاتا ہے۔ اور اُن کے قلب و جگر پر علیحدہ علیحدہ سلام کیا جاتا ہے۔

اور اس خصوصیت میں ایک خصوصیت اور ہے کہ ہر عضو پر سلام علیحدہ علیحدہ کرنے کے باوجود ہر عضو پر سلام کئی وجہوں سے کیا جاتا ہے۔ مثلاً جب سلام امامؑ کے سر مبارک پر کیا جاتا ہے تو اس کی بھی کئی وجہ ہوتی ہے۔ چنانچہ جب اُن کے سر مبارک پر سلام کیا جاتا ہے تو کہا جاتا ہے "السلام علی الراس المرفوع سلام ہو اُس سر پر جو نیزہ پر بلند کیا گیا"۔ اور کبھی کہا جاتا ہے "السلام علی الراس المنصوب سلام ہو اُس سر مبارک پر جو نصب کیا گیا"۔ اور کبھی یہ کہا جاتا ہے "السلام علی الراس المقطوع سلام ہو اُس سر مبارک پر جو قطع کیا گیا"۔ اور کبھی یہ

کہا جاتا ہے السّلام علی الرّاس الموضوع یا علی الرّاس المسلوب

"سلام اُس سرِ مبارک پر جو رکھا گیا (مختلف مقامات پر) اور سلام ہو اُس سرِ مبارک پہ جو چھین لیا گیا اور لوٹا گیا۔"

اور جب امام حسین علیہ السّلام کے موضع نحر (گردن) پر سلام کیا جاتا ہے تو کہا جاتا ہے "السّلام علی النحر المنحور" سلام ہو امامؑ کے موضعِ نحر (گردن) پر جس کو ذبح کیا گیا" اور کبھی کہا جاتا ہے "السّلام علی النحر المقطوع" سلام ہو اُس نحر پر جس کو قطع کیا گیا" اور کبھی کہا جاتا ہے "السّلام علی النحر المضروب" سلام اُس نحر گردن پر جس پر ضرب لگائی گئی"

اور جب امامؑ کے جسم مبارک پر سلام کیا جاتا ہے تو کہا جاتا ہے "السّلام علی الجسد التریب" سلام ہو اُس جسم مبارک پر جو خاک و خون میں غلطاں گرم ریت زمین کربلا پر پڑا رہا"۔ کبھی امامؑ کے جسد خون آلود پر سلام کیا جاتا ہے۔ اور کبھی امامؑ کے جسدِ سلیب پر جس سے لباس علیٰحدہ کر دیا گیا، سلام کیا جاتا ہے۔ اور کبھی امامؑ کے جسدِ مطروح و مجروح پر سلام کیا جاتا ہے۔ (یعنی امام علیہ السلام کے جسم مبارک کی اُس کیفیت کا لحاظ کر کے جبکہ امامؑ زمین کربلا پر زخمی پڑے سے تھے سلام کیا جاتا ہے۔) اور کبھی جسم مقطوع (جسم کے ٹکڑوں) پر سلام کیا جاتا ہے۔ اور کبھی آپ کے جسم پر جو پاش پاش ہو گیا، سلام کیا جاتا ہے۔[1]

اور امامؑ کے خصوصیات میں یہ بھی ہے کہ اس خصوصی صفت (کہ اُن کے اعضاء پر کئی وجہوں سے سلام کیا جاتا ہے) میں بھی ایک خصوصیت ہے۔ اور وہ یہ کہ اُن کے اعضاء پر سلام کئی ایک وجہوں سے کیا جاتا ہے۔ تو اس ایک وجہ کی بھی کئی وجہیں نکل جاتی ہیں۔ مثلاً جب آپ امامؑ کے سرِ مبارک پر سلام کریں گے تو کئی وجہوں سے۔ جیسا کہ مندرجہ بالا عبارت سے ظاہر ہوتا ہے۔ ان میں سے ایک وجہ مسلوب ہونے کی بھی ہے۔

---

[1] ملاحظہ ہو تحفۃ الزائرین علامہ مجلسی و بحار الانوار ج ۲۲۔

یعنی چونکہ سر مبارک کو سولی دیگئی تھی اس واسطے سلام کیا جاتا ہے۔ مگر اس میں سلام کی کئی وجہ اس طرح پیدا ہو گئی ہے کہ اگر ایک بار سولی دیگئی ہوتی تو سلام سر مبارک پر اس اعتبار سے ایک ہی مرتبہ ہوتا۔ مگر اب متعدد بار سلام اُن کے سر مبارک پر ایک ہی وجہ سے کیا جاتا ہے۔ چنانچہ صاحب کتاب اس طرح تحریر فرماتے ہیں

"جبکہ تو کہے السلام علی الراس المصلوب سلام ہو اُس سر مبارک پر جس کو لٹکایا گیا۔ اور سر امام حسین علیہ السلام ایک جگہ نہیں لٹکایا گیا بلکہ متعدد جگہوں پر لٹکایا گیا۔ اس لئے کہا جائیگا کہ سلام ہو اُس سر (مبارک) پر جو درخت پر لٹکایا گیا۔ اور کبھی کہا جائیگا کہ سلام ہو اُس سر مبارک پر جو دروازۂ دمشق پر لٹکایا گیا، اور کبھی کہا جائیگا کہ سلام ہو اُس سر مبارک پر جو یزید کے محل کے دروازہ پر لٹکایا گیا۔ اور جب تو کہے کہ سلام ہو امامؑ کے سر مبارک پر جبکہ رکھا گیا تو کہو کہ سلام ہو امامؑ کے سر مبارک پر جبکہ وہ یزید کے سامنے (طشت طلائی میں) رکھا گیا۔ اور سلام ہو امامؑ کے سر مبارک پر جبکہ وہ ابن زیاد کے سامنے رکھا گیا۔ اور امام حسینؑ پر خصوصی سلام اس لئے کیا جاتا ہے کہ امامؑ نے ہر مصیبت کو جو اُن پر پڑی حکم الٰہی سے (اُس کی رضا کے حصول کے لئے) بطیب خاطر بے چون و چرا مخصوص طور سے تسلیم کر لیا کہ دوسرے کے لئے اس طرح کا اتفاق نہیں ہوا۔"[1]

---

[1] یہ نہیں کہا جا سکتا کہ امام حسین علیہ السلام کے علاوہ دوسرے ائمہ معصومین میں اتنی ہمت ان مصائب کے برداشت کرنے کی نہ تھی۔ مگر یہ ضرور کہوں گا کہ اُن مصائب کو تسلیم و رضا کی منزل میں اگر برداشت کرنے کے لئے قرعۂ انتخاب خالق بنام سید الشہداء روحی و ارواح المومنین لہ الفداء نکلا۔ اور میں کہنے کو تیار ہوں کہ علاوہ محمد و آل محمد علیہم الصلوٰۃ والسلام کے موجودین کے گروہ میں کوئی ایسی فرد نہیں ہے جو ان مصائب کو برداشت کرنے کی صلاحیت رکھے ___

چنانچہ واقعۂ ہجرت میں ملتا ہے کہ خالق نے جناب جبرئیل و میکائیل سے فرمایا تھا۔ ایک دوسرے پر اپنی جان نثار کرو، تو دونوں ملک نے جواب دیا کہ ہم اپنی عمر تیری عبادت میں صرف کرنا چاہتے ہیں۔ اور واقعۂ کربلا میں یہ عبارت ملتی ہے کہ (بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۳ کے حاشیہ پر ملاحظہ ہو)

توضر دری ہوا کہ خداوند عالم ہر مصائب کے مقابلہ میں امام حسینؑ کو ایسی رحمتِ خاص عطا کرے جو انہیں سے مخصوص ہو۔

اور امام حسینؑ پر سلام کرنے سے مراد یہ ہے کہ اللہ سپرد کر دے امام حسینؑ کو وہ چیز جس کو اس نے امام حسینؑ کو دی ہے اس طرح کہ خداوند عالم قرار دے امام حسینؑ کو تاکہ اُن کے لئے جو امامؑ سے توسل اور اُن سے متمسک ہونا چاہے اور اُن کے ذریعے سے شفاعت چاہے تاکہ زائر کے لئے حاصل ہو جائے علاقہ اور رابطہ۔ اور یہی ایک معنی ہے پیغمبرؐ خدا اور ائمہ معصومین علیہم السلام پر سلام کرنے کے بہت سے معانی سے۔ اور اس میں ہیں بہت بڑی اُمید ہے کہ جب ہم امامؑ پر سلام کریں اس تسلیمات خاصہ کے ذریعہ سے اُن کے ہر عضو پر۔ اور ہم گریہ کریں امامؑ کے ہر عضو پر تو ہم اُمید کرتے ہیں کہ بجھ جائیگی ہر سلام کی وجہ سے آگ جو ہمارے اعضا کے لئے ہے جس کو سلگایا ہے گناہوں نے۔ اور ہمارے اعضاء کو اپنے احاطہ میں لئے ہوئے ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۳)

۔ تحیرت الملائکۃ المقربین " یعنی امام حسین علیہ السلام کے مصائب کو جو ان پر واقع ہوئے تھے ملائکہ مقربین دیکھکر حیرت میں ہو گئے "۔

ملائکہ مقربین موجودین کا حیرت زدہ ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ ان میں اس قسم کے مصائب برداشت کرنے کی صلاحیت نہیں تھی۔

الباب الحادی عشر
(گیارھواں باب)

امام حسینؑ کی خصوصیت اُن زائرین کے لحاظ سے
جنھوں نے امامؑ کی زیارت اُن کی شہادت سے قبل کی ہے
اور اُن زائرین کے لحاظ سے جنھوں نے امام حسینؑ کی
زیارت اُن کی شہادت کے بعد اور قبل دفن کے کی ہے۔
اور اس کے بیان کے لئے دو مطلب ہیں۔

(۱) **پہلا مطلب**:۔ اُن زائرین کے بیان میں جنھوں نے قبل شہادت زیارت کی ہے۔ اور اُن کی کئی قسمیں ہیں۔

ع۱ ملائکہ ہیں۔ جناب صادق آل محمدؑ نے فرمایا کہ میرے جد بزرگوار حضرت امام حسینؑ کے کربلا میں ساکن ہونے سے ایک ہزار سال پہلے ملائکہ نے اس (زمین کربلا) کی زیارت کی ہے۔ [۱]

ع۲ انبیاء علیہم السلام ہیں۔ حدیث میں وارد ہوا ہے کہ ہر نبی نے کربلا کی زیارت کی ہے۔ اور (زمین سے مخاطب ہو کے) کہا ہے کہ تجھ میں۔ قمر زاہر" (امام حسینؑ) مدفون ہوں گے۔ [۲]

ع۳ سفینۂ نوحؑ و بساط سلیمانؑ نے گردش کر کے کربلا کی زیارت کی ہے۔ اور جناب اسمٰعیلؑ کی دنبیوں نے اور اُن ہرنوں نے جنھوں نے حضرت عیسٰیؑ سے کلام کیا ہے۔ اور اُن تمام چیزوں نے امامؑ کی خاص طریقہ سے زیارت کی ہے۔ جس کی تفصیل

---

[۱] ناسخ التواریخ جلد ۶ ص ۱۲۳۔ [۲] اسرار الشہادت ص ۷۷۔
[۳] کامل الزیارات باب ۸۸ ص ۲۶۹۔ و اسرار الشہادۃ ص ۷۷۔

مجالس ابکار میں بذریعہ احادیث گذرچکی۔

یہ وہ ہیں شہدائے کربلا جو امام حسینؑ کے سامنے شہید ہوئے۔ اُن لوگوں نے امام حسینؑ کی زیارت کی جب جنگ کے لئے تیار ہوئے تھے اُس وقت مخصوص طریقہ سے زیارت کی ہے۔ ان میں جب کوئی مبارزات قتال کے لئے میدان میں جاتا تھا تو پہلے امامؑ کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا، اور امامؑ کے سامنے کھڑا ہوتا تھا۔ چاہے وہ پیادہ ہو یا سواری پر سوار، امامؑ سے مخاطب ہو کے کہتا تھا السلام علیک یا اباعبد اللہ، السلام علیک یابن رسول اللہ اور امامؑ جواب میں فرماتے تھے وعلیک السلام تم پر بھی اسلام ہو، ہم تمھارے عقب میں آرہے ہیں۔ اور اس آیت کی تلاوت فرماتے تھے ''فمنہم من قضیٰ نحبہٗ ومنہم من ینتظر وما بدّلوا تبدیلا'' پس اُن میں سے وہ ہیں جنھوں نے اپنی راہ طے کرلی اور بعض وہ ہیں جو انتظار کررہے ہیں اور اُن لوگوں نے کوئی تبدیلی نہیں کی۔ شہدائے کربلا نے امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرنے میں یوم عاشورہ کیوں اہتمام کیا۔ اس واسطے کہ وہ اپنی زندگی میں شرف زیارت سید الشہداء حاصل کرنا چاہتے تھے تاکہ اس زیارت کا اجر اُن کی شہادت کے اجر میں اضافہ کردے۔

ہاں بعض شہداء کے لئے زیارت یوم عاشورہ کی کیفیت میں کچھ خصوصیتیں ہیں اور اُن کی زیارات مخصوص ہیں۔ اُن میں سے دو بھائی ہیں جن کا نام ''عبداللہ و عبدالرحمٰن'' ہے۔ یہ دونوں غفاری یعنی قبیلۂ غفار سے ہیں۔ یہ دونوں شہید امامؑ کی خدمت میں تشریف لائے اور آپؑ کے سامنے کچھ دور کھڑے ہوئے اور دونوں نے ایک ساتھ کہا السلام علیک یا اباعبد اللہ امامؑ نے فرمایا کہ مجھ سے قریب ہو جاؤ۔ پس وہ دونوں قریب ہو گئے۔ اور کہا کہ یا اباعبد اللہ السلام علیک ہم آئے ہیں کہ آپ کے سامنے شہید ہو جائیں۔ امامؑ نے فرمایا وعلیکما السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ اور وہ دونوں بہت شدت کے ساتھ گریہ کررہے تھے۔ امامؑ نے دریافت کیا کہ اے میرے بھائی کے بیٹو! تم کو کون سی چیز رُلا رہی ہے۔ میں اُمید کرتا ہوں کہ ایک گھنٹہ کے بعد

تم لوگوں کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں گی ۔ دونوں بزرگوں نے فرمایا کہ ہم کو اللہ آپ کا فدیہ قرار دے ۔ قسم بخدا ہم اپنی مصیبت پر نہیں رو رہے ہیں، ہم تو آپ کی مصیبت پہ رو رہے ہیں ۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ آپ کو دشمن اپنے حلقہ میں لئے ہوئے ہیں اور ہم اس پر قادر نہیں کہ آپ کو نفع پہونچا سکیں ۔ پس امامؑ نے فرمایا ۔ " اے بھتیجو! تم دونوں کو خدا جزائے خیر دے تمہارے حزن پر جو میرے لئے کر رہے ہو، اس مواسات پر جو اپنے نفس کے ذریعہ ہمارے لئے کر رہے ہو، بہترین جزا دے جو متقین کو دیتا ہے ۔"

اور اس زیارت مخصوصہ کے پڑھنے والے علیؑ ابن الحسینؑ بھی ہیں جنھوں نے امام حسینؑ پر سلام کیا ہے جب وہ جنگ کر کے زخمی حالت میں زمین پر پڑے ہوئے تھے ۔ اس وقت وہ متوجہ ہوئے اپنے والد کی زیارت کی طرف اور فرمایا یا ابتاہ علیک منی السلام ۔ پس ان کے لئے خصوصیت ہے وقت سلام کیفیت سلام اور اس کے جواب میں ۔ لیکن ان کا تاخیر کرنا سلام میں اس وقت تک تو اس کی وجہ یہ ہے کہ تمام شہداء جب جنگ کے لئے جاتے تھے میدان میں تو امام حسینؑ خیمہ کے سامنے تشریف فرما ہوتے تھے اور وہ لوگ امامؑ کو وداع کر کے میدان جنگ کی طرف جاتے تھے تو وہ لوگ سلام کرتے تھے امامؑ پر حسب عادت اور زیارت کے ثواب کو حاصل کرنے کے لئے وہ لوگ اس وقت زندہ ہوتے تھے جیسا کہ ہم نے اس کو ذکر کیا ۔ لیکن علیؑ ابن الحسینؑ ! ——— تو جب آنحضور نے ارادہ کیا جنگ کا تو ان کے پاس امام حسینؑ آئے اور ان کے پیچھے چلے اور وہ ٹھہرے نہیں یہاں تک کے مخاطب کیا ان کو سلام کے ساتھ اور فرمایا علیک منی السلام ۔ اور یہ کہ علیک منی السلام فرمایا نہ کہ السلام علیک ۔ تو یہ سلام وداعی تھا یہ سلام تحیۃ نہ تھا ۔ اور جواب کی خصوصیت یہ ہے کہ اس سلام کا جواب امام حسینؑ نے نہیں دیا ۔ اس لئے کہ سلام تحیۃ نہ تھا جس کا جواب دینا واجب ہوتا ہے ۔ اور اس لئے بھی جواب نہیں دیا ان کا کہ جب امامؑ نے علی اکبرؑ کے سلام کو سنا ہے تو ایسی حالت طاری ہوئی کہ تمام

تو ئیں ساقط ہو گئی تھیں اور حالات متغیر ہو گئے تھے تو اس کا جواب دیا اس ندا سے "یا بنی قتلوک"، اور اس کی تفصیل حضرت علی اکبرؑ کی شہادت کے عنوان میں آئیگی۔

المطلبُ الثانی ــــــ (دوسرا مطلب)

امام حسینؑ کی شہادت کے بعد اور دفن کے قبل کے زائرین کے بیان میں۔

بعد شہادت امام حسینؑ سب سے پہلے جس نے زیارت کی ہے وہ خداوند عالم[1] ہے۔ اور خداوند عالم کی زیارت سے کنایہ ہے اُس کے الطاف خاص سے جو خصوصیت کے ساتھ امام حسینؑ پر نازل ہوتا ہے۔

اس کے بعد جناب رسول خدا نے زیارت کی اور انھیں عطا کیا ایک لبریز جام جو امامؑ کے لئے تھا جس کی خبر جناب امام حسینؑ کو اُن کے فرزند جناب علی اکبرؑ نے دی تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ وہ پانی کا جام جس کی خبر جناب علی اکبرؑ نے دی تھی وہ رسول اللہ کے ہاتھ میں امامؑ کی شہادت سے پہلے ہی تھا۔ اس پانی کو جناب رسولخدا صلعم نے امام حسینؑ کو اُن کی شہادت کے بعد فوراً ہی پلایا۔ اور جب جناب رسول خدا امام حسینؑ کے زائر ہیں تو اُن کے ساتھ جناب علیؑ ابن ابی طالبؑ اور فاطمہ زہرا اور امام حسن مجتبیٰ بھی تھے۔ اور اُن لوگوں نے بھی امام حسینؑ کی زیارت کی۔

اُن کے بعد زیارت اُن ملائکہ نے کی جو نصرت کیلئے آئے تھے مگر امام حسینؑ کو

---

[1] بحارالانوار جلد ۲۲ ص ۱۲۱۔

زندہ نہ پایا اس لئے کہ وہ شہید ہو چکے تھے۔ پس وہ ملائکہ (جو نصرت کے لئے آئے تھے) خداوند عالم کی جانب سے مامور ہوئے کہ وہ قبر کے پاس مقیم رہیں اور امام حسینؑ کی زیارت قیامت تک کرتے رہیں۔[1]

اس کے بعد امام حسینؑ کی زیارت اُن کے ذوا کبناب نے کی۔ پھر امام حسینؑ کی زیارت دن میں طیور اور پرند نے اور رات میں وحوش نے اور جن اور اُن کی عورتوں نے کی۔ ان میں سے ہر ایک کی مخصوص زیارت ہے۔ (یعنی طیور و پرند نے امامؑ کی لاش پر سایہ کرکے، وحوش نے شب میں امامؑ کی لاش پر گریہ کرکے، جن اور اُن کی عورتوں نے مختلف انداز میں نوحہ کرکے اپنے مخصوص انداز میں زیارت کی)[2] اور انسانوں میں سب سے پہلے امامؑ کی زیارت اُن کے فرزند جناب امام زین العابدین علیہ السلام اور اُن کی بہن جناب زینب صلوٰۃ اللہ علیہا اور اُن کے تمام اہلبیتؑ اسراء اور گیارہ اطفال نے کی۔ یہ تمام زوّار جمع ہوئے اور امامؑ کی زیارت کا قصد کیا، اور تمام آداب زیارت بھی اس طرح بجالائے جس طرح زیارت کے آداب کتابوں میں مندرج ہیں جن کو میں نے لکھا ہے۔ اور اس طرح لاش امام مظلومؑ کے پاس آئے کہ اُن کے بال غبار آلود، بھوکے اور پیاسے تھے، محزون و غمگین تھے، اور گریہ کرتے تھے۔ اس کے علاوہ وہ لوگ پیادہ پا و سر برہنہ تھے۔ مخدرات عصمت بے مقنع وچادر تھیں۔ اُن کے سر کھلے ہوئے تھے۔ اور اُن زائرین میں ایسے بھی تھے جن کو قید کی ذلت کے علاوہ طوق سے جکڑ دیا گیا تھا اور گردن میں جامعہ داخل کر دیا گیا تھا۔ انھیں زائرین سے ایک آداب زیارت چھوٹ گیا اور وہ ہے فرات سے غسلِ زیارت یا وضو کرنا برائے زیارت۔ مگر ان زائرین نے غسل اور وضو کا بدل ادا کیا اس طرح کہ امام حسینؑ کے طیب وطاہر خون سے تیمم کیا، پس اپنے چہرے اور ہاتھوں کا خون سے مسح کیا۔ پس یہ مسح افضل ہو گیا غسل فرات سے۔ پھر ان زائرین نے اس طرح زیارت پڑھنا شروع کیا

---

[1] اسرار الشہادۃ ص ۱۳۲۔ [2] مدینۃ المعاجز۔ ۵۲

جس طرح امام حسینؑ کی زیارت میں جناب پیغمبر خدا پر سلام سے ابتدا کی جاتی ہے۔ پھر جناب علیؑ و فاطمہؑ پر سلام کیا جاتا ہے، پھر امام حسینؑ پر سلام کیا جاتا ہے۔ اس زیارت کو جناب زینبؑ علیا مقام مقام نے پڑھا۔ تمام زائرین نے ان الفاظ کو دہرایا مگر جناب سید سجادؑ سے اس موقع پر کوئی عبارت یا کسی قسم کا سلام نقل نہیں کیا گیا۔

حالانکہ جناب سید سجادؑ اپنے والد یا اپنے جد پر سلام پڑھنے کے زیادہ حقدار تھے۔ تو اس کی وجہ یہ ہے، کہ جناب امام زین العابدینؑ بیمار تو تھے ہی، طوق بھی پہنے تھے، اور جامعہ بھی ان کے گلے میں تھا (جامعہ طوق کی ایک قسم ہے جو بازوؤں کو بھی اپنی گرفت میں لے لیتا ہے) ان تمام باتوں کے علاوہ طاغوت نے انھیں[1] جس اونٹ پر سوار تھے اس سے اُترنے نہ دیا۔ (کیونکہ امام زین العابدینؑ کے پاؤں کو شکم شتر سے باندھ دیا تھا) اُس وقت امام زین العابدینؑ پر ایسی حالت طاری ہوئی کہ قریب تھا کہ اُن کی روح جسم مبارک سے پرواز کر جائے اور محتضر جیسی کیفیت امامؑ کی ہو گئی۔ جب جناب زینبؑ علیا مقام کو جناب بیمار کربلا کی یہ حالت معلوم ہوئی تو دریافت کیا (کہ اے بیٹا تمہارا کیا حال ہے) تو بیمار کربلا نے جو اُن کو جواب دیا اُس کو میں اُس کے مقام پر تفصیل سے بیان کروں گا۔ اس وجہ سے امامؑ نے زیارت کا سلام نہیں پڑھا۔ (یعنی امام زین العابدینؑ نے اپنے والد امام حسینؑ کو خطاب کر کے السلام علیک یا بن رسول اللہ وغیرہ نہیں پڑھا۔ ممکن ہے بلکہ یقین ہے کہ ہمارے امامؑ نے اپنے والد امام حسینؑ کو سلام اشارے سے کیا ہو) یہ زیارت مخصوص ہو گی امام زین العابدین علیہ السلام کے علاوہ باقی اہلبیتؑ امام حسینؑ سے لیکن ظالموں نے اُن بیکسوں کو سلام زیارت تمام کرنے نہ دیا بلکہ زائروں کو شہدائے کربلا کی لاشوں سے اس طرح علیحدہ کر دیا کہ نیزوں کو زائرین کے قریب لائے اور اُن کو لاشوں سے زبردستی علیحدہ کر دیا۔ اور اُن کو اونٹوں پر بٹھا کر کوفہ کی طرف روانہ ہو گئے۔

---

[1] یعنی امام زین العابدین علیہ السلام کو۔

اہل حرم کو جناب زینبؑ اور جناب فضہ نے ناقوں پر سوار کیا۔ اور جب سب ناقوں پر سوار ہو چکے تو جناب زینبؑ نے ایک ناقہ کی طرف اشارہ فرمایا وہ ناقہ بیٹھ گیا اور جناب زینبؑ سوار ہو گئیں۔

الباب الثانی عشر ۱۲

(بارھواں باب)

امام حسینؑ کے اُن زائرین کے بیان میں جنھوں نے امام حسینؑ کی زیارت دفن ہونے کے بعد کی ہے اور اُن زائرین کی چند قسمیں ہیں۔ اور اُن میں سے بعض وہ ہیں جو ہمیشہ لگاتار زیارت کرتے ہیں اور بعض وہ ہیں جو ہمیشہ وقت معین پر زیارت کرتے ہیں۔

پس وہ لوگ جو لگاتار امام حسینؑ کی زیارت کرتے ہیں اور قیامت تک شب و روز کرتے رہینگے وہ ہے ایک قطار ملائکہ کی جسکو ہم نے عنوان ملائکہ میں بیان کیا ہے۔ اور وہ جو ہمیشہ وقت معین میں زیارت کرتا ہے وہ[1] ہے جو منزہ ہے مکان و زمان سے

---

[1] بحار الانوار ج ۲۲۔

اور اجل دارفع ہے آمد و رفت و تغیر احوال سے اور وہ ہے خداوند جلیل و عظیم جو ہر شب جمعہ امام حسینؑ کی زیارت کرتا ہے - اور خداوند عالم کی زیارت سے کنایہ ہے اُس کی رحمت کی زیادتی اور اُس کے لطف خاص کا فیضان امام حسینؑ پر - جس کی تعبیر امام حسینؑ کی زیارت سے کی جاتی ہے - نیز ہمیشہ ہر شب جمعہ میں امامؑ کی زیارت کرنے والوں میں تمام انبیاء و اوصیاء علیہم السلام اجمعین ہیں - اسی طرح ہمیشہ تمام انبیاء و اوصیاء صلوات اللہ علیہم اجمعین شب نیمہ شعبان و شب قدر میں زیارت کرتے ہیں - لیکن جبرئیل و میکائیل و اسرافیل ، ان کے کیلئے بھی ہمیشہ ہر سال زیارت کے مخصوص اوقات ہیں -

اور زمین پر رہنے والوں میں سب سے پہلے امامؑ کے دفن ہونے کے بعد امام زین العابدین علیہ السلام نے زیارت کی جبکہ امام حسینؑ کو تین دن کے بعد ایک جماعت بنی اسد کے ساتھ دفن کیا جو امامؑ کی نعش کو دفن کرنے کیلئے آئے تھے - اس کی تفصیل ہم انشاء اللہ تعالیٰ عنوان تجہیز میں بیان کرینگے -

جب امام زین العابدین علیہ السلام امام حسینؑ کو دفن کر کے اُن کی قبر برابر کی ہے تو اُس وقت اپنے والد امام حسینؑ کی قبر مبارک پر ہاتھ رکھکر خاص زیارت اور مخصوص کلمات پڑھے جس کی تفصیل عنوان تجہیز میں آئے گی -

اس کے بعد اُن لوگوں نے اور اُن کی عورتوں نے زیارت کی ہے جو کربلاء کے قرب و جوار میں رہتے تھے - یہاں تک کہ روایت یہ بتلاتی ہے کہ امام حسین علیہ السلام کے دفن کے بعد ، ایک سال یا دو سال گذر جانے کے بعد ایک لاکھ اُن عورتوں نے زیارت کی ہے جنہیں امام علیہ السلام سے کوئی عداوت نہ تھی -

اور جن لوگوں نے امام حسینؑ کی زیارت اُن کے دفن ہونے کے کئی دنوں کے بعد کی ہے وہ ہیں عقبہ عمرو سہمی ، کہتا ہے کہ میں شاعر نہیں ہوں جنھوں نے امام حسینؑ کا مرثیہ لکھا ہے۔

یہ کربلا آئے اور قبر امام حسینؑ پر کھڑے ہو کر مرثیہ پڑھا۔ اس مرثیہ کا ترجمہ یہ ہے :-

"میں کربلا میں قبر امام حسین علیہ السلام کے پاس سے گذرا تو اُن پر میری آنکھ نے اشکوں کا فیضان کیا ، اور ہمیشہ میں اُن کا مرثیہ کہتا رہوں گا اور اُن کی مصیبت پر رُوتا رہوں گا اور میری آنکھ مدد کرتی رہیگی اپنے آنسوؤں سے اور اپنی آہوں سے اور میں رُوتا ہوں امام حسینؑ پر گریہ کرنے کے بعد ایک جماعت پر جن کی قبریں امام حسینؑ کی قبر کے پاس ہیں۔ سلام ہو اُن ساکنین قبر پر جو کربلا میں ہیں۔

اور اے نفس کہہ تو اُن صاحب قبور سے میرا زیارت والا سلام ۔"

(اور امام حسینؑ کے دفن کے بعد) جس نے سب سے پہلے امامؑ کی زیارت کا قصد دُور سے شہر کے کیلئے وہ ہیں جابر ابن عبداللہ انصاری ـــ اُن کی زیارت کی خاص کیفیت ہے۔ ہم اُس کو اُس کے محل پر بیان کریں گے۔

اس کے بعد خداوند عالم نے کچھ لوگوں کے دلوں کو امام حسینؑ کی طرف مائل کیا۔ پس شیعوں نے زمانۂ بنی اُمیہ میں اطراف و جوانب سے امام حسینؑ کی زیارت کا قصد کیا۔ اور انھوں نے (بنی اُمیہ نے) شیعوں کو امام کی زیارت سے منع کیا۔ اور زیارت سے دوسروں کو منع کرنے کے لئے چوکیاں قائم کیں اور نگہبان مقرر کئے اور اُن نگہبانوں کو حکم دیا کہ جو شخص امام حسینؑ کی زیارت کیلئے آئے اُس کو قتل کر دو۔ اور سولی پر چڑھاؤ ، اور اُس کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالو۔ مگر زائرین کی تعداد اس حکم کے باوجود بڑھتی گئی۔

پھر سلاطینِ بنی عباسیہ میں سے متوکل لعین کو جناب فاطمہ زہراؑ اور اُن کے بچوں سے بہت زیادہ عداوت تھی۔ اس لئے اُس (متوکل لعین) نے بڑی سختی سے امام حسینؑ کی زیارت سے منع کیا۔ اور جب دیکھا کہ زائرین کو منع کرنا مفید نہ ہوا تو اُس لعین نے قبر کے مسمار کرنے کا حکم دیا۔ پھر جب یہ بھی مفید نہ ہوا تو حکم دیا کہ امام حسینؑ کی قبر کے نشان کو (اُن کی قبر پر) ہل چلا کر، کھود کر، اُس پر پانی بہا کر مٹا دو۔ تو خداوندعالم نے امام حسینؑ کے خصائص میں یہ بھی قرار دیا کہ جس شقی نے امامؑ حسینؑ کی قبر کھودنے اور اس پر پانی بہا کر مٹانے کا حکم دیا تھا اُسی لعین نے قبر کی تعمیر کا حکم دیا۔ اور منادی نے اُسی کے حکم سے ندا کی کہ زائرین امامؑ کو زیارت کرنے کا حکم ہے۔ اور اس کی تفصیل جیسا کہ کتابوں میں لکھا ہے کہ متوکل لعین جو خلفاء بنی عباس سے تھا وہ اہل بیتؑ رسولؐ سے بہت زیادہ بغض و عداوت رکھتا تھا۔ اُس نے کاشتکاروں کو حکم دیا تھا کہ قبر امام حسینؑ پر زراعت کریں اور امامؑ کے روضہ کو ڈھا دیں، اور امامؑ کی قبر کے نشان کو پوشیدہ کر دیں۔ اور نہر علقمہ سے پانی لاکر امامؑ کی قبر پر بہا دیں تاکہ امامؑ مظلوم کی قبر کا نشان بھی باقی نہ رہے اور نہ کوئی اُن کی قبر سے واقف ہو۔ اور لوگوں کو قتل کا خوف دلایا کہ جو امام حسینؑ کی زیارت کو جائیگا وہ قتل کر دیا جائیگا۔ اور اُس نے اپنی فوج کو نگہبان مقرر کیا۔ اور اُس کو حکم دیا کہ جس کو دیکھو کہ وہ امامؑ کی زیارت کو جا رہا ہے اُسے قتل کر دو۔

ان ترکیبوں سے ظالمین چاہتے تھے کہ اللہ کے نور کو بجھا دیں ـــــ اور ذرّیت رسولؐ کے آثار کو چھپا دیں۔

جب یہ خبر ایک مردِ صالح تک پہونچی جس کو زید مجنون کہا جاتا تھا مگر وہ صاحب عقل سلیم اور صاحب رائے مستقیم تھے۔ اُن کا لقب مجنوں اس لئے رکھا گیا تھا کہ وہ خاموش کر دیتے تھے ہر دانا کو، اور ہر عاقل کی حجت کو قطع کر دیتے تھے۔ وہ کسی کے سوال کا جواب دینے سے عاجز نہ تھے۔ اور نہ کسی کی گفتگو سے

ملول ہوتے تھے۔ تو جب زید مجنون نے سُنا کہ روضۂ امام حسین علیہ السلام مسمار کردیا گیا ہے اور قبر امامؑ پر ہل چلایا گیا تو یہ خبر اُن پر بہت گراں گذری۔ اور اُن کا حُزن بہت شدید ہوگیا۔ اور اُن کا وہ غم جو سید الشہداءؑ کی شہادت کی وجہ سے تھا تازہ ہوگیا۔ زید مجنون اُس وقت مصر میں رہتے تھے۔ جب جناب زید پر رنج و غم (اس خبر سے کہ قبر امامؑ مسمار کردی گئی اور اس پر زراعت ہولی ہے) غالب ہوا تو مصر سے پیادہ پا سرگرداں چل کھڑے ہوئے۔ (اور راستے میں) اپنے پروردگار سے اپنے حُزن کی شکایت کرتے رہے۔ الغرض اسی عالت رنج و غم میں تھے یہانتک کہ کوفہ پہونچے اور بہلول بھی اُس وقت کوفہ میں تھے۔ زید مجنون نے بہلول سے ملاقات کی اور اُن کو سلام کیا۔ بہلول نے بھی جواب سلام دیا اور دریافت کیا کہ آپ نے مجھکو کیسے پہچانا حالانکہ مجھکو آپ نے کبھی دیکھا نہیں۔ زید مجنون نے کہا، آپ کو معلوم ہونا چاہیئے ان قلوب المومنین جنود مجندہ۔ لتعارف منھا ائتلف وما تناکر منھا اختلف "بے شک مومنین کے قلوب (ارواح مومنین) اجتماعی طور سے خلق کئے گئے ہیں۔ تو جو روحیں عالم ذر میں ایک دوسرے سے متعارف ہیں دنیا میں بھی ایک دوسرے سے اُلفت رکھتی ہیں۔ اور جو روحیں عالم ذر میں ایک دوسرے کو پہچانے ہوئے نہیں وہ دنیا میں آکر اختلاف کرتی ہیں"۔ بہلول دانا نے دریافت کیا کہ اے زید آپ کو کس کس چیز نے آپکے شہر سے بغیر سواری کے نکالا۔ زید مجنون نے کہا، خدا کی قسم میں اپنے وطن سے نہیں نکلا مگر اپنے رنج و غم کی شدت کی وجہ سے۔ کیونکہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ اس (متوکل) لعین نے قبر امامؑ پر ہل چلانے کا اور روضہ کو ڈھانے کا، اور زائرین امام حسینؑ کو قتل کرنے کا حکم دیا ہے۔ اے بہلول اسی چیز نے مجھکو میرے گھر سے نکالا ہے اور میرے عیش کو مکدر اور میرے آنسوؤں کو جاری کیا ہے۔ اور میری نیند کو ختم کردیا ہے۔ بہلول نے کہا خدا کی قسم میں بھی ایسا ہی ہوں۔ زید مجنون نے بہلول سے کہا تو پھر چلیں آپ ہمارے ساتھ کربلا معلی تا کہ ہم

مشاہدہ کریں فرزندان علیؑ مرتضیٰ کی قبروں کا۔

راوی نے کہا کہ بس ایک نے دوسرے کا ہاتھ پکڑ لیا اور کربلا معلّٰی روانہ ہوئے اور قبر امامؑ پر پہونچے تو اُن لوگوں نے دیکھا کہ قبر امام حسینؑ اپنی حالت پر ہے مگر اس قبر مبارک پر جو عمارت ہے اس کو ڈھا دیا گیا ہے۔ اور جب بھی امام حسینؑ کی قبر پر پانی جاری کرنا چاہتے ہیں تو پانی زمین میں داخل ہو جاتا ہے۔ اور حیران ہوتا ہے اور قبر کے اردگرد چکر لگاتا ہے اور ایک قطرہ بھی قبر امامؑ پر نہیں جاتا۔ اور جب قبر امامؑ کے پاس پانی جاتا ہے تو قبر کی زمین خدا کے حکم سے بلند ہو جاتی ہے۔

زید مجنون نے جب یہ دیکھا تو متعجب ہوئے اور فرمایا کہ دیکھو اے بہلول یہ لوگ ارادہ کرتے ہیں کہ اللہ کے نور کو بجھا دیں اور اللہ اسے پسند نہیں کرتا، اللہ تو چاہتا ہے کہ اپنے نور کو تمام کرے اگرچہ مشرکین کو برا ہی کیوں نہ معلوم ہو۔

راوی کہتا ہے کہ متوکل ملعون بیس سال تک یہی حکم دیتا رہا کہ قبر امام حسینؑ پر کاشت کی جائے مگر قبر سیّدالشہداء علیہ السلام اپنی حالت پر باقی رہی۔ اس میں کسی قسم کا تغیر نہیں ہوا، اور نہ ایک قطرہ پانی کا امامؑ کی قبر پر بیس سال کی مدت میں پہونچ سکا۔ جب متوکل کی طرف سے معین کردہ کاشتکار نے دیکھا کہ بیس سال سے کوشش ہو رہی ہے کہ امامؑ کی قبر کا نشان کسی صورت سے محو ہو جائے۔ مگر محو نہیں ہوتا ہے تو اس نے کہا کہ میں اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لایا۔ اب میں یہاں سے بھاگ جاؤں گا اور جنگلوں میں سرگرداں رہوں گا مگر میں امام حسینؑ کی قبر پر زراعت نہ کروں گا (اور اس نے اپنے نفس سے کہا) کہ بیس سال سے اللہ کی نشانی کو دیکھ رہا ہوں اور اہلبیتؑ رسولؐ کے براہین کا مشاہدہ کر رہا ہوں اور اس سے نہ وعظ قبول کر رہا ہوں نہ نصیحت حاصل کر رہا ہوں۔ پھر اس نے بیلوں کی گردن سے جوے کو اتار دیا اور ان کو آزاد کر دیا۔ اور "زید مجنون" (جو اس وقت وہاں موجود تھے) کے پاس آیا اور ان سے دریافت کیا کہ اے شیخ (بزرگ)

آپ کہاں سے تشریف لائے ہیں۔ زید مجنون نے جواب دیا کہ مصر سے۔ اُس کاشتکار نے کہا کہ آپ یہاں کیوں آئے ہیں۔ کیا آپ کو قتل کا خوف نہیں ہے۔ زید رونے لگے اور فرمایا۔ قسم بخدا مجھے معلوم ہوا تھا کہ امامؑ مظلوم کی قبر پر زراعت ہو رہی ہے۔ اس خبر نے مجھے محزون کر دیا۔ اور یہ خبر میرے حزن وغم میں ہیجان صادق کا باعث ہوئی۔ کاشتکار زید کے کلام کو سُنکر اُن کے قدموں پر گر پڑا اور بوسہ دینے لگا اور کہنے لگا کہ آپ پر میرے ماں باپ فدا ہو جائیں۔ پھر کہا کہ اے شیخ جب سے کہ آپ تشریف لائے ہیں اُس وقت سے اللہ کی رحمت نے میری جانب اپنا رُخ موڑ لیا ہے اور اللہ کے نور سے میرا قلب روشن و منور ہو گیا ہے۔ اور میں اللہ اور اُس کے رسولؐ پر ایمان لایا۔ (اے شیخ) مجھے بیس سال ہو گئے ہیں اس قبر پر زراعت کر رہا ہوں اور جب کبھی چاہتا ہوں کہ امام حسینؑ کی قبر پر پانی جاری کروں تو پانی زمین میں جذب ہو جاتا ہے اور حیران رہتا ہے اور قبر کے گرد گھومنے لگتا ہے مگر ایک قطرہ بھی قبر امامؑ تک نہیں جاتا۔ (اور میری حالت یہ ہے کہ گویا میں یہاں بیس سال سے) مدہوش تھا مگر آپ کے آنے کی برکت سے مجھے افاقہ ہوا۔ پس زید مجنون روئے اور چند اشعار پڑھے جن کا حاصل یہ ہے کہ

"قسم بخدا اگر بنی اُمیہ نے جناب پیغمبرؐ کی بیٹی کے بیٹےؑ کو
مظلوم قتل کیا تو اسی طرح کا ظلم سلاطین بنی عباس نے امامؑ پر کیا کہ
امامؑ کی قبر کھود ڈالی۔ بنی عباس کے برتاؤ سے جو امام حسینؑ
کے ساتھ کر رہے ہیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ انہیں افسوس ہے کہ
یہ لوگ کیوں قتل حسینؑ میں شریک نہ ہوئے۔ مگر بنی عباس نے
بنی اُمیہ کی پیروی اس طرح کی کہ امامؑ کو قبر میں چین سے نہ رہنے دیا۔"

اس کو سُنکر کاشتکار رونے لگا۔ پھر کہا کہ اے زید! آپ نے مجھے غفلت کی نیند سے بیدار کیا اور میری ہدایت کی حالانکہ میں اس سے قبل غافل تھا۔ میں سامرہ متوکل کے پاس جاتا ہوں اور اس کو صورت حال سے آگاہ کرتا ہوں۔ چاہے وہ مجھے

قتل کرے یا چھوڑ دے۔ جناب زید نے فرمایا کہ میں بھی تمہارے ساتھ چلتا ہوں تاکہ تمہاری مدد کروں۔

راوی کہتا ہے کہ جب کاشتکار متوکل لعین کے پاس گیا اور اُس نے متوکل لعین سے امام حسینؑ کی قبر کے معجزے کو بیان کیا تو وہ شقی غیظ میں آگیا اور اُس کا بغض جو آل رسولؐ سے تھا اور زیادہ ہوگیا اور اُس کاشتکار کے قتل کا حکم دیا اور کہا کہ اس کے پاؤں میں رسّی باندھ کر اس کی لاش کو بازار میں کھینچا جائے۔ پھر اس کو سولی دی جائے مجمع عام میں تاکہ لوگوں کے لئے عبرت ہو۔ اور کوئی شخص اہلبیتؑ رسولؐ کے ذکر کرنے کی ہمت نہ کرسکے گا۔ (نہ کوئی اُن کے فضائل کے بیان کرنے کی جرأت کرے گا)۔

(جب کاشتکار کو قتل کردیا گیا تو) جناب زید کی یہ حالت ہوئی کہ اُن کا حزن اور اُن کی مصیبت زیادہ ہوگئی اور اُن کا گریہ طویل ہوگیا۔ اور اتنا صبر کیا کہ کاشتکار کو سولی سے اُتار کر مزبلہ پر پھینک دیا گیا تو جناب زید اُس کاشتکار کی لاش کے پاس آئے اور اُس کو اُٹھا کر دجلہ پر لے گئے غسل و کفن کے لئے۔ اور اُس کی میت پر نماز پڑھی اور دفن کیا۔ اور تین روز تک اُس قبر پر بیٹھے ہوئے قرآن مجید کی تلاوت کرتے رہے۔ اسی اثنا میں ایک روز زید نے پیٹنے کی آواز سُنی اور دیکھا کہ بہت سی عورتیں سر برہنہ، بال بکھرائے ہوئے اور گریبان چاک کئے ہوئے اور چہروں کو سیاہ کئے ہوئے آرہی ہیں۔ اور بہت سے مردوں کو بھی دیکھا کہ ہائے وائے کررہے ہیں، چیخ رہے ہیں۔ اور لوگ ہیں کہ شدید مضطرب نظر آرہے ہیں۔ کہ اتنے میں دیکھا کہ ایک جنازہ چلا آرہا ہے اور جھنڈیاں اور نشانات اُس میت کے لئے بلند ہیں۔ اور بہت سے لوگ اُس جنازے کے ہمراہ ہیں کہ راستہ تنگ ہوگیا ہے۔

جناب زید کہتے ہیں کہ مجھے گمان ہوا کہ متوکل (لعین داخل جہنم ہوا) مرگیا ہے۔ میں اُن میں سے ایک کے پاس گیا اور دریافت کیا کہ یہ میت کس کی ہے۔ اُس نے کہا کہ متوکل (لعین) کی ایک حبشی کنیز تھی جس کا نام ریحانہ تھا مرگئی ہے۔ متوکل (لعین) اُس کنیز کو بہت دوست رکھتا تھا۔ پھر لوگوں نے اُس میت کا بڑا احترام کیا اور

اُس کو ایک تبر میں دفن کیا۔ اور اُس کی قبر میں گلاب یا گلین فرش بچھایا) اور مشک و عنبر رکھا اور اُس کی قبر پر ایک عالیشان قبہ بنایا۔ جب جناب زید نے ایک کنیز کی میت کی یہ شان و شوکت دیکھی تو اُن کا غم اور زیادہ ہوا، اور اُن کے غم کی آگ (اور) بھڑک اُٹھی۔ (زید کی یہ حالت تھی) کہ اپنے منہ پر طمانچے مارے، اپنے کپڑوں کو پھاڑ ڈالا اور اپنے سر پر خاک ڈالی اور فرمایا کہ اے حسینؑ مظلوم آپ پر افسوس آپ کربلا میں مسافر وحید و فرید اور پیاسے شہید کئے گئے۔ آپ کی عورتیں اور آپ کے اہل و عیال قید کئے گئے۔ اور آپ کے بچے ذبح کئے گئے۔ مگر آپ پر ناس میں سے کوئی نہ رویا[1] اور بغیر غسل و کفن آپ دفن کئے گئے اور اس کے بعد آپ کی قبر پر ہل چلایا گیا تاکہ آپ کے نور کو بجھا دیں۔ حالانکہ آپ فرزند علیؑ و فاطمہؑ ہیں۔ اور یہ شان ایک کنیز حبشہ کی (کہ لوگ گریہ و زاری کرتے ہوئے اُس کی میت کو قبر تک لائیں) مگر فرزند محمد مصطفےٰ پر کوئی رونے والا نہیں۔

راوی کہتا ہے کہ جناب زید (یہ کہکر) اتنا روئے کہ غش آگیا۔ اور مجمع اُن کو دیکھتا تھا (جبکہ جناب زید غش میں تھے) بعض لوگ جناب زید کی حالت پر افسوس کرتے تھے۔ اور بعض لوگ جناب زید کی جانب از روئے عاطفت و مہربانی مائل تھے۔ جب زید کو غشی سے افاقہ ہوا تو یہ چند اشعار نظم فرمایا:

ایحرث بالطف قبر الحسینؑ   ویعمر قبر بنی الزانیہ
لعل الزمان بهم قد یعود   ویاتی بهم دولة الثانیہ
الا لعن اللہ اهل الفساد   ومن یامن الدنیة الفانیہ

"کیا ہی حق ہے کہ زناکار عورت کی لڑکی کی قبر پر قبہ تعمیر کیا جائے اور امام حسینؑ کی قبر کربلا میں ہے اُس پر ہل چلایا جائے۔ شائد کہ زمانہ بنی امیہ کے ساتھ پلٹ آیا ہے اور اُن کی حکومت دوبارہ قائم ہوگئی ہے۔

---

[1] یہاں رونے والے موجود نہ تھے وہ اُسرا کربلا مگر اشقیاء تازیانہ سے زد و کوب کرتے تھے۔

آگاہ ہو کہ اللہ کی لعنت ہو اہل فساد پر۔ اور کون حالت امن
میں ہے فانی دنیا میں۔"

راوی کہتا ہے کہ جناب زید نے ان ابیات کو ایک کاغذ پر لکھا اور متوکل (لعین) کے کسی حاجب کو دیا (تاکہ اُن اشعار کو متوکل لعین تک پہونچادے) جب اُس شقی نے اُن اشعار کو پڑھا تو اُس کا غیظ و غضب زیادہ ہوا اور حکم دیا کہ زید کو حاضر کیا جائے۔ تو جناب زید کو متوکل (لعین) کے پاس لیجایا گیا۔ تو متوکل لعین اور جناب زید کے درمیان اُن کی وعظ و توبیخ جاری ہوئی۔ (یعنی جناب زید نے اُس کو وعظ و نصیحت کیا اور عذاب خدا سے ڈرایا، دھمکایا) کہ متوکل کا غیظ و غضب اور زیادہ ہوا۔ اور جناب زید کے قتل کا حکم دیا۔ جب جناب زید متوکل لعین کے سامنے قتل کے لئے حاضر کئے گئے تو اُس شقی نے جناب امیرؑ کی شان والاشان کو خفیف کرنے کے لئے جناب زید سے پوچھا کہ ابوتراب کون ہیں جناب زید نے فرمایا کہ قسم بخدا تو ابوترابؑ کو خوب اچھی طرح پہچانتا ہے اور اُن کے فضل و شرف، حسب نسب کو اچھی طرح جانتا ہے۔ قسم بخدا نہیں انکار کرتا ہے اُن کے فضل کا مگر وہ جو کافر و مرتاب ہے۔ اور نہیں بغض رکھتا اُن سے مگر وہ گروہ جو منافق اور جھوٹا ہے۔ اور جناب امیرالمومنین علی بن ابی طالب علیہما السلام کے بعض فضائل و مناقب کو بیان کرنا شروع کیا۔ یہانتک کہ ذکر کیا جناب علی بن ابیطالب علیہ السلام کے اُن فضائل کو جس نے متوکل لعین کو غضبناک کر دیا۔ تو اُس نے جناب زید کے حبس کا حکم دیا۔ پس وہ محبوس کر دیئے گئے جب رات کی تاریکی چھا گئی تو ایک شخص متوکل لعین کے پاس آیا اور اپنے پاؤں سے اُس کو مارا اور کہا کہ اُٹھ اور زید کو قید خانہ سے نکال ورنہ ابھی خداوند عالم تجھے ہلاک کر دے گا۔ تو وہ شقی اُٹھا اور اُس نے جناب زید کو قید خانہ سے نکالا اور اُن کو ایک عمدہ خلعت دی اور جناب زید سے کہا کہ جو آپ چاہتے ہیں بیان کیجئے۔ جناب زید نے فرمایا کہ میں امام حسینؑ کی قبر کی تعمیر چاہتا ہوں اور یہ کہ اُن کے

زائرین سے کسی قسم کا تعرض نہ کیا جائے۔ تو اُس نے کہا کہ آپ امامؑ کی قبر پر قبہ تعمیر کیجئے اور امامؑ کے زائر سے اب کسی قسم کا تعرض نہ کیا جائیگا۔ یہ سُنکر جناب زید اُس کے پاس سے خوش و خرم واپس آئے۔ اور شہروں میں گوش کرتے تھے اور کہتے تھے کہ جو شخص امام حسین علیہ السلام کی زیارت کو جانا چاہے وہ جائے اُس کے لئے امان ہے طول ازمان میں۔[1]

العنوان الثامن

آٹھواں عنوان

امام حسینؑ کے اُن خصائص کے بیان میں جن کا تعلق قرآن مجید و کلام عزیز سے ہے۔ اور اس عنوان میں چند مقاصد ہیں۔

پہلا مقصد:۔ یہ کہ امام حسین علیہ السلام کلام اللہ ہیں۔

---

[1] ناسخ التواریخ (بحوالہ فاضل مجلسی) ج ۶ ص ۲۱۸ ۔

دوسرا مقصد:۔ یہ کہ امام حسین علیہ السلام شریکِ قرآن ہیں۔ اس لئے کہ خداوند عالم نے امام حسینؑ کو قرآن کے خصائص اور اس کے صفات کو عطا کیا۔

تیسرا مقصد:۔ اُن قرآنی آیتوں کے بیان میں جن میں امام حسینؑ کا مرتبہ بیان کیا گیا ہے۔

چوتھا مقصد:۔ اس بیان میں خداوند عالم نے فاتحۃ القرآن (سورۂ حمد) جو سبع مثانی ہے اور قرآن کے مقابل ہے) کے خصائص اور اس کے صفات کو امام حسینؑ کو عطا کیا۔ اور بسم اللہ الرحمن الرحیم جو قرآن کے ہر سورہ کا عنوان ہے اس کے خصائص کو بھی اللہ نے خصوصیت کے ساتھ امام حسین علیہ السلام کو دے دیا۔

پانچواں مقصد:۔ یہ مقصد لطیف و شریف ہے۔ اس میں وہ تمام آیات قرآنی ہیں جن کا تعلق امام حسینؑ سے ہے۔

پس ہم شروع کرتے ہیں اللہ کی مدد اور توفیق سے جو بڑا احسان کرنے والا ہے۔

(پہلا مقصد)

امام حسینؑ قرآن ہیں اور وہ کلام اللہ حقیقی ہیں۔ کیونکہ وہ خداوند عالم کے حقیقتاً کلام ناطق ہیں۔ ان کا وجود ویسے ہی ہے جیسے کلام اللہ کا وجود ہے۔ اور یہ کلام الٰہی کے جو صامت و خاموش ہے معنی و مطالب بیان کرنے والے ہیں۔ اور یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے۔ اور یہ دونوں وہی دو ثقل ہیں جن کو رسول اللہ نے اپنے بعد چھوڑا ہے اور اپنی اُمت کو سپرد کیا ہے۔ اور مخصوص کر دیا ہے امام حسین علیہ السلام کو اپنی ودیعت میں اُمت کے لئے چند خاص امور کے ساتھ۔

پس رسول اللہ امام حسینؑ کو منبر پر اپنے ساتھ لے گئے اور فرمایا ۔ ایہا الناس ! یہ ہیں حسینؑ ابن علیؑ۔ انھیں پہچان لو اور انہیں فضیلت دو۔

اور فرمایا میرے مالک میں تیرے سپرد کرتا ہوں امام حسینؑ اور صالح المومنین کو۔ پس امام حسینؑ ودیعت نبویہ ہیں اُن کی اُمت میں۔ یہانتک کہ اس کے پاس بھی ودیعت ہیں جو اُس زمانہ میں نہ تھا۔ پس امام حسینؑ ہمارے پاس بھی نبی صلعم کی امانت ہیں ــــ لہذا غور کرو اے پیغمبرؐ کی اُمت والو کہ تم کس طرح ودیعت نبویہ کی حفاظت کرتے ہو۔

دوسرا مقصد ۲

اس مطلب کے بیان میں کہ امام حسینؑ قرآن مجید کے تمام صفات وخصائص اور فضائل میں شریک ہیں۔

اب میں قرآن مجید کے صفات وفضائل اور اُس کے خصائص بیان کروں گا پھر امام حسین علیہ السلام کے صفات وخصائص اور فضائل کو اس سے منطبق کرونگا۔

لہذا ــــــــ میں کہتا ہوں کہ قرآن ہدایت کرتا ہے لوگوں کی اسلام کی طرف۔ اور اس میں حق کو باطل سے ممتاز کرنے کی روشن نشانیاں ہیں ــــ اور امام حسین علیہ السلام لوگوں کی ہدایت کرنے والے ہیں ایمان کی طرف۔ اور ہدایت کی روشن نشانی ہیں۔ اور فرق کرنے والے ہیں حق وباطل کے درمیان جب انھوں نے عزم کیا جنگ کرنے کا۔ خلفاء جور سے۔ اور اُس دن جب حضرتؑ کی شہادت ہوئی ہے۔ (یعنی یوم عاشورہ بھی امامؑ درمیان حق وباطل کے فرق کرنے والے ہیں) ــ

قرآن مجید جس شب میں نازل ہوا وہ شب قدر تھی اور امام حسینؑ کی ولادت کی شب میں بھی ملائکہ اور روح الامین اپنے رب کے حکم سے زمین پر نازل ہوئے اس کام کے لئے۔ لہذا وہ شب جس میں امامؑ عالیمقام پیدا ہوئے سلامتی ہے اللہ کے حکم سے جناب جبرئیل کے ذریعہ تہنیت ولادت امام حسینؑ کی وجہ سے صبح تک۔

قرآن مجید شفاعت کرنے والا ہے اُس کی جو اُس کی تلاوت کرے اور اُس کی جو پابندی کے ساتھ ہمیشہ تلاوت کرتا رہے۔ اور امام حسین علیہ السلام شفاعت

کرنے والے ہیں اُس کی جو آنحضرتؐ کی زیارت کرے اور اُن پر گریہ کرے۔

قرآن مجید اپنے اسلوب و معانی کے اعتبار سے معجزہ ہے ــــ اور امام حسینؑ اپنے سر اور بدن، خون اور تربت کے لحاظ سے معجزہ میں جیسا ظاہر ہوتا ہے تمام مذکورات (یعنی سر، بدن، خون، تربت) کے کرامات سے۔

قرآن مجید جدید معلوم ہوتا ہے جب بھی اس کی تلاوت کی جائے ــــ (اور تیرہ سو برس گذرنے کے بعد بھی وہ پرانا معلوم نہیں ہوتا) اور قرآن مجید کی تلاوت کرنے والا بار بار پڑھنے کے بعد بھی ملول نہیں ہوتا۔

اور امام حسین علیہ السلام کی مصیبت ہمیشہ نئی معلوم ہوتی ہے۔ امامؑ مظلوم کے مصائب کو کثرت سے بار بار سننے والا ملول نہیں ہوتا۔

قرآن کا پڑھنا عبادت ہے اور اُس کا سننا عبادت ہے۔ امام حسینؑ کا مرثیہ لکھنا عبادت ہے اور سننا عبادت ہے۔ امامؑ کی مجلس میں بیٹھنا عبادت ہے۔ امامؑ مظلوم کی مصیبت سنکر غمگین ہونا عبادت ہے۔ اُن پر رونا عبادت ہے۔ اُن کے مصائب کو دوسروں کے سامنے بیان کرکے رُلانا بھی عبادت ہے۔ اُن کے غم میں رونیوالوں کی شکل بنانا بھی عبادت ہے۔ اور اُن کی زیارت عبادت ہے۔ اُن پر دُور سے سلام کرنا عبادت ہے۔ اور اُن کے زائر کی زیارت کرنا عبادت ہے۔ اُن کے ساتھ شہادت کی تمنا کرنا عبادت ہے۔

قرآن مجید کے احترام میں کچھ احکام ہیں اور وہ یہ کہ اس کو چھوڑا نہ جائے اور اس پر غبار پڑنے نہ دیا جائے۔ اور یہ کہ اس کو مس نہ کرے مگر طہارت کے ساتھ۔ اور قرآن مجید کی متاع دنیا کی طرح خرید و فروخت نہ کی جائے۔

اور امام حسین علیہ السلام کے لئے بھی ایسا ہی احترام ہے۔ لیکن امام حسینؑ پر (کربلا میں) گرم غبار آلودہ ہوائیں چلتی رہیں۔ اور غبار نے اُن کے جسم کو گھیر لیا تھا (کیونکہ امامؑ کی شہادت کے بعد اُن کے لاشہ کو ظالموں نے زمین کربلا پر چھوڑ دیا تھا) اور اُن کے طیب و طاہر جسم سے نجاستیں مس ہوئیں۔ (یعنی اُن کے قاتلین

جو حقیقتاً رجس ہیں ، یعنی امامؑ کے جسم مبارک سے اُن ملاعین کے نجس جسم مَس ہوئے اور سیدالشہداءؑ کے قاتلین نے اُن کو قتل کرنے کیلئے اپنے دین کو چند کھوٹے سکوں کے عوض میں بیچ ڈالا اور امامؑ پر (کربلا میں ساتویں محرم کی شام سے) پانی بند کردیا۔ (تاکہ امام حسینؑ اور اُن کے بچے پانی نہ پاسکیں)۔

قرآن مجید خداوند عالم کی خاموش کتاب ہے اور امام حسینؑ کلام اللہ الناطق ، اللہ کی بولتی ہوئی کتاب ہیں۔

قرآن مجید ، شریف ، مجید ، کریم ہے۔ شریف ہے ، گرامی اور بزرگی والا ہے۔

امام حسین علیہ السّلام کریم و شریف و مجید اور شہید ہیں۔

قرآن مجید میں انبیاء کے واقعات (قصص) اور اُن کے حالات ہیں۔ اور جو مصیبتیں اُن پر پڑی تھیں اُن کا بیان ہے۔ امام حسینؑ کے حالات میں تمام انبیاءؑ کا قصہ ہے۔ اور اُن کی حالت عیاں ہے۔ (یعنی اُن کے مصائب ظاہر ہیں اور اب تک اُن پر مصائب واقع ہوتے رہتے ہیں۔ مثلاً اُن کے غم کے اظہار پر مختلف حیثیت سے پابندیاں اُن کے دشمن عائد کرتے رہتے ہیں۔)

قرآن مجید میں آیات ظاہرہ چھ ہزار چھ سو چھیاچھٹھ ہیں (۶۶۶۶) امام حسین علیہ السلام کے جسم میں آیات ظاہرہ ایک ہزار نو سو ہیں۔ (۱۹۰۰) — اور کہا گیا ہے کہ چار ہزار (۴۰۰۰) زخم ہیں۔

اور جب تم شمار کرو گے تلواروں کی ضربوں کو اور نیزوں کے واروں کو جو امام حسینؑ کے جسم پر کئی جگہ متعدد بار پڑے ہیں۔ اور اُن زخموں کو جو امام حسینؑ کے جسم کے پامالی کی وجہ سے پیدا ہوئے تھے۔ تو زخموں کی تعداد (جو جسم امام حسینؑ پر واقع ہوئے ہیں) ۶۶۶۶ تک پہونچ جائیگی۔

قرآن مجید میں ایک سو چودہ (۱۱۴) مقام پر بسم اللہ ہے۔ امام حسینؑ کے جسم مبارک میں بھی مثل بسم اللہ کے ایک سو چودہ تلواروں کے زخم ہیں۔

قـــران مجیـد :۔ اس کے لئے اجزاء ہیں ۔ سورتیں ہیں ، سطریں ہیں ، کلمات ہیں ، حــروف ہیں ، نقطے ہیں ، اعـــراب ہیں ۔ اعراب اصطلاح میں آخر کلمات کی حرکت کو کہتے ہیں ۔

امام حسین علیہ السلام کے جسم کے لئے اجزاء ہیں اور اس (جسم امام حسینؑ) کے لئے سورتیں ہیں ۔ اور اس جسم کے لئے سطریں ہیں ۔ اور امامؑ کے جسم میں کلمات ہیں ، حروف ہیں ، نقطے ہیں ، اعراب ہیں جمع ہونے سے تلواروں کی سطروں کے اور نیزوں کے کلمات کے ، تیروں کے نقطوں کے اور اُن کے اعراب کے ۔

قـــران مجید چار قسم پر ہے ۔ (یعنی ان میں جو سورہ ہیں اُن کی تقسیم چار قسموں پر ہے)

سورۂ طوال [۱] ، اور مبین [۲] ، اور مثانی [۳] ، اور مفصّل [۴]

امام حسینؑ کا جسم (ٹکڑے ٹکڑے ہوکر) چار قسم میں منقسم ہوتا ہے ۔

۱۔ سر نوک نیزہ پر بار بار پھرایا گیا ۔

۲۔ جسم مبارک کربلا میں تھا ۔

....

۳۔ اور خون پرندوں کے پیروں پر اور سبز شیشہ میں ملک کے پاس تھا ۔

۴۔ اور مفصل یہ ہے کہ چھوٹے چھوٹے اعضا اطراف جسد کے متفرق ہوگئے ۔ (کسی نے ایک انگوٹھی کے لئے انگشت قطع کردی ، کسی نے ازار بند کیلئے دست مبارک کو قطع کردیا)

قرآن مجید کے تیس [۳۰] جز ہیں ۔ اور ہر نصف جزو کو بھی ایک جز علیحدہ قرار دیا گیا جس کا نام شصت [۶۰] پارہ رکھا گیا ۔

امامؑ حسین علیہ السلام کے متعلق مجھے نہیں معلوم کہ میں کیا کہوں ۔ اس تطبیق کے سلسلہ میں کہ اس قرآن مجید کو شصت پارہ (۶۰ پارہ) کہا جاتا ہے مگر امام حسینؑ کا جسم تلواروں ، نیزوں ، تیروں اور گھوڑوں کی ٹاپوں سے

کچل جانے کی وجہ سے پاش پاش ہو گیا تھا۔

قرآن کے نام خداوند عالم نے رکھے ہیں۔ جن کی تعداد تبیس ۳۲ تک پہونچتی ہے۔ اور اسی طرح سے یہ اسماء صادق آتے ہیں امام حسینؑ پر۔

پس ہم خداوند عالم کی مدد سے کہتے ہیں قرآن مجید کا نام اللہ نے "مبارک" رکھا ہے۔ چنانچہ خداوند عالم کا ارشاد ہے۔ "ھٰذا ذکر مبارک" یہ ذکر (یعنی قرآن مجید) مبارک ہے۔ اور جناب موسٰیؑ سے کلام کرنے کی جگہ کے نام کو اللہ نے "بقعہ مبارکہ" رکھا ہے۔ اور شجرہ زیتونہ (زیتون کا درخت) جس کا نام کا تذکرہ آیت نور میں ہے اللہ نے "مبارکہ" رکھا ہے۔ اور جناب عیسٰیؑ کا نام بھی اللہ نے "مبارک" رکھا ہے۔ جیسا کہ جناب عیسٰیؑ نے فرمایا "واجعلنی مبارکاً" (ہم کو اللہ نے مبارک قرار دیا ہے)۔ اور ماء قطر (بارش کا پانی) کا نام بھی اللہ نے "مبارک" رکھا ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے "وانزلنا من السّماء ماءً مبارکاً" ہم نے آسمان سے مبارک پانی نازل کیا۔ اور لیلۃ القدر (شب قدر) کا نام بھی اللہ نے مبارک رکھا ہے۔ جیسا کہ قرآن کے متعلق ارشاد ہوتا ہے کہ ہم نے قرآن کو نازل کیا لیلۃ مبارکہ (شب قدر) مبارک رات ہیں۔

اور امام حسینؑ کا نام اللہ نے مبارک رکھا ہے اُس وحی کے ذریعہ جو بلاواسطہ پیغمبرؐ پر نازل ہوئی۔ (اس وحی کا تذکرہ) ایک عجیب روایت میں ملتا ہے جو عجیب وغریب فضیلت کی خبر دیتی ہے۔ اس روایت کا ایک جملہ یہ ہے۔ "بُورك لك فی مولودٍ علیه صلواتی وبركاتی ورحمتی" اے پیغمبرؐ خدا آپ کو برکت دی گئی ہے ایسے مولود سے جس پر ہماری صلوات ورحمت و برکت ہے۔" جس کا تذکرہ میں نے الطاف کے عنوان میں کیا ہے۔

(عنوان الرّابع)

قرآن مجید شفاء و رحمت ہے مومنین کے لئے۔

امام حسین علیہ السلام امراض باطنیہ کیلئے شفا ہیں اور اُن کی تربت امراض ظاہری کے لئے شفا ہے۔ اور وہ حضرتؐ مومنین کے لئے رحمت ہیں۔ زیادہ تر مومنین کو کامیابی امام حسینؑ کے ذریعہ سے ہوئی۔

قرآن مجید نور ہے۔

امام حسین علیہ السلام نور ہیں۔ جب اُن کا جسم مبارک خاک و خون میں آلودہ تھا۔ عبداللہ بن عمار کی روایت تفصیل سے عبارات تلبیہ میں گذر چکی۔

قرآن مجید جناب نبی صلعم اور لوگوں کی رُوح ہے جیسا کہ آیہ شریفہ میں ہے (القرآن روحٌ للنبی والناس)۔

اور امام حسین علیہ السلام ریحانۂ رسولؐ اللہ ہیں۔ اور لوگوں کیلئے راحت ہیں۔ جیسا کہ حدیث میں ہے۔

قرآن مجید حکیم ہے قلوب (ناس) کا علاج کرتا ہے۔

امام حسینؑ حکیم ہیں (انھوں نے) علاج کیا ایک قوم کا (اس طرح) کہ ان کو اطاعت الہٰی تک پہونچا دیا۔ اور گنہگاروں کا علاج اپنی شفاعت سے کیا۔

قرآن مجید بشیر و نذیر ہے۔ بشارت دینے والا (اور عذاب الٰہی سے) ڈرانیوالا ہے۔

امام حسین علیہ السلام بھی بشیر و نذیر ہیں۔

قرآن کتاب مبین ہے۔ (یعنی اللہ کی روشن کتاب ہے)

امام حسینؑ (ایسے) امام مبین ہیں (جنھوں نے) حق کو باطل سے جدا کر دیا۔

قرآن ذکر ہے ہر مومن کے لئے۔

امام حسینؑ جناب پیغمبرؐ خدا کے ذکر ہیں۔ پیغمبرؐ کی تمام عمر کا وظیفہ ہیں۔

قرآن مجید میں آیت کرسی ہے اور آیت نور ہے۔

امام حسین علیہ السلام میں (بھی) کرسی ہے جو علم الٰہی کا معدن ہے۔ اور اُن میں آیت نور بھی ہے جو شب تاریک اور خاک و خون (روایت عمار میں اس کی طرف اشارہ ہے) سے بجھ نہ سکی۔

قرآن مجید میں آیات شفاء، آیات رجاء (اُمید) اور آیات رحمت ہیں۔

امام حسین علیہ السلام میں آیات و صفات ہیں شفا کیلئے اور ان میں رجاء (امید) کے اسباب ہیں۔ غلل تام میں رحمت کے لیے ہیں۔

قرآن مجید کے لئے چودہ منزلیں ہیں۔ ابتدائے حدوث (قرآن مجید کی ابتدائے خلقت) سے اس کے جنت میں پہونچنے تک۔ اس لئے کہ قرآن ایک شخص مخلوق جلیل ہے۔ اُس کے لئے کلام ہیں اور منزلیں ہیں اور نزول ہے اور شفاعت ہے اور خصومت ہے۔

(جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہیں)

۱۔ قرآن مجید کی پہلی منزل اُس کے حدوث و ایجاد کی منزل ہے۔ قرآن مجید کا وجود اولاً اس لوح میں ہوا جو جسم خاص ہے یا ملک ہے۔

۲۔ قرآن مجید کی دوسری منزل قلب اسرافیل ہے جو نظر کرنیوالے ہیں لوح کی طرف۔

۳۔ قرآن مجید کی تیسری منزل قلب میکائیل ہے۔ کیونکہ اسرافیل قرآن کی تلاوت کرتے ہیں میکائیل پر۔

۴۔ قرآن مجید کی چوتھی منزل قلب جبرئیل ہے۔ کیونکہ جناب میکائیل جناب جبرئیل پر تلاوت کرتے ہیں۔ اور تلاوت کے ذریعہ قرآن مجید قلب جبرئیل میں پہونچ جاتا ہے۔ اسی طرح دوسرے ملک کے قلب کو بھی سمجھنا چاہیئے۔

۵۔ قرآن مجید کی پانچویں منزل بیت معمور ہے (کیونکہ

شب قدر میں قرآن مجید بیت معمور میں نازل ہوا تھا) جیسا کہ تفسیر صافی میں صادق آل محمدؑ سے مروی ہے۔

ع۶ چھٹی منزل قرآن مجید کی قلب نبیؐ ہے۔ قرآن جملۃً واحدۃً قلب نبیؐ پر نازل ہوا تاکہ پیغمبرؐ کو اس کی تعلیم دیجائے۔ لوگوں پر تلاوت کرنے کے لئے جملۃ واحدۃً نازل نہیں ہوا۔ بلکہ اس کا نزول جملۃ واحدۃً رمضان کی پہلی تاریخ کو ہوا۔

ع۷ قرآن مجید کی ساتویں منزل۔ اس کا نزول پیغمبرؐ خدا پر یوم مبعث ہے تا کہ لوگوں کو پڑھ کر سنائیں اول مبعث ہیں۔

ع۸ قرآن مجید کی آٹھویں منزل۔ ہر لیلۃ القدر میں امام عصرؑ پر جو سلام ہے صبح تک (یعنی ملائکہ ہر شب قدر میں ہر سال امام عصرؑ کے پاس نازل ہوتے ہیں اور سلام و پیام کے تحفے پیش کرتے ہیں۔

ع۹ قرآن مجید کی نویں منزل کان ہے۔ کیونکہ اسی سے تلاوت کو سنا جاتا ہے۔ (اور وہ منزل سماعت ہے)

ع۱۰ قرآن مجید کی دسویں منزل زبان ہے۔ کیونکہ زبان سے تلاوت ہوتی ہے اور وہ منزل قرأت ہے۔

ع۱۱ قرآن مجید کی گیارھویں منزل قرطاس ہے کیونکہ کاغذ پر اس کے حروف لکھے جاتے ہیں)۔

ع۱۲ قرآن مجید کی بارھویں منزل قلوب ہیں۔

ع۱۳ قرآن مجید کی تیرھویں منزل یوم حشر ہے جو مجید بہشت کے ساتھ گذر ہیگا۔ جیسا کہ بحار الانوار میں کسی امام سے روایت ہے۔

ع۱۴ قرآن مجید کی چودھویں منزل جنت ہے۔ اور اس کے لئے درجات ہیں۔ قرآن مجید کے قاری سے کہا جائیگا کہ قرآن پڑھو اور بلند ہو۔

وہ تمام باتیں جن کا میں نے تذکرہ کیا اس کا ماخذ روایتیں ہیں۔ ان منازل کی کیفیت کے لئے تفصیل ہے جو دوسرے مقام پر ہے۔

میرا مقصد اس وقت یہ ہے کہ میں بیان کردوں کہ امام حسین علیہ السلام کے فضائل کی چودہ منزلیں ہیں اور اسی طرح اُن کے مصائب کی بھی چودہ منزلیں ہیں۔

لہٰذا ہم امام حسین ع کے فضائل و مصائب کی چودہ چودہ منزلوں کی تفصیل خداوند عالم کی توفیق و مدد سے بیان کرتے ہیں۔

پس امام حسینؑ کے فضائل کی چودہ منازل کو بیان کرتے ہیں۔

۱ **پہلی منزل** امام حسینؑ کے فضائل کی۔ اُن کی خلقت کی ہے تمام مخلوقات سے پہلے۔ تمام مخلوقات سے پہلے امام حسین علیہ السلام کو اللہ نے پیدا کیا اور اُن کی خلقت نوری ہے۔ جیسا کہ روایت میں ہے کہ سرورِ کائناتؐ نے فرمایا کہ خداوند عالم نے سب سے پہلے ایک نور کو خلق کیا، اور ایک روح کو اور ان دونوں کو مزدج کر دیا۔ پھر اس سے مجھے، علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ، حسینؑ کو پیدا کیا۔ (جیسا کہ کلمات مکنونہ و دیگر کتب میں بکثرت اس باب میں روایات موجود ہیں)۔

۲ **دوسری منزل** امام حسینؑ کے فضائل کی وہ ہے جس کا تعلق عرش سے ہے۔ امام حسینؑ کے عرش سے متعلق کچھ حالات ہیں۔

کبھی یمین عرش تھے، کبھی فوق عرش تھے، کبھی حامل عرش تھے، کبھی عرش کے آگے تھے، کبھی ظل عرش تھے، کبھی مجلس عرش تھے، کبھی عرش کے قرط، کبھی عرش کے شنفق (گوشوارہ) تھے۔ اور کبھی عرش کی زینت تھے۔ تمام خبریں روایات سے ماخوذ ہیں۔ (جیسا کہ معالم الزلفیٰ میں معصومین سے بکثرت روایات ہیں)۔

۳ **تیسری منزل**۔ امام حسین علیہ السلام کے منازل کی تیسری منزل کہ جس کا تعلق جنت سے ہے۔ امام حسینؑ کے لئے جنت میں کچھ کیفیتیں ہیں۔ جن کی تفصیل یہ ہے کہ کبھی جنت میں شجرہ (جنت) تھے، کبھی جنت کے درخت کے پھل تھے۔

کبھی جنت میں جناب فاطمۃ زہرا کے گوش کے قرط (گوشوارہ) تھے، کبھی زینت جنت تھے، کبھی جنت کے قرط تھے، اور کبھی جنت کے ارکان کے لئے زینت تھے۔
(چنانچہ سید ہاشم بحرانی نے معالم الزلفیٰ میں اس باب میں کثرت سے روایتیں معصومین سے نقل کی ہیں)

۴۔ امام حسینؑ کی چوتھی منزل صلب ہے۔ اپنے اجداد کے صلب میں نور تھے۔

۵۔ امام حسینؑ کی پانچویں منزل رحم ہے۔ اپنے امہات کے ارحام مطہرہ میں نور تھے۔ خاصکر جب جناب فاطمہ زہرا جناب امام حسینؑ کے نور کی حامل ہوئیں۔ خود معصومہؑ کا بیان ہے کہ جب میں نور امام حسینؑ سے حامل ہوئی تو مجھے اندھیری راتوں میں چراغ کی ضرورت نہ تھی[1] (جیسا کہ ناسخ التواریخ میں ہے)

۶۔ چھٹی منزل امام حسینؑ کی۔ لعبا حوریہ کے ہاتھوں پر تھی۔ جو جنت سے ولادت امام حسینؑ کے وقت قابلہ کی خدمت انجام دینے کے لئے حور العین کے ساتھ بھیجی گئی تھی[2] (جیسا کہ مدینۃ المعاجز میں ہے)

۷۔ ساتویں منزل امام حسینؑ کی جسد جناب پیغمبر خدا ہے۔
امام حسینؑ کے لئے اس منزل میں بہت سی مجلسیں ہیں۔ (یعنی ساتویں منزل جسد نبیؐ ہے اور جسم نبیؐ کے مختلف اعضا پر امام حسینؑ کی نسبت ہے۔) عاتق (یعنی دوش نبی صلعم) پر امام حسینؑ کی مجلس ہے۔ کتف (شانہ) نبیؐ امام حسینؑ کی مجلس ہے۔ سینۂ نبیؐ امام حسینؑ کی مجلس ہے۔ زانوئے مبارک نبیؐ امام حسینؑ کی مجلس ہے۔ پشت نبیؐ امام حسینؑ کی مجلس ہے۔ ہر جگہ کے لئے ایک کیفیت خاص ہے جس کو ہم نے ذکر کیا اس کے محل میں۔ اسی طرح جناب پیغمبر خدا کے اعضاء کیلئے بھی امام حسین علیہ السلام کے جسم پر ایک خاص منزل ہے (جس کی تفصیل یہ ہے)

---

[1] ناسخ التواریخ ج ۶ ص ۶۔
[2] اسرار الشہادہ بحوالہ منتخب ص ۳۹۔

پس جناب پیغمبرؐ خدا کے زبان کی منزل دہن امام حسین علیہ السلام ہے ۔ چنانچہ جناب سرورِ کائنات اپنی زبان امام حسینؑ کو چُساتے تھے ۔ اور جناب پیغمبرؐ خدا کے انگوٹھے کی منزل حلق امام حسینؑ ہے ۔ چنانچہ جناب رسول خدا صلعم اپنے انگوٹھے سے امام حسینؑ کو غذا دیتے تھے ۔

اور جناب پیغمبرؐ خدا کے ہونٹوں کی امام حسینؑ کے جسم پر کچھ منزلیں ہیں ۔

۱ جبین امام حسینؑ ہے ۔ ۲ گلوئے امام حسینؑ ہے ۔ جناب رسولؐ خدا کے ہونٹوں کا نزول نحر امام حسینؑ پر زیادہ ہوتا تھا ۔ (یعنی جناب پیغمبرؐ خدا امام حسینؑ کے گلوئے مبارک کا بہت زیادہ بوسہ لیتے تھے) ۳ امام حسینؑ کے ناف کے اوپر کا حصہ ۔ جناب پیغمبرؐ خدا اس حصہ کا خصوصیت سے بوسہ لیتے تھے ۔

۸ **امام حسینؑ کی آٹھویں منزل** صدر (سینہ) جناب فاطمہؑ زہرا صلوات اللہ وسلامہ علیہا ہے ۔

۹ **امام حسینؑ کی نویں منزل** جناب امیرالمومنین علیہ السلام کے دونوں ہاتھ ہیں ۔ جب جناب امیرالمومنینؑ امام حسینؑ کو اپنے دونوں ہاتھوں پر اُٹھاتے تھے تو جناب رسولؐ خدا امام حسینؑ کے تمام جسم کا بوسہ لیتے تھے اور گریہ فرماتے تھے ۔ اُس وقت امام حسینؑ دریافت فرماتے تھے کہ اے بابا آپ کیوں گریہ کر رہے ہیں ۔ تو جناب پیغمبرؐ خدا جواب میں ارشاد فرماتے تھے ۔ تمہارے جسم پر جہاں جہاں تلواریں پڑنے والی ہیں اُس جگہ کو چوم رہا ہوں اور گریہ کر رہا ہوں ۔

۱۰ **امام حسینؑ کی دسویں منزل** کتف و عاتق یعنی شانۂ جناب جبرئیل ہے ۔ جناب امام حسینؑ جناب جبرئیل کے شانے پر متعدد بار سوار ہوئے ہیں ۔ جناب جبرئیل پیغمبرؐ خدا سے امام حسینؑ کو اپنے کتف و عاتق پر سوار کرنے کے لئے التماس کرتے تھے ۔ (جیسا کہ معالم الزلفی میں مروی ہے)

۱۱ **امام حسین کی گیارھویں منزل** منبر رسولؐ ہے ۔ اس لئے کہ جناب رسالتمآبؐ کے منبر پر اُن کے ساتھ کبھی کوئی نہیں گیا سوائے

علیؑ کے ہاتھ کو اُن کا ہاتھ پکڑ کر بلند کیا تھا اور فرمایا تھا "من کنت مولاہ فھٰذا علیؑ مولاہ" اور امام حسینؑ کو اپنے ساتھ منبر پر لے گئے اور بٹھایا اپنے سامنے یا اپنے پہلو میں درانحالیکہ پیغمبرؐ خدا منبر پر تھے۔ اور اُس وقت فرمایا "یہ ہیں حسینؑ ابن علیؑ پس انہیں پہچان لو اور فضیلت دو جیسا کہ انہیں اللہ نے فضیلت دی ہے۔" پھر اپنے اصحاب کو امام حسینؑ کے قتل کی خبر دی۔ پھر امامؑ کے قاتل پر اور ترک نصرت کرنے والے پر بد دعا کی۔ پھر امام حسینؑ کو رسولؐ اللہ نے پھر فرمایا ہر مومن کو یہانتک کہ (اے برادران ایمانی) تم کو بھی شامل کیا۔ اس لئے کہ اپنے اس قول میں عمومیت پیدا کی ہے "اللھم انی استودعک وصالح المومنین" جناب پیغمبرؐ خدا کی اس تقریر کو سنکر اصحاب رونے لگے۔ تو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم روتے ہو، اور نصرت نہیں کرتے ہو۔ میں کہتا ہوں کہ تم لوگ سنتے ہو اس حدیث کو مگر روتے نہیں۔ تم لوگ بڑے سرکش ہو۔

۱۲ امام حسینؑ کی بارھویں منزل قلب نبی صلعم ہے۔

کیونکہ امام حسینؑ کی قلب نبیؐ میں ایک خاص منزل ہے۔ اس لئے کہ پیغمبرؐ نے اپنے قلب کا وصف یوں بیان فرمایا ہے کہ اس قلب میں حسینؑ کی جیسی محبت ہے ویسی کسی کی نہیں۔

۱۳ امام حسینؑ کی تیرھویں منزل صدر نبی صلعم ہے

ایک زمانہ خاص ہیں۔ اور وہ زمانہ وہ ہے جب پیغمبرؐ خدا دنیا سے کوچ کر رہے تھے تو اُس وقت امام حسین علیہ السلام پیغمبرؐ خدا کے سینہ مبارک پر تھے۔ اور پیغمبرؐ خدا کا قلب اس حالت میں امام حسین علیہ السلام کے مصائب پر افسوس کر رہا تھا۔ حالانکہ پیغمبرؐ خدا حالت احتضار میں تھے مگر امام حسین علیہ السلام کا ذکر کرتے تھے۔ اور اُس وقت آنحضرت صلعم نے یہ بھی فرمایا مالی ولیزید لا بارک اللہ فی یزید۔ مجھ کو یزید سے کیا نسبت خداوند عالم یزید کو برکت

نہ دے۔ پھر فرمایا، اب میں رفیق اعلیٰ میں جا رہا ہوں اور روح مبارک اس جسم مطہر سے پرواز کر گئی۔

۱۴ امام حسین علیہ السلام کی چودھویں منزل مومنین کے قلوب ہیں۔ اس لیے کہ امام حسینؑ کی محبت قلوب مومنین میں ہے۔ کیونکہ جناب پیغمبر خدا صلعم نے امام حسینؑ کی محبت کے متعلق فرمایا تھا کہ امام حسینؑ کی محبت مومنین کے دل میں چھپی ہوئی ہے۔ بس اپنے اپنے نفوس کا جائزہ لو! اور کہو بیشک رسول خدا نے سچ فرمایا۔ (اگر حسینؑ کی محبت تمہارے دلوں میں پوشیدہ ہے)۔

پھر میں امام حسینؑ کی ان منزلوں کو بیان کرتا ہوں جن میں انھیں مصائب واقع ہوئے ہیں۔ یا ان کے ان مصائب کا ذکر کر رہا ہوں کہ ان پر ان کی منزلوں میں واقع ہوئے۔

اور وہ چودہ ۱۴ ہیں

۱ امام حسینؑ کے مصائب کی پہلی منزل تو وہی ہے جو ان کی اصل منزل یعنی مدینہ (رسولؐ) تھی۔ (اس منزل میں امام حسینؑ پر مصیبت) اس وقت سے ہوئی جب امام علیہ السلام کو (ظالمین بنی امیہ نے) مدینہ رسولؐ سے اکھاڑ پھینکا۔ (زبردستی نکالا) پس امام حسین علیہ السلام پر یہ بہت دشوار تھا۔ اس وقت اپنے رب سے یہ دعا کی

"اللھم انا عترۃ نبیک قد ازعجنا"

"خدایا ہم تیرے نبیؐ کی عترت ہیں ہم کو (ظالمین بنی امیہ نے مدینہ سے) اکھاڑ دیا (زبردستی نکالا۔"

(اپنے جد بزرگوار جناب محمد مصطفیٰ) ان کی قبر کے پاس آکر اس طرح (اپنی مصیبت کی) شکایت کی کہ "انا الحسین بن فاطمۃ فرزندک و فرخ فرخک..."

میں حسینؑ ابن فاطمہؑ ہوں مجھے (آپ کی امت نے) چھوڑ دیا،
میری نصرت نہ کی اور مجھے ضائع کر دیا۔"

۲۔ امام حسینؑ کے مصائب کی دوسری منزل

وہ ہے جو تمام شئے، انسان ہو یا طیر، شجر، نباتات سب کیلئے مامن (جائے امن) ہے۔ یعنی "حرم شریف، حرم مکہ"

پس امام حسینؑ کے لیے مامن (جائے امن) ظالمین کے خوف سے "جائے خوف" ہو گیا۔ کیونکہ انھوں (ظالمین بنی امیہ) نے امام حسینؑ کے قتل کا ارادہ مامن میں کر لیا تھا۔ اور مامن امام حسینؑ کے لئے خوف کی جگہ بن گیا (اور جب امام حسین علیہ السلام کو ان کے ارادۂ فاسدہ کی خبر ملی تو حج کو عمرہ مفردہ سے بدل دیا) اور وہاں سے کوچ کر گئے۔

۳۔ امام حسینؑ کے مصائب کی تیسری منزل

درمیان مکہ و کوفہ کے ہے۔ امامؑ مکہ و کوفہ کے درمیان جس منزل پر اترتے تھے لوگ انہیں خوف دلاتے تھے۔ اور جس کو امامؑ دیکھتے تھے وہ کترا جاتا تھا اور ترک نصرت کرتا تھا۔

۴۔ امام حسینؑ کے مصائب کی چوتھی منزل

کربلا ہے۔ امام علیہ السلام کربلا میں اقامہ اور توطن کی نیت سے اترے۔ اس لئے جمالوں سے فرمایا کہ

"اے لوگو! یہاں پر ہمارے باروں کو اتار دو اور تم لوگ پلٹ جاؤ کیونکہ یہاں سے ہمارا کبھی کوچ کا ارادہ نہیں ہے۔"

۵۔ امام حسینؑ کے مصائب کی پانچویں منزل

وہ مرکز جو میدان جنگ تھا۔ وہاں پر حضرت جنگ کرتے کرتے استراحت کے لئے آتے تھے اور "لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم" فرماتے تھے۔

۶۔ امام حسینؑ کے مصائب کی چھٹی منزل امامؑ کی قتلگاہ ہے۔

جس کے متعلق حضرتؑ کا ارشاد ہے "خیر لی مصرع انا لاقیہ" میرے لئے قتل گاہ مقرر و منتخب کی گئی ہے اور میں وہاں پر پہونچنے والا ہوں"

اور امام علیہ السلام تین یوم یا چار یوم بعد شہادت تڑپتے زمین پر (بلا غسل و کفن) پڑے رہے۔ پھر اس زمین سے کوچ کر کے زیر زمین تشریف لیگئے اور وہ امامؑ کی قبر شریف در معظم ہے۔

۷ امام حسین علیہ السلام کے مصائب کی ساتویں منزل۔

یہ منزل امام حسین علیہ السلام کے سر کی (منزل) ہے۔ شب یازدہم ماہ محرم خولی بن یزید کے گھر میں سر امام حسینؑ لایا گیا۔ اور ایک حدیث میں ہے کہ سر امام حسینؑ آجانہ ( ) کے نیچے رکھا گیا۔ مگر مشہور یہ ہے کہ وہ نور (یعنی سر امام حسینؑ) تنور میں رکھا گیا۔

۸ امام حسین علیہ السلام کے مصائب کی آٹھویں منزل۔

یہ منزل سر امام حسینؑ کی مجلس ابن زیاد ہے۔ سر امام حسینؑ ابن زیاد کے سامنے ایک طبق میں رکھا گیا اور وہ ملعون سر امام حسینؑ کے اپنے مجلس میں آنے کی وجہ سے بہت خوش تھا۔ امامؑ پر عظیم مصیبت ابن زیاد کا مسکرانا تھا۔ جب اُس نے امام حسینؑ کے سر کو اپنے پاس طبق میں رکھا ہوا دیکھا تو مسکرایا۔ اور شاید کہ ابن زیاد کا سر امام حسینؑ کو دیکھکر مسکرانا مصیبت کے اعتبار سے عظیم ہے اُس لعین کی ضرب سے جو خیزران کی چھڑی سے امامؑ کے دندان مبارک زمین والف پر لگاتا تھا۔

۹ امام حسین علیہ السلام کے مصائب کی نویں منزل۔

کوفہ کا وہ درخت ہے جس پر سر امام حسین علیہ السلام لٹکایا گیا تھا۔

۱۰ امام حسین علیہ السلام کے مصائب کی دسویں منزل۔

کوفہ اور شام کے درمیان کی وہ منزلیں ہیں جس میں کبھی امامؑ کا سر نیزہ پر رکھا گیا اور کبھی صندوق میں رکھا گیا۔ ہائے افسوس کہ امامؑ کا سر ہر ایک منزلوں میں یعنی مختلف شہروں میں رکھا گیا۔ ہر شہر میں جس میں کہ امام حسین کا سر مبارک رکھا گیا

آج تک اُس کے نشانات باقی ہیں۔

ع۱۱ امام حسین علیہ السلام کے مصائب کی گیارھویں منزل۔

(امامؑ کے سر بریدہ کو دربدر پھرایا جانا عظیم ترین مصیبت ہے) اسی طرح امامؑ کے سر مبارک کا دیر راہب میں جانا بھی مصیبت ہے۔ مگر اس منزل مصیبت پر راہب نے امام حسین علیہ السلام کے سر کا اعزاز و اکرام و احترام کیا ہے۔

چنانچہ مصنف فرماتے ہیں کہ گیارھویں منزل میں امامؑ کا سر مبارک دیر راہب میں نازل ہوا ہے اور اس منزل میں امام حسین علیہ السلام کا اکرام کیا گیا ہے جنوط کیا گیا ہے۔ عمدہ فرش بچھایا گیا ہے اور مہمان کو مشک و کافور و عنبر سے معطر کیا گیا ہے اور اُن کو سلام کیا گیا ہے اور امامؑ نے اُس کو جواب سلام دیا ہے۔ اس کی تفصیل اُس کے محل میں آئے گی۔

ع۱۲ امام حسین علیہ السلام کے مصائب کی بارھویں منزل

سر امام حسین علیہ السلام کا شام میں مجلس یزید میں طشت طلا میں رکھا جانا۔

اس منزل میں امام حسین علیہ السلام پر تمام مصائب جمع ہو گئے۔ جس کی تفصیل آئے گی۔

ع۱۳ امام حسین علیہ السلام کے مصائب کی تیرھویں منزل

امامؑ کے سر مبارک کا یزید ملعون کے دروازے پر آنا اور وہاں لٹکایا جانا۔

(جب امام حسین علیہ السلام کا سر یزید کے مکان کے دروازے پر لٹکایا گیا تو) ہندہ زوجہ یزید لعین امام حسین علیہ السلام کی اس مصیبت کو برداشت نہ کر سکی۔ سر برہنہ، بالوں کو بکھرائے ہوئے اپنے محل سے نکل پڑی۔ یزید لعین کے پاس گئی اور کہا کہ اے یزید! کیا سر حسینؑ ابن فاطمہؑ میرے دروازے پر لٹکایا گیا ہے۔ یزید لعین نے اپنی ردا سے ہندہ کے سر کو چھپایا اور اُسے اُس کے حرم میں واپس کیا۔ اور حکم دیا کہ امام حسینؑ کا سر اُس کے دروازے سے ہٹا دیا جائے اور یزید نے اپنی زوجہ سے کہا کہ ہندہ جا اور فرزند رسولؐ اور قریش کی فریاد رسی

کرنے والے پر گریہ کر۔

ع۱۴ امام حسین علیہ السلام کے مصائب کی چودھویں منزل سر امام حسین علیہ السلام کا دمشق کے دروازے پر لٹکایا جانا۔

وھذہ التی لم یتحملھا صبر السجادؑ فانتھی صبرہ واخذ یتکلم لما شق علیہ ذالک یہ وہ مصیبت ہے جس کو صبر سید الساجدینؑ برداشت نہ کر سکا۔ پس آپ کے صبر کی انتہا ہو گئی اور امام زین العابدینؑ سر مبارک کے پاس گئے۔ اور تکلم کیا۔ کیونکہ امام حسین علیہ السلام کا سر مبارک باب دمشق پر لٹکایا جانا بیمار امامؑ پر بہت شاق گذرا۔ ________ کیونکہ جب سر امامؑ مظلوم یزید کے سامنے رکھا گیا تو اس لعین نے خیزران سے امامؑ کے دندان مبارک پر ضرب لگائی تو امام زین العابدینؑ خاموش رہے۔ لیکن جب بیمار امامؑ کو معلوم ہوا کہ ان کے باپ کا سر شہر دمشق کے دروازے پر لٹکایا گیا ہے تو چیخ مار کر رو دئے اور فرمایا کہ اے یزیدؔ! تجھے شرم نہیں آتی کہ ابن فاطمہؑ کا سر تمہارے شہر کے دروازے پر لٹکایا گیا ہے حالانکہ امام حسین علیہ السلام رسول اللہ کی ودیعت ہیں۔

ان تمام منازل مذکورہ کے علاوہ مثل قرآن کے امام حسینؑ کی خاص منزلیں ہیں اُن کے مدفن ہیں۔ اور اُن کی منزل محشر میں ایک خاص کیفیت کے ساتھ ہے۔ اور امامؑ کی منزلوں کی انتہا تو اُن کے محل خاص میں ہے۔ جنت کے اُن درجات میں ہے جن کیلئے اُن کے جد جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن سے (امام حسینؑ سے) کہا تھا کہ اے حسینؑ تمہارے لئے کچھ درجات ہیں جن کو بغیر شہادت کے نہیں پا سکتے۔ اور اُن درجات میں سب سے اعلیٰ درجہ وہ ہے کہ جو حدیث میں ہے کہ امام حسینؑ کو خداوند عالم نے اپنے نبی (جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے ملا دیگا اُن کی منزل اور اُن کے درجہ میں۔ اور اس کی تفصیل اس کے محل پر آئیگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

المقصد الثالث ۳

(تیسرا مقصد)

بیان اُن آیات کے جو امام حسین علیہ السلام
کے مرثیہ میں قرآن مجید میں نازل ہوئی ہیں۔
اور وہ چند آیات ہیں۔

۱ پہلی آیت امام علیہ السلام کے حمل و ولادت کے بیان میں ہے۔
ارشاد باری ہوتا ہے

"وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْہِ اِحْسَانًا حَمَلَتْہُ کُرْھًا وَوَضَعَتْہُ کُرْھًا وَحَمْلُہٗ وَفِصَالُہٗ ثَلٰثُوْنَ شَھْرًا ط حَتّٰی اِذَا بَلَغَ اَشُدَّہٗ وَاَرْبَعِیْنَ سَنَۃً قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِیْ اَنْ اَشْکُرَ نِعْمَتَکَ الَّتِیْ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰہُ وَاَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ اِنِّیْ تُبْتُ اِلَیْکَ وَاِنِّیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ط"

"ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنے کا حکم دیا ہے۔ اُس کو اُس کی ماں نے رنج و غم ہی کی حالت میں رحم میں رکھا اور رنج ہی سے اُس کو جنا، اور اُس کا رحم مادر میں رہنا اور اُس کی دودھ بڑھائی کے تیس مہینے ہوئے، یہانتک کہ جب اپنی پوری جوانی کو پہونچا اور چالیس برس کا ہوا تو خدا سے عرض کرنے لگا کہ اے میرے رب تو مجھے توفیق توفیق عطا فرما تا کہ میں تیرے احسانات کا جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر کئے اُن کا شکریہ ادا کروں، اور میں ایسا نیک کام کروں جسے تو پسند کرے

اور میرے لئے میری اولاد میں صلاح و تقویٰ پیدا کر۔ میں تیری
طرف رجوع کرتا ہوں اور میں یقیناً فرماں برداروں میں سے ہوں۔"

کتب کافی اور بحار میں وارد ہوا ہے اصحاب ائمہ کے ساتھ کہ جب جناب فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا (نورِ) امام حسین علیہ السلام سے حاملہ ہوئیں تو جناب جبرئیل نازل ہوئے اور فرمایا کہ اے محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) خداوند عالم آپ کو سلام کہتا ہے اور بشارت دیتا ہے ایک مولود کی جو فاطمہؑ کے بطن سے پیدا ہوگا۔ اس مولود کو آپ کی اُمت آپ کے بعد قتل کریگی۔ یہ سنکر جناب پیغمبرؐ خدا نے فرمایا میرے رب پر سلام ہو مجھے حاجت نہیں ہے ایسے مولود کی جو بطن جناب فاطمہؑ سے پیدا ہو، جسکی میری اُمت میرے بعد قتل کرے۔ پس جناب جبرئیل واپس ہوئے اور پھر آئے اور وہی بات کہی جو پہلے کہہ چکے تھے اور پیغمبرؐ نے بھی وہی جواب دیا جو پہلے دے چکے تھے۔ پس جناب جبرئیل نہ واپس ہوئے اور نہ پھر آئے اور فرمایا کہ اللہ آپ کو بشارت دیتا ہے کہ میں اس مولود کی ذرّیت میں امامت اور ولایت قرار دوں گا۔ جناب پیغمبرؐ خدا نے فرمایا کہ میں راضی ہوں۔ جناب پیغمبرؐ خدا نے اس خبر کو جناب فاطمہؑ کو سنایا جو [illegible] مرتبہ [illegible]۔ جناب فاطمہؑ نے فرمایا کہ مجھے ایسے مولود کی حاجت نہیں ہے جسکو آپ کی اُمت آپ کے بعد قتل کرے۔ تو جناب پیغمبرؐ خدا نے جناب فاطمہ زہراؑ کو بھی بشارت دی جو بشارت دی گئی تھی۔ پس جناب فاطمہؑ زہرا نے فرمایا کہ میں راضی ہوں تو امام حسین علیہ السلام کے نور سے حاملہ ہوئیں۔ تو جناب فاطمہؑ زہرا نے امام حسین علیہ السلام کو اپنے بطن میں رنج کی حالت میں رکھا یہ خیال کرکے کہ قتل کئے جائینگے۔ اور جب جناب فاطمہؑ زہرا نے امام حسینؑ کو جنا تو رنج کی حالت میں کہ یہ مولود قتل کیا جائیگا۔ اور اُن کا بطن میں رہنا اور اُن کی دودھ بڑھائی کے تیس مہینے ہوئے۔ یہانتک کہ جب وہ اپنی جوانی کو پہنچے اور چالیس برس کے ہوئے تو عرض کرنے لگے کہ پروردگارا تو مجھے توفیق کرامت فرما کہ تونے جو احسانات مجھ پر اور میرے والدین پر کئے ہیں اُن احسانوں کا شکریہ ادا کروں۔ اور اس کی بھی توفیق کرامت فرما کہ میں ایسا نیک کام کروں جسے تو پسند کرے۔ اور میرے لئے

میری اولاد میں صلاح و تقویٰ پیدا کر ۔

پس اگر امام حسین علیہ السلام فرماتے کہ و اصلح لی ذریتی تو میرے لئے میری کل اولاد میں صلاح و تقویٰ پیدا کر تو امام حسین علیہ السلام کی کل ذریت امام ہوتی اور امام حسین علیہ السلام کی رضاعت شیر جناب فاطمہ سے نہیں ہوئی اور نہ کسی دوسری عورت کے دودھ سے ہوئی ۔ کیونکہ جناب پیغمبر خدا جناب امام حسین علیہ السلام کے پاس آتے تھے اور اپنے انگوٹھے کو امام حسین کے دہن میں دیتے تھے اور امام حسین اس کو چوستے تھے کہ دو یوم یا تین یوم کے لئے کافی ہوتا تھا ۔ پس امام حسین کا گوشت رسول اللہ صلعم کے گوشت سے اگا اور امام کا خون رسول اللہ کے خون سے ۔۔۔ اور نہیں پیدا ہوا (اور زندہ رہا) کوئی مولود چھ ماہ میں سوائے جناب یحییٰ ابن ذکریا اور جناب امام حسین ابن علی علیہما السلام کے ۔

اور معلوم ہونا چاہئے کہ آیت میں جو لفظ کرہاً آیا ہے ۔ اس کے معنی مولود پر حزن و تاسف کے ہیں ۔ اور امام کا بطن مادر میں آنا اور ان کی ولادت اور ان کی حضانت حزن و تاسف کے ساتھ ہوئی ۔

اسی طرح امام کی رضاعت اور ان کی تربیت اور ان کے ساتھ بچپنے میں کھیلنا حزن و تاسف کے ساتھ ہے ۔ اسی طرح امام حسین کو خوش کرنا ان کے نانا بابا یا والدہ کا حزن و تاسف کے ساتھ تھا ۔

اسی طرح جب ان کے جد بزرگوار جناب محمد مصطفےٰ ان کو دنیا سے چھوڑ کر جا رہے تھے تو حزن و افسوس کرتے ہوئے گئے ۔

اسی طرح جب ان کی والدہ ماجدہ اور ان کے والد محترم اور ان کے بھائی جناب حسن مجتبیٰ دنیا سے جا رہے تھے تو امام حسین علیہ السلام کے لئے حزین و غمگین تھے ۔ جیسا کہ ان بزرگوں نے اپنی موت کے وقت امام کے اوپر حزن و غم کا اظہار بھی کیا ہے ۔

اور جب امام حسین کی بہن جناب زینب نے انہیں مقتل میں چھوڑا ہے اور

اُن کے پاس سے واپس آئی ہیں تو حالت رنج و غم میں اُنھیں مقتل میں چھوڑ کر آئی ہیں۔ اور تمھیں کیا معلوم کہ اُس وقت اُن کی بہن کو کیا رنج تھا۔ اور حالت حزن میں انھیں مقتل میں چھوڑ کر آئی ہیں۔ اور تمھیں کیا معلوم کہ اُس وقت اُن کی بہن کو کیا حزن تھا اور حالت اسف میں اُنھیں مقتل میں چھوڑ کر آئی ہیں۔ اور تمھیں کیا معلوم کہ اُس وقت اُن کی بہن کو کیا افسوس تھا اور حالت گریہ وزاری میں انھیں مقتل میں چھوڑ کر آئی ہیں۔ اور تمھیں کیا معلوم کہ اُس وقت اُن کی بہن کی گریہ وزاری میں کیسی حالت تھی۔ اور جب اُنھیں مقتل میں چھوڑ کر آئی ہیں تو واویلا کرتی ہوئی واپس ہوئیں۔ اور تمھیں کیا معلوم کہ اُن کی بہن کس طرح واویلا کہتی ہیں۔

۲۔ **دوسری آیت** امام حسین علیہ السلام کے مدینے سے نکلنے کے بیان میں ہے۔ ارشاد الٰہی ہے سورۂ حج میں

"اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقَاتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا وَ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ ۙ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّآ اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ۔"

"اجازت دی جاتی ہے (جہاد کی) اُن لوگوں کو جن سے جنگ کی جا رہی ہے اس بنا پر کہ ان پر مظالم ہوئے ہیں۔ اور اللہ اُن کی مدد پر قادر ہے۔ اور وہ جنھیں نکالا گیا اُن کے گھروں سے بغیر کسی خطا کے سوا اس کے کہ وہ کہتے تھے کہ ہمارا مالک اللہ ہے۔"

جناب[1] صادق آل محمد صلوات اللہ وسلامہ علیہ سے منقول ہے کہ یہ آیت مبارکہ جناب امیر المومنین علی و جناب جعفر و حمزہ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ اور یہ آیت جاری (منطبق) ہوئی ہے امام حسین کے حق میں۔

اس کی توضیح یہ ہے کہ جناب علی بن ابی طالب علیہما السلام اور جناب جعفر اور

---

[1] تفسیر صافی و کامل الزیارات باب ۱۸ ص ۶۳۔

جناب حمزہؑ۔ لوگ نکالے گئے اپنے گھر والے سے اور قتل کیے گئے۔ اور اُن کا کوئی گناہ نہ تھا اور نہ اُن پر کسی کا حق تھا۔ سوائے اس کے کہ وہ کہتے تھے کہ ہمارا رب اللہ ہے۔ اور اس قول پر قائم رہے۔ مگر اس آیت کے مصداق خاص جناب امام حسینؑ ہیں۔ کیونکہ وہ حضرت اپنے گھر سے نکالے گئے اور ہر مستقر (جائے قیام و قرار) سے نکالے گئے۔ اور اُن کے لئے کوئی جائے قرار مقرر نہ تھی۔ یہانتک کہ اس مظلومؑ نے خود فرمایا ہے۔ اگر میں کسی جانور کے سوراخ میں بھی چلا جاؤں تو وہاں سے بھی مجھے نکالیں گے یہانتک کہ مجھے قتل کر دینگے۔

پھر امام حسینؑ شہید کر دیئے گئے اور انہیں مخصوص طریقے سے قتل کیا گیا اُن کے ساتھ اور اُن کے بیٹوں، عورتوں، بچوں کے ساتھ مخصوص طور سے ظلم کیا گیا اور وہ حسینؑ ابن علیؑ ہیں کہ جن کی نصرت کے لئے قدرت خدا ظاہر ہوئی۔

۳۔ **تیسری آیت** امام حسین علیہ السلام کے ناصرین کی قلت کے بیان میں ارشاد الٰہی ہے (سورۂ نساء میں)

"اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ قِيْلَ لَهُمْ كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ اِذَا اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللّٰهِ اَوْ اَشَدَّ خَشْيَةً وَقَالُوْا رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ لَوْلَآ اَخَّرْتَنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ"

"کیا تم نہیں دیکھتے اُن لوگوں کو جن سے کہا گیا تھا کہ اپنے ہاتھوں کو روکے رہو اور نماز پڑھو اور زکوٰۃ دو۔ پھر جب جنگ کرنے کا فریضہ عائد کیا گیا۔ تو اُن میں سے ایک گروہ آدمیوں سے اتنا ڈرتا ہے جتنا اللہ سے ڈرا جاتا ہے یا اس سے بھی زیادہ اور انہوں نے کہا کہ پروردگارا تو نے ہم پر جنگ کا فریضہ کیوں عائد کیا۔ تھوڑا سا تو ہمیں اور مہلت دیتا۔"

جناب حسنؑ[1] ابن زیاد عطار سے منقول ہے کہ آنحضوں نے فرمایا کہ میں نے جناب صادق آل محمد علیہ السلام سے اس قول خدا ۔ اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ .... الخ کے متعلق سوال کیا تو امامؑ نے فرمایا کہ یہ آیت جناب امام حسنؑ ابن علیؑ کے متعلق نازل ہوئی کہ اللہ نے انھیں جنگ سے ہاتھ روکنے کا حکم دیا تھا۔

حسن بن زیاد عطار کہتے ہیں کہ میں نے امامؑ سے دریافت کیا کہ پھر اس کے کیا معنی ہیں کہ ان پر جنگ کرنے کا فریضہ عاید کیا گیا ، تو امامؑ نے فرمایا کہ یہ آیت امام حسینؑ کے متعلق نازل ہوئی ۔ اللہ نے امام حسینؑ پر فریضۂ جہاد کو واجب کر دیا تھا اور اس زمین پر جتنے بھی انسان ہیں اُن پر واجب کر دیا تھا کہ وہ لوگ امام حسینؑ کے ساتھ جنگ (جہاد) کریں ۔ (اُن کے دشمنوں سے)

علی بن ساباط کا بیان ہے کہ ہمارے بعض اصحاب نے امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ امامؑ نے فرمایا کہ اگر روئے زمین کے رہنے والے امام حسین علیہ السلام کے ساتھ ہو کر جنگ کرتے تو سب کے سب قتل ہو جاتے ۔

تفسیر عیاشی میں عبداللہ ابن جعفر کے غلام ادریس سے مروی ہے ——

ادریس نے جناب صادق آل محمد علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر اس طرح سنی

" اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ کُفُّوْا اَیْدِیَکُمْ مَعَ الْحَسَنِؑ فَلَمَّا کُتِبَ عَلَیْھِمُ الْقِتَالُ مَعَ الْحُسَیْنِؑ اِلٰی اَجَلٍ قَرِیْبٍ مَعَ الْقَائِمِ عَجَّلَ اللّٰہُ فَرَجَہٗ

" کیا تم نہیں دیکھتے ان لوگوں کو جن سے کہا گیا تھا کہ اپنے ہاتھ روکے رہو امام حسنؑ بن علیؑ کے ساتھ (یعنی جس طرح امام حسنؑ جنگ سے اپنے ہاتھ کو روکے رہے اسی طرح تم بھی اپنے ہاتھ روکے رہو) اور نماز پڑھو اور زکوٰۃ دو ۔ تو جب اُن پر جنگ کرنے کا فریضہ

---

[1] ناسخ التواریخ جلد ۶ ص ۱۰۷ ۔ و تفسیر صافی ۔

امام حسین علیہ السلام کے ساتھ عائد کیا گیا (امام حسینؑ کے دشمنوں سے) تو کہنے لگا کہ پروردگارا تو نے ہم پر جنگ کرنے کا فریضہ کیوں عائد کیا کیوں نہیں کچھ اور مہلت دی یہاں تک کہ قائم آل محمدؐ عجل اللہ فرجہ خروج کریں۔ اس لئے کہ اُن کے ساتھ جنگ نصرت الٰہی اور ظفر و کامیابی کے ساتھ ہوگی تو خداوند عالم نے اُس کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ کہہ دو کہ دنیا کی پونجی بہت تھوڑی ہے اور آخرت بہتر ہے صاحبانِ تقویٰ کیلئے"

ع۴ چوتھی آیت امام حسین کی شہادت و مکانِ شہادت اور اُن کے حالات کے اجمالی بیان میں۔ ارشادِ الٰہی ہے (سورۂ مریم)

"کٓھٰیٰعٓصٓ[۱]" ان مقطعات کا ورود (منجانب پروردگار) حکایت جناب زکریاؑ میں ہوا ہے جب اللہ نے وحی کی جناب زکریاؑ کی طرف واقعۂ کربلا کی اور جناب زکریاؑ کو بتلایا کہ یزید لعین، عترت طاہرہ جناب محمد مصطفےٰ کو ہلاک کرے گا اور یہ بھی بتلایا کہ عترت طاہرہ کربلا میں پیاسی ہوگی۔ اور اُن کے صبر کو بھی بتلایا۔

اس روایت کو میں نے عنوان سادس کے مجالس رثاء میں بیان کر دیا۔

ع۵ پانچویں آیت بیان میں اُس ندا کے جو امام حسینؑ کو اُن کی شہادت کے وقت منجانب خداوند عالم دی گئی تھی۔

ارشادِ الٰہی ہے (سورۂ فجر میں جسکو سورۃ الحسینؑ بھی کہتے ہیں)

"یَآ اَیَّتُہَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ ارْجِعِیْٓ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَّۃً فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ"

"اے نفس مطمئنہ تو اپنے رب کی طرف پلٹ جا تو اُس سے خوش وہ تجھ سے راضی، تو میرے بندوں میں شامل ہو جا اور میری بہشت میں داخل ہو جا"

---

[۱] تفسیر صافی سورۂ مریم بحوالۂ اکمال الدین۔

جناب صادق آل محمد علیہ السلام سے مروی ہے۔ امامؑ نے فرمایا اس آیت سے مراد جناب امام حسینؑ ہیں۔ پس وہ حضرت صاحب نفس مطمئنہ راضیہ مرضیہ ہیں۔ [1]

(مصنف فرماتے ہیں کہ) میں کہتا ہوں کہ اس کی وضاحت یہ ہے کہ جس نے اللہ کی معرفت حاصل کی اور اس کی تعظیم کی تو اس نے اللہ کو دوست رکھا اور جس نے اللہ کو دوست رکھا وہ راضی ہو گیا ہر اس شے پر جو خداوند عالم کی جانب سے وارد ہوگی۔ پس اس کے قدم میں لغزش ہوگی اور نہ وہ مکروہ سمجھے گا جس میں خداوند عالم کی جانب سے اس پر کوئی مصیبت وارد ہوگی۔ بلکہ حاصل ہوگا اس کو شدید قسم کے مصائب میں بہت شدید اطمینان اور رضا۔ اس کیفیت کے مصداق امام حسینؑ ہیں فعلاً ظاہر ہوا۔ جیسا کہ ہم نے اس کی تفصیل بیان کی۔ (کہ جب امام حسین پر سخت مصائب وارد ہوتے تھے تو ان کے چہرے کا اشراق زیادہ ہو جاتا تھا) جیسا کہ عنوان سابق میں ہے۔

۶۔ چھٹی آیت زمانہ رجعت میں امام حسینؑ کے خون بہا کے بیان میں

(سورۂ بنی اسرائیل میں) ارشاد الٰہی ہوتا ہے

وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُومًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهِ سُلْطَانًا فَلَا يُسْرِفْ فِي الْقَتْلِ ۖ إِنَّهُ كَانَ مَنْصُورًا ۝

"اور جو شخص مظلوم قتل کیا جائیگا تو ہم ضرور اس کے وارث کو غلبہ دینگے۔ پس وہ قتل میں زیادتی نہ کرے۔ بیشک وہ مدد کیا گیا ہے"

امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مَنْ قُتِلَ مَظْلُومًا (جو مظلوم قتل کیا گیا) اس سے مراد حسینؑ ابن علیؑ ہیں۔ فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهِ سُلْطَانًا (ہم اس کے وارث کو غلبہ دینگے) امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت امام حسینؑ کے ولی دم بارھویں امام حضرت حجتؑ عجل اللہ فرجہٗ ہیں۔ [2] فَلَا يُسْرِفْ فِي الْقَتْلِ (پس وہ قتل میں زیادتی کرے)

---

[1] ناسخ التواریخ جلد ۶ ص ۱۰۸۔

[2] ناسخ التواریخ جلد ۶۔ ص ۱۰۸۔ وکامل الزیارات باب ۱۸۔ ص ۶۳۔

إِنَّهُ كَانَ مَنْصُورًا (بیشک وہ مدد کیا گیا ہے) یعنی امام حسین علیہ السلام۔
اسی طرح بعض روایات میں آیا ہے اور بعض روایت میں یوں ہے کہ ضمیر جو لفظ "فَيُسْرِفْ" میں ہے وہ راجع ہے "ولی" کی طرف۔ اسی طرح "انہ" کی ضمیر بھی "ولی" کی طرف راجع ہے۔ (اس توضیح کا لحاظ کرکے آیت کا ترجمہ پہلے لکھدیا گیا ہے)۔

اور بعض لوگ "فَيُسْرِفْ" کے "فا" کو بالضم پڑھتے ہیں۔ "فَيُسْرِفُ"
(مصنف فرماتے ہیں کہ) میں کہتا ہوں کہ آیت کے ظاہری معنی کے اعتبار سے حکم عام ہے تمام لوگوں کے لئے۔ اور وہ یہ ہے کہ جو مظلوم قتل کیا جائے تو اُس کا ولی قاتل سے قصاص لیگا۔ مگر ولی کو یہ جائز نہیں ہے کہ قاتل کے علاوہ کسی کو قتل کرکے اسراف کرے۔
پس میں اس معنی پر بنا کرتے ہوئے کہتا ہوں کہ امام حسینؑ کے ولی کو حق حاصل ہے کہ وہ امام حسینؑ کے قاتل سے قصاص لے۔
اور جب ہم نے ارادہ کیا کہ امام حسینؑ کے قاتل کو معیّن کریں (کہ امامؑ کا قاتل کون ہے) تو میں کہتا ہوں کہ امام حسین کا قاتل کون ہے۔ تو کیا امام حسین علیہ السلام کا قاتل یزید لعین ہے، یا ابن زیاد ملعون ہے یا ابن سعد ملعون ہے، یا سنان ملعون ہے؟ یا ان کے علاوہ جیسے صالح ابن وہب لعین ہے جس نے امام کو ایسا نیزہ مارا تھا کہ امامؑ گھوڑے پر سنبھل نہ سکے بلکہ گھوڑے سے زمین پر تشریف لائے۔ یا وہ جس نے امامؑ کو نیزہ سہ پہلو مارا تھا جو امام حسینؑ کے قلب مبارک پر پڑا۔ اُس وقت امامؑ نے فرمایا تھا بسم اللہ و باللہ۔ یا اس کے علاوہ امامؑ کے قاتل (اور بھی ہیں)۔
حق تو یہ ہے کہ اس مظلومؑ کے ایک لاکھ قاتل ہیں (امامؑ کے ایک لاکھ قاتل ہیں)۔ اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ سب امامؑ کے قتل میں مشترک ہیں۔ (نہیں ایسا نہیں ہے)۔ بلکہ جتنے بھی ہیں وہ سب مستقل قاتل ہیں۔ (یعنی اگر ان میں کا ایک بھی نہ ہوتا تو امامؑ شہید ہو جاتے) اس معنی سے امامؑ مظلوم کے ایک لاکھ قاتل ہیں۔
پس امام حسینؑ بزرگ کے قتیل (کشتہ) ہیں۔ اسی لئے انبیاء کے اخبار میں آیا ہے کہ

امام حسینؑ کا قاتل یزید لعین ہے۔

اور امام حسینؑ ابن زیاد لعین کے بھی قتیل ہیں (یعنی جس طرح امام حسینؑ کا قاتل یزید لعین ہے اسی طرح ابن زیاد بھی امامؑ کا قاتل ہے) اس لئے کہ یزید لعین نے کہا کہ امام حسین علیہ السلام کو ابن مرجانہ نے قتل کیا۔

اور امام حسینؑ ابن سعد لعین کے بھی قتیل ہیں۔ اس لئے کہ اصحاب پیغمبرؐ خدا جب ابن سعد کو بچپنے میں دیکھتے تھے تو کہتے تھے کہ یہ قاتل امام حسینؑ ہے۔

اور امام حسینؑ کا قاتل شمرلعین بھی ہے، سنان بھی ہے، خولی بھی ہے۔ سہ شعبہ تیر کا مارنے والا بھی ان کا قاتل ہے۔ اس قسم کے قاتلوں کا شمار ختم نہیں ہوا۔ (لہذا آپ خود شمار کر لیجئے)۔

اور امامؑ کی قاتل اُن کی پیاس بھی ہے، غیرت بھی ہے۔ آنسو بھی ہے۔ لیکن حقیقت امر یہی ہے جس کو خود امامؑ نے فرمایا ہے " قتلت مکربا"، یعنی کربۃ (بے چینی) نے مجھے قتل کیا۔ یعنی قتلتنی مکربۃ قلبی میرے قلب کی بے چینی، تکلیف نے مجھے قتل کیا۔ اسی لئے امامؑ حسینؑ کو صاحب کربلا کہا گیا ہے۔ میں نے لفظ "کربلا" سے امام حسینؑ کے قتل کے سبب کی طرف اشارہ کیا ہے۔

پھر میں کہتا ہوں کہ خداوند عالم کے اس قول۔ قُتِلَ مَظْلُوْمًا ... کے اور بھی معانی ہیں جو امام حسین علیہ السلام پر منطبق ہوتے ہیں۔ اور وہ حضرتؑ ان معانی کی حقیقت ہیں۔ اب ہم اُن معانی کے مواضع کا ذکر کرتے ہیں۔

آیت مذکورہ کے پہلے معنی " من قتل مظلوما " جو (امام حسینؑ) حالت مظلومیت میں قتل کیا گیا "۔ یعنی ایسی حالت میں قتل کیا گیا کہ اُس پر ظلم بھی کیا گیا اس حالت میں اور لے لی گئی اُس کی ہر شئے جو اُس کی ملکیت میں تھی۔ اور لوٹ لیا گیا اس کا مال، اور (قتل کے ذریعہ) چھین لیا گیا اُس کے اصحاب، اخوان، اولاد کو۔ اور لے لیا گیا اس کے اعضاء ظاہری و باطنی کو۔ کیونکہ نیزہ نے اُن کے ہر اعضاء کو متغیر کر دیا تھا۔ (یعنی نیزہ مار کر اُن کے ہر اعضاء کو متغیر کر دیا گیا تھا) یہاں تک کہ اُن کے گلوئے مبارک کو بھی متغیر کر دیا گیا۔

اور اُن کے مال و عیال و اولاد پر قابض ہو گئے۔ اور وہ حضرتؑ اس حالت میں آوارہ وطن و غریب الوطن اور تنہا تھے۔ پس امامؑ کو اس حالت میں قتل کیا۔ پس جو شخص قتل کیا گیا مظلوم ہر شئے کے مقابلہ میں وہ سوائے امام حسینؑ کے کوئی دوسرا نہیں۔ کیونکہ اس کلی کا انحصار صرف امام حسینؑ میں ہے کہ وہ ہر شئے کے مقابلہ میں مظلوم تھے۔ اس لئے امام حسینؑ کو مظلوم کہتے ہیں۔ اور لفظ مظلوم کو امام حسینؑ کا نام قرار دیا گیا۔ حالانکہ لفظ مظلوم صفت ہے۔ مگر امام حسینؑ کا نام پڑ گیا۔ اس لئے دُعا میں بھی وارد ہوا ہے (انشدک دَم المظلوم) تمھیں خونِ مظلومؑ کی قسم دیتا ہوں۔ اور حدیث میں بھی وارد ہوا ہے کہ " لَا تدعُ زیارۃ المظلوم "۔ مظلومؑ کی زیارت کو ترک نہ کرو۔ راوی نے پوچھا مظلوم کون ؟ تو امامؑ نے فرمایا کہ تجھے معلوم نہیں کہ وہ (مظلوم) حسینؑ ہیں جو صاحب کربلا ہیں ——— **آیت مذکورہ کے دوسرے معنی** ۔ مَن قتل مظلوماً فی اصل قتلہٖ جو مظلوم قتل کیا گیا اپنے اصل قتل میں "۔ اس طرح (مظلوم ہے اپنے اصل قتل میں) کہ نہ وہ اس کا مستحق نہیں کہ اس سے قصاص لیا جائے، یا اس کو سزا دی جائے، یا اس پر فساد برپا کرنے کا الزام لگایا جائے۔ یعنی جو بلا جرم قتل کیا گیا۔ (اور بلا جرم جتنے بھی قتل کئے گئے اُن میں) امام حسینؑ کی ذات زیادہ ظاہر ہے۔ (یعنی سب سے زیادہ یہی بے جرم تھے کیونکہ معصوم تھے) جیسا کہ امامؑ نے خود ہی فرمایا ہے

" ویحکم اتطالبونی بقتیل قتلتہ او مال استھلکتہ او بقصاص من جرح او شریعۃ بدلتھا "

" افسوس تم لوگوں پر کیا میں نے کسی کو قتل کر دیا ہے جس کا تم مجھ سے مطالبہ کرتے ہو۔ یا کسی کا میں نے مال لے لیا ہے۔ یا میں نے کسی کو زخم لگایا ہے جس کا مجھ سے قصاص چاہتے ہو۔ یا میں نے شریعت کو بدل دیا ہے "۔

آیت مذکورہ کے تیسرے معنی ۔ جو کیفیت قتل میں مظلوم قتل کیا جائے اس لئے کہ اللہ نے احسان کو ہر شئی میں رکھا ہے۔ پس چھری کی دھار کا تیز ہونا ذبح ہونے والے

جانوروں کے ساتھ احسان ہے۔ جانوروں کو اُن کی جنس کا دوسرا ذبح کیا ہوا جانور نہ دکھانا اُن کے ساتھ احسان کرنا ہے۔ جس جانور کو ذبح کیا جائے اُس کے پاؤں کو نہ باندھنا بلکہ اُس کی رُوح نکلنے کے لئے چھوڑ دینا تاکہ وہ حرکت کر سکیں اُن کے ساتھ احسان کرنا ہے۔ اور اُس کو ذبح کے وقت چھری نہ دکھلانا اُس کے ساتھ احسان کرنا ہے۔ اور جانوروں کا مثلہ نہ کرنا اُس کے ساتھ احسان کرنا ہے۔ اور اُن کو ذبح کرنے سے پہلے پانی پلانا اُن کے ساتھ احسان کرنا ہے۔

تو کبھی کوئی شخص مکمل قتل کیا جاتا ہے۔ پس کبھی کوئی شخص مظلوم قتل کیا جاتا ہے۔ مگر اس کے ساتھ اس کی کیفیت قتل میں احسان کیا جاتا ہے۔ اور کبھی کوئی مظلوم قتل کیا جاتا ہے۔ اور وہ اپنی کیفیت قتل میں بھی مظلوم ہوتا ہے۔ اور امام حسینؑ کو مکمل مظلوم قتل کیا گیا۔ کیونکہ اُن کے ساتھ اُن کی کیفیت قتل میں احسان نہیں کیا گیا۔ (یعنی امام حسینؑ کو جس شمشیر سے قتل کیا گیا وہ کند تھی۔ اُس جگہ قتل کیا گیا جہاں شہدائے کربلا کی لاشیں خاک پر پڑی تھیں اور عالت ذبح میں شمر لعین سینہ پر سوار تھا۔ ذبح کے وقت چھری نہ دکھانا گیا، شہادت کے قبل جب حضرت امام حسینؑ غش و مجروح بر سرِ خاک بیٹھے تھے۔ مالک ملعون نے سر پر ایسی تلوار لگائی جو کاسۂ سر تک پہونچ گئی۔ ابن شریک نے جسم مبارک پر امام حسینؑ کے تلوار لگائی۔ سنان ابن انس نے نیزہ مارا۔ بعد شہادت امام حسینؑ کی انگلیاں قطع کی گئیں، دست مبارک جدا کیا گیا جسم پر گھوڑے دوڑائے گئے۔ اور ایک قطرہ پانی کا بھی نہ دیا گیا۔ بلکہ پیاسے ذبح کئے گئے۔

آیت مذکورہ کے جو تھے معنی ۔ مَنْ قُتِلَ مَظْلُومًا ۔۔۔۔ الخ جو شخص اپنے قتل کئے جانے کے وقت اس طرح مظلوم قتل کیا گیا کہ اُس پر تعدی کی گئی ہر ایک وجہ کے ساتھ (جس کو اُوپر بیان کیا گیا) یا اُس پر تعدی کی گئی تمام وجہ کے ساتھ۔ اور اس طرح مظلوم قتل کیا جانا مخصوص ہے ایک مقتول میں (یعنی اس کے قتل کئے جانے کے وقت تمام قسم کی تعدی اس کے ساتھ برتی گئی ہو) اور وہ ہیں امام حسینؑ شہید۔ مظلوم امام حسینؑ۔

آیت مذکورہ کے پانچویں معنی جو شخص قتل کیا گیا مظلوم اپنے قتل ہونے کے بعد۔ (یعنی وہ شخص مظلوم تو قتل کیا گیا تھا ہی مگر اس کے قتل ہونے کے بعد بھی اُس پر ظلم کیا گیا) اور وہ قتل ہونے کے بعد بھی مظلوم ہے۔ اور اُس کے قتل ہونے کے بعد ظلم اس طرح کیا گیا کہ اس کے لباس کو اُس کے قتل ہونے کے بعد چھین لیا گیا۔ یا اُس کے اعضاء کو اُس کے قتل ہونے کے بعد قطع کر دیا گیا، یا اُس کے جسم کو اُس کے قتل ہونے کے بعد پامال کر دیا گیا، یا اُس کو قتل کرنے کے بعد بلا کفن و دفن اُسے چھوڑ دیا گیا۔ اور اُس کی مصداق صرف ایک فرد ہے اور وہ ہیں حسینؑ مظلوم۔ جن کو ظلماً تو قتل کیا گیا تھا ہی مگر اُن کی شہادت کے بعد بھی اُن پر ظلم کیا گیا کہ اُن کے لباس چھین لیا گیا اُن کے اعضاء کو قطع کیا گیا، اُن کے جسم کو پامال کیا گیا، اُن کی لاش کو بیگور و کفن چھوڑ دیا گیا۔ یہانتک (اُن کی شہادت کے بعد یہ اُن پر ظلم کیا گیا) کہ اُن کے جسم پر ایک پُرانا پھٹا ہوا کُرتا تھا جس سے کوئی فائدہ حاصل نہیں کیا جا سکتا تھا اُس کو بھی چھین لیا گیا۔

۷۔ ساتویں آیت جناب امام حسینؑ کے انتقام لینے کے بیان میں۔

اور وہ آیت یہ ہے۔ (سورۂ تکویر میں) ارشاد الٰہی ہوتا ہے

"وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ بِاَیِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ"

"اور جبکہ زندہ دفن کی ہوئی لڑکی سے سوال کیا جائیگا کہ وہ کس گناہ پر ماری گئی تھی۔"

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ یہ آیت امام حسینؑ کے حق میں نازل ہوئی ہے[1] (مصنف فرماتے ہیں کہ) میں کہتا ہوں کہ چونکہ آیت مبارکہ مذکورہ اُن آیات کے بعد میں ہے جس میں عظیم واقعہ کا تذکرہ ہے۔ جیسے کہ سورج کی روشنی کے لپیٹے جانے کا۔ اور نجوم ستاروں کے ٹوٹنے کا اور پہاڑوں کے چلائے جانے کا۔ پس ضروری ہے کہ وہ سوال جو ان واقعات عظیمہ کے بعد ذکر کیا گیا ہے اُس کی خصوصیت

---

[1] کامل الزیارات باب ۱۸ – ص ۶۳ –

ہوا اس بات کی کہ سوال "موٗدۃ" کے متعلق عظیم ہے۔ اور اہا محشر کے حالات اس سوال کی وجہ سے دگرگوں ہوں گے۔ اس لئے کہ تمام اہل محشر سے یہ سوال کیا جائیگا یہاں تک کہ تمام لوگ اس سوال سے خوفزدہ ہوں گے۔ جس طرح نکویر شمس وانکدار نجوم و تسیر جبال سے خوفزدہ ہوں گے اور سوال موٗدۃ سے اور یہ کہ وہ کس جرم میں قتل کی گئی عالملکہ وہ مجرم و گنہگار نہیں ہیں۔ اور ان کا اسی کیفیت سے قتل کیا جانا کہ اُن کو زندہ دفن کر دیا گیا اگرچہ امر عظیم ہے۔ مگر سوال ہر قسم کی تنگی اور سوال گرفتاریوں سے جن پر اُن کے انفاس تنگ ہو گئے ہوں اور زندہ بھی ہوں۔ یعنی امام حسین اور اُن کی اولاد و عیال اور اُن سے سوال کہ وہ کس جرم میں قتل کئے گئے اسی طرح عظیم ہے (جب سوال زندہ درگور لڑکیوں سے سوال عظیم ہے) اور شائد کہ یہی وجہ ہو جناب امام جعفر صادقؑ کے ارشاد گرامی کی کہ یہ آیت امام حسین علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی۔

اور تحقیق یہ ہے کہ موٗدۃ کے مصداق حقیقۃً امام حسین علیہ السلام اور اُن کے عیال و اطفال ہیں جن کو یوم عاشورا ہر قسم کے مصائب نے گھیر لیا تھا۔ (بندش آب کی وجہ سے) اُن کے گلے گھٹ رہے تھے اور مصائب نے اُنھیں اس طرح گھیر لیا تھا کہ اُن کے انفاس تنگ ہو گئے تھے جیسے وہ شخص کہ جس کو زمین میں زندہ چھپا دیا جائے۔ اور امام حسینؑ اور اُن کے اطفال و عیال پیاسے بھی تھے۔ اُن کا محاصرہ بھی کر لیا گیا تھا اور اُن پر چوڑی چکلی زمین تنگ بھی کر دی گئی تھی اور لحظہ بہ لحظہ اُن پر مصیبتیں نازل ہوتی تھیں۔ اور سب سے بڑی مصیبت کہ امام حسینؑ اور اُن کے اصحاب کو قتل کر ڈالا گیا۔ اور یہ موٗدۃ (امام حسینؑ) اور اُن کے عیال صبح عاشور سے عصر تک تو زندہ درگور تھے۔ اور موت نے بھی اُن کو (اطفال و عیال امام حسینؑ کو) راحت نہ دی۔ یعنی وہ بچے جو ذبح ہونے سے بچ گئے تھے وہ عصر عاشور تک زندہ رہے پانی نہ دیا گیا (جس کے بعد کچھ بچے پیاس سے اور ظالموں کے ظلم سے ہلاک ہو گئے) پس حقیقۃً وہ "موٗدۃ" جن کے متعلق سوال کیا جائیگا کہ کس جرم کی بنا پر قتل کئے گئے۔

۸۔ آٹھویں آیت "وَفَدَيْنَاهُ بِذِبْحٍ عَظِيمٍ" اور ہم نے

اس کا فدیہ ذبح عظیم کے سبب سے دیا ہے۔

روایت میں وارد ہوا ہے کہ " ذبح عظیم " سے مراد امام حسینؑ ہیں۔[1] چونکہ امام حسینؑ مرتبہ میں جناب اسمٰعیل سے زیادہ ہیں۔ اور فدیہ ہمیشہ پست ہوتا ہے اُس سے جس کا فدیہ دیا جاتا ہے۔ تو جناب امام حسین علیہ السلام جناب اسمٰعیلؑ کے فدیہ ہوئے۔ اس سے شبہ پیدا ہوتا ہے کہ جناب امام حسینؑ جناب اسمٰعیلؑ سے مرتبہ میں پست ہیں۔ کیونکہ امام حسین علیہ السلام جناب اسمٰعیلؑ پر فدیہ دیئے گئے تھے۔

اس کا جواب مصنف یوں دیتے ہیں کہ لازم نہیں آتا کہ اُس کا مرتبہ جس کا فدیہ دیا گیا ہے بلند ہے اُس سے جس کو فدیہ قرار دیا گیا۔ کیونکہ آیت کے معنی یہ ہیں کہ ہم نے اس کا فدیہ دیا جس شے سے بھی فدیہ دیا (مگر) ذبح عظیم کے سبب سے جو اُس کی صلب سے ظاہر ہونے والا ہے۔ کہ جناب اسمٰعیلؑ اپنے آپ کے لئے فدا ہونے والے تھے۔ اُن کا فدا ہونا بدل گیا ایک دوسرے فدا ہونے والے سے جو عظیم ہے۔ اور یہ مرتبۂ عظیم نفس کو راہِ خدا میں فدا کرنے سے امام حسین علیہ السلام کو حاصل ہوا۔

---

[1] اسرار الشہادۃ آقائے دربندی۔ ص ۱۰۲۔ و "انوار نعمانیہ" ملا نعمت اللہ جزائری۔

المقصد الرابع

(چوتھا مقصد)

اس مطلب کو واضح کرنیکے بیان میں کہ جتنے خصوصیات سورہ حمد اور بسم اللہ کے ہیں وہ تمام خصوصیات امام حسینؑ میں خصوصیت سے پائے جاتے ہیں۔ لہذا ہم اُن کو بیان کرتے ہیں۔

سورۂ حمد فاتحۃ الکتاب ہے (یعنی قرآن مبین کی ابتدا اسی سورت سے ہوتی ہے) اور امام حسین علیہ السلام مصحف شہادت کے فاتحہ ہیں۔ یعنی وہ کتاب جس میں شہداء کے اسماء ہیں اگر اُس کو دیکھا جائے تو سب سے پہلے امام حسینؑ کا نام اس میں ملے گا۔

سورۂ حمد اُم الکتاب ہے۔ اور امام حسینؑ ابوالائمہ ہیں۔ (یعنی نو اماموں کے باپ ہیں)

سورۂ حمد خزانہ ہے اطاعت کے لئے۔ اور امام حسین علیہ السلام اسباب شفاعت کے خزانہ ہیں۔

سورۂ حمد وافیہ ہے۔ اور امام حسینؑ وافی ہیں اسباب مغفرت کے ساتھ۔ سورۂ حمد شفا بخشنے والا ہے۔ اور امام حسین علیہ السلام کی تربت شفا بخشنے والی ہے۔ اور اُن کا خون بھی شفا ہے جیسا کہ دختر یہودی کے قصے سے معلوم ہوتا ہے[1]۔ اور وہ آنسو جو غم امام حسین علیہ السلام میں بہایا جائے اُس میں بھی

---

[1] تفصیل ملاحظہ ہو اسرار الشہادۃ میں۔

شفا ہے۔ یہ باطنی آگ کو بھی بجھاتا ہے اور ظاہری آگ کو بھی۔ اس لئے کہ غم امام حسین علیہ السلام میں جو آنسو آنکھ سے نکلتا ہے اُس کا ایک قطرہ جہنم میں گر جائے تو اُس کی حرارت کو بجھا دیتا ہے جیسا کہ حدیث میں ہے۔[1]

سورۂ حمد کافیہ ہے۔ اور امام حسینؑ کی محبت کافی ہے (نجات کے لئے) (اِنّ الحسینؑ سفن النجاۃ نجات کی کشتی امام حسینؑ ہیں)

سورۂ حمد قرآن مجید کے برابر ہے۔ اور امام حسینؑ عدیل قرآن ہیں۔ اور اس کے برابر ہیں نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ودیعت ہوتے ہیں۔ کیونکہ جناب پیغمبرِ خدا نے جس طرح اپنی امت کو وفات کے وقت قرآن سپرد کیا تھا اُسی طرح خصوصیت سے امام حسینؑ کو بھی سپرد کیا تھا۔ جیسا کہ اس عنوان کے مقصد اوّل میں ذکر ہوا کہ جس طرح قرآن پیغمبرؐ کی امت میں ودیعت بجوبہ ہے۔ اسی طرح امام حسینؑ بھی ودیعت نبویہ ہیں۔

سورۂ حمد سبع مثانی آیات ہیں۔ اور یہ سورہ دو مرتبہ نازل ہوا امام حسینؑ کی اس میں خصوصیت یہ ہے کہ وہ دو مرتبہ آسمان سے نازل ہوئے اور دو مرتبہ آسمان پر گئے۔

پہلی مرتبہ آسمان سے اپنی ولادت کے وقت آئے اور آسمان پر اپنی وفات کے وقت گئے۔ جس طرح تمام ائمہ وانبیاء علیہم السلام جاتے ہیں۔ اور دوسری مرتبہ اُن کا جسم آسمان پر گیا۔ پھر زمین پر آیا۔[2] اور یہ امام حسینؑ کے خصائص میں ہے۔

اور یہ روایت میں ہے کہ جب امام حسین علیہ السلام قتل کئے گئے اور اُن کا سر ظالموں نے نیزہ پر بلند کیا تو ملائکہ آسمان سے نازل ہوئے اور اُن کے جسم مبارک کو فلک چہارم پر لے گئے۔ اور جناب امیرالمومنین علیہ السلام کی صورت کے پاس

---

[1] کامل الزیارات باب ۳۲۔ ص ۱۰۲۔ [2] اسرار الشہادۃ دربند الثانی عشر۔

جو فلک پر نجم سے رکھدیا اور تمام ملائکہ نے امام حسینؑ کو اُن کے خون میں غلطاں دیکھا اور قاتل پر لعنت کی پھر اُن کے جسم مبارک کو اسی جگہ کربلا میں رکھدیا۔ امام حسینؑ کے جسم کو فلک پر لیجانے اور پھر زمین پر لانے میں ایسی مصلحت ہے جو پوشیدہ ہے کہ عقل کی رسائی اس مصلحت تک ناممکن ہے۔ خداوندعالم ہی ایسی مصلحت کا عالم ہے ______ سورۂ حمد کے لئے حدیث میں وارد ہوا ہے کہ جس نے سورۂ حمد کو حالت ایمان میں اُس کے ظاہر و باطن کو سمجھکر پڑھا تو خداوندعالم اُس کے ہر حرف کے عوض میں ایک حسنہ عنایت کرتا ہے جو دنیا و مافیہا سے افضل ہے اور جو امام حسینؑ کی زیارت کو پڑھے تو خداوندعالم عطا کرتا ہے ہر حرف کے عوض ایک حسنہ جو دنیا و مافیہا سے افضل ہے۔ اور امام حسینؑ وہ ہیں کہ جس نے اُن کو یاد کیا اور گریہ کیا تو خداوندعالم عطا کرتا ہے ہر قطرۂ اشک کے عوض میں ایک حسنہ (نیکی) جو دنیا و مافیہا سے افضل ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم قرآن میں جتنے سورے ہیں اُن کا عنوان اور مقدمہ ہے امام حسین علیہ السلام جتنے شہداء راہ خدا ہیں اُن کے عنوان اور سید ہیں۔ بسم اللہ قرآن مجید میں ایک سو چودہ (۱۱۴) جگہ ہے۔ ان میں سے جز قرآن بھی ہے۔ (یعنی بسم اللہ کی حیثیت سورہ میں عنوان کی اور صدر کی ہے مگر سورۂ برأت میں بسم اللہ نہیں ہے اور ہر ایک میں بسم اللہ جزو قرآن ہے)۔ امام حسینؑ میں ایک سو چودہ سبب ہیں جو مغفرت کے باعث ہیں۔

ذبح یا نحر کے وقت بسم اللہ کہنا تکلیف شرعی ہے۔ (یعنی حکم خدا ہے) اور امام حسینؑ کو ہر مومن یاد کرتا ہے ہر ذبح و نحر و قتل کے وقت۔ اس لئے کہ امام حسینؑ کو ذبح و نحر کرنے میں ہر ذبح و نحر سے سختی زیادہ برتی گئی جیسا کہ حدیث نبوی میں ہے۔

المقصد الخامس

(پانچواں مقصد)

اس مقصد میں تمام وہ چیزیں ہیں کہ جن کا تعلق امام حسین علیہ السلام سے ہے۔

اس مقصد میں قرآن مجید کے جتنے خواص وصفات ہیں وہ تمام خواص وصفات کا امام حسین میں موجود ہونا بیان کیا جائیگا۔

قرآن مجید کے بعض خواص وصفات، امام حسینؑ کے خواص وصفات سے پوری مطابقت رکھتے ہیں۔ اور کچھ ایسے آیات وکلمات ہیں جو قرآن میں وارد ہوئے ہیں ان میں امام حسینؑ کی طرف اشارہ ہے۔ اور کچھ آیات ایسے ہیں جو امام حسینؑ کے لئے بالخصوص وارد نہیں ہوئے ہیں مگر میں نے استنباط کیا ہے کہ یہ امام حسینؑ سے متعلق ہیں۔ کیونکہ جو خواص وصفات اس کے ثابت ہیں وہ امام حسین علیہ السلام میں پائے جاتے ہیں۔

پس ہم کہتے ہیں کہ قرآن مجید میں کچھ ایسے آیات ہیں جن کے نام میں صفات ہیں اور ان کے لئے خاص خواص ہیں۔ جیسے آیت نور، آیہ تطہیر، آیۃ الکرسی اور قرآن میں کچھ ایسی آیتیں بھی ہیں جن کے خواص مخصوص طور پر ہیں۔ اور اس میں آیات شفاء و سجدہ ہے۔ اور امام حسینؑ اُن میں بلند کرسی ہے جس کا علم آسمان وزمین کو گھیرے ہوئے ہے۔ اور ان میں (امام حسین علیہ السلام میں) دونوں آیتیں نور کی ہیں ایک اُن کے سر میں اور ایک اُن کے جسم میں۔

پہلی آیت :- جو امام حسین علیہ السلام کے سر مبارک سے ظاہر ہوئی ہے بہت سے

لوگوں کے لئے ظاہر ہوئی جو شام کے راستے میں تھے (یعنی جو سرہائے شہداء کو وہاں سے شام لے گئے تھے اور اُن کے لئے بھی جس نے بامِ شام میں سرِ سید الشہداء کو دیکھا ایک پہلی آیت) زید ابن ارقم کے لئے ظاہر ہوئی۔ جب ملاعین امام کے سر کو لے کر اُن کے مکان کے پاس سے گذرے تو اُنھوں نے دیکھا کہ ایک شعاع اُن کے گھر میں روشن دان کے ذریعہ داخل ہو رہی ہے۔ وہ متعجب ہوئے جب تفتیش کی تو دیکھا کہ سرِ امام حسینؑ جو نیزہ پر بلند ہے اس سے ایک نور ساطع ہے کہ اس کی شعاع اُن کے گھر میں اُس وقت گئی کہ جب اُن کے مکان کے پاس سے سرِ مبارک امام حسینؑ کا گذرا اور اُنھوں نے امام حسینؑ کے سرِ مبارک کو سورۂ کہف کی تلاوت کرتے ہوئے سُنا۔

دوسری آیت نور جو امام حسینؑ کے جسم مبارک میں ہے

اُس کو قبیلۂ بنی اسد کے کاشتکار نے دیکھا تھا جو رات کو کربلا میں شہدائے کربلا کی لاشوں کو دیکھنے آیا تھا۔ اس کا بیان ہے کہ دیکھا میں نے مقتولین میں ایک لاش کو جو رات میں چمک رہی ہے جیسے سورج چمکتا ہے۔ اور دیکھا میں نے ایک اسد (شیر) کو کہ وہ آیا اور لاش کے قریب بیٹھ گیا[1]

اور امام حسینؑ محبت میں امراضِ معنویہ کے لئے آیات شفا ہیں اور امراضِ ظاہریہ کے لئے اُن کی تربت میں شفا ہے۔

امام حسینؑ کے جسمِ مبارک میں چار آیات (نشانیاں) ہیں جو مثل دو سجدوں کے ہیں کہ اُن آیات کو اگر غور سے دیکھا (یا سُنا) جائے تو زمین پر سجدہ کرنا یا منہ کے بل زمین پر گرنا اُن کے دوستوں کے لئے واجب ہو جائیگا۔ جس طرح واجب ہو جاتا ہے سجدہ کرنا اُن آیات کے پڑھتے وقت جو آیات سجدہ ہیں۔

اور وہ چار آیات جو امام حسین علیہ السلام کے جسم میں مثل سجدہ کے ہیں

---

[1] ملاحظہ ہو "مدینۃ المعاجز"، سید ہاشم بحرانی۔

مندرجۂ ذیل ہیں۔

۱۔ اُس تیر سہ شعبہ کا نشان جو حضرتؑ کے قلب پر لگا تھا اور سینہ کو توڑتا ہوا قلب کو چاک کرتا ہوا پسِ پشت سے نکل گیا تھا۔

۲۔ اُس نیزہ کا نشان جس سے صالح ابن وہب مزنی ملعون نے امامؑ کے پہلو پر مارا تھا۔ تکلیف کی وجہ سے آنحضرتؑ گھوڑے پر سنبھل نہ سکے بلکہ پشت زین سے زمین پر تشریف لائے۔

۳۔ اس تلوار کا نشان جس کو مالک ابن بسر نے امامؑ کے سر مبارک پر مارا تھا۔ اس ملعون کی شمشیر امامؑ کے عمامہ و برنس کو کاٹتی ہوئی امامؑ کے کاسۂ سر میں در آئی تھی۔ اسی وجہ سے امامؑ نے اپنے سر کو کھول دیا تھا اور عمامہ و برنس اُتار کر رکھ دیا۔

۴۔ اُس تلوار کا نشان جو آنحضرتؑ کے گلوئے مبارک پر ماری گئی تھی۔ جسکی وجہ سے سر مبارک جسم سے جدا ہو گیا۔ مگر اس ضرب کا اثر پسِ گردن تھا۔

یہ چار نشانات مثل خزائن کے ہیں جو امام حسین علیہ السلام کے جسم مبارک پر ثابت ہیں جو آنحضرتؑ کے دوستوں کے لئے تکلیف کا باعث ہیں۔ جب اُن نشانات کا اُن کے احباب تصور کرتے ہیں یا سنتے ہیں اور تصور کرتے وقت یا سننے وقت اُن کے ارکان متزلزل ہو جاتے ہیں، تو تیں نڈھال ہو جاتی ہیں، قامت خمیدہ ہو جاتے ہیں تو غم والم سے زمین پر گر پڑتے ہیں، رخسارے کو خاک پر رکھ دیتے ہیں اور سر پر خاک ڈال لیتے ہیں۔

اور آیات مخصوصہ جن کے خواص مخصوصہ ہیں تو امام حسین علیہ السلام بھی آیات مخصوصہ ہیں اور اسباب ہیں اور ایسے وسائل ہیں جن سے مطالبِ دنیا و آخرت بر آتے ہیں۔

المقصد السادس

(چھٹا مقصد)

یہ مقصد لطیف و جدید ہے۔ اس میں ہم ذکر کرینگے قرآن مجید کی تمام سورتوں کے عنوان کو سورۂ فاتحہ سے لیکر معوذتین تک اور ان سورتوں میں جس آیت کا تعلق یا سورہ کا تعلق اشارۃً یا مناسبتاً ہے یا باطن آیت کا تعلق امام حسین علیہ السلام سے ہوگا بیان کرینگے۔

اب ہم کہتے ہیں کہ سورۂ فاتحہ کا ذکر گذر چکا۔ اور سورۂ بقرہ میں پہلا مرثیہ امام حسینؑ کا ہے۔ اور اس مطلب پر خداوند عالم کا قول دلالت کرتا ہے "اتجعل فیھا من یفسد فیھا ویسفك الدماء ۔۔۔ الخ

"تو انھوں (ملائکہ) نے عرض کیا کہ کیا تو ایسوں کو مقرر کرے گا جو زمین میں فساد و خونریزی کیا کریں۔۔۔۔"

حدیث میں ہے کہ ملائکہ نے اس وقت کربلا میں امام حسین علیہ السلام اور ان کے اصحاب کے مقتل کو دیکھا۔ اس بنا پر انھیں معلوم ہوا کہ وہ مخلوق جو پیدا ہونے والی ہے خونریز ہوگی۔

سورۂ آل عمران ۔ جب جنگ کے لئے امام حسینؑ کے فرزند جناب علی اکبر علیہ السلام میدان میں جانے لگے تو اس سورہ کی اس آیت کی امام حسینؑ نے تلاوت فرمائی "ان اللہ اصطفٰی اٰدم ونوحا و اٰل ابراھیم واٰل عمران علی العالمین ۝ ذریۃً بعضھا من بعض ۝ واللہ سمیع علیم ۝

"بالتحقیق اللہ نے آدم اور نوحؑ اور آل ابراہیمؑ اور آل عمران کو تمام عالموں سے

برگزیدہ کیا اور ان میں سے بعض بعض کی اولاد ہیں اور اللہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔"[1]

سورۂ نساء - اس سورہ میں امام حسین علیہ السلام کے مرتبہ کی دوسری آیت ہے - (پہلی آیت سورہ بقرہ میں تھی جس کا تذکرہ گذر چکا) اور وہ یہ ہے

"اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاۗءِ وَالْوِلْدَانِ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ حِیْلَةً وَّلَا یَهْتَدُوْنَ سَبِیْلًا ۙ"

سوائے ان کے جو مردوں اور عورتوں اور بچوں میں سے واقعاً بےکس ہوں کہ نہ کوئی حیلہ کر سکیں اور نہ کوئی راستہ پائیں۔"

اس آیت کے زیادہ مستحق وہ لوگ ہیں جو امام حسینؑ کے ساتھ تھے - نما لکم لا تقاتلونھم فی سبیلھم پس سوائے مقاتلہ کے اُن کے لئے کوئی دوسری سبیل نہ تھی -

سورۂ مائدہ - امام حسینؑ کے لئے ایک مائدہ (دسترخوان) ہے - جو مائدہ طعام سے مشابہ ہے - اور وہ مائدہ آب کوثر ہے جو امام حسینؑ اور اُن کے اصحاب کے لئے نازل ہوا تھا تاکہ اُن کی پیاس بجھ جائے - حالانکہ اصحاب امام حسین علیہ السلام نے یہ نہیں کہا تھا - اَللّٰھُمَّ اَنْزِلْ عَلَیْنَا مَاۗئِدَةً مِّنَ السَّمَاۗءِ مالک میرے نازل کر ہم پر مائدہ کو آسمان سے جو ہمارے لئے عید کا اور خوشی کا باعث ہو ـــــــ بلکہ وہ حضرات پیاس، بھوک، زخم و قتل سب پر راضی تھے - اور یہ تمام مذکورات ان کو زیادہ پسند تھے کھانے اور پانی سے -

سورۂ اعراف - امام حسین علیہ السلام خود اعراف تھے بعض معنی (و تفسیر) کی بنا پر - اور امام حسینؑ اُن رجال میں سے ہیں جو اعراف پر ہوں گے جو ہر شخص کو اُس کی نشانی سے پہچان لیں گے -

---

[1] ناسخ التواریخ ج ۶ - ص ۲۸۱ -

اور امام حسینؑ کے لئے تو مخصوص معرفت رہے اپنے زائر کے نشان سے۔
اور امام حسینؑ کے زائر کے لئے خصوصی نشان ہوگا قیامت میں۔ جیسا کہ ہم نے زیارت کی فضیلت میں بیان کیا۔ (ساتویں عنوان کے باب، باب الثانی میں اس کا تذکرہ گذر چکا)

سورۂ انفال - انفال جمع نفل کی ۔ زیادتی۔

انفال امام حسینؑ اور اُن کے نو فرزند جو معصومین ہیں اُن کا حق ہے۔ مگر امام حسینؑ اور اُن کی ذریت طاہرہ اس حق سے محروم کر دی گئی۔ اور اُن کے حق کو غصب کر لیا گیا۔ اور امام حسینؑ کو تو خصوصی حیثیت سے اس حق سے منع کر دیا گیا جو اُن کے اور تمام لوگوں کے درمیان مشترک تھا۔ بلکہ خصوصیت سے امام حسینؑ کو اس حق سے منع کیا گیا جو ان کے اور تمام ذی روح کے درمیان مشترک ہے۔ اور وہ ہے پانی جو انفال سے نہیں ہے۔ بلکہ پانی میں حق ہر اُس شے کا ہے جس میں رُوح ہے۔ یہانتک کہ کافر اور حیوانات بھی پانی پینے کا حق رکھتے ہیں۔

سورۂ براءت - (جسے سورۂ توبہ بھی کہتے ہیں) اس سورہ میں

جتنی آیتیں جہاد کی ہیں وہ کل امام حسین علیہ السلام کے اصحاب کے جہاد پر منطبق ہوتی ہیں۔ اور اس سورہ میں آیت اشتراء بھی ہے۔ ارشاد الٰہی ہوتا ہے

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ؕ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْقُرْاٰنِ ؕ وَمَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ ؕ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝

بیشک اللہ نے مومنین سے اُن کی جانیں اور اُن کے مال اس معاوضہ میں خرید لئے ہیں کہ اُن کے لئے جنت ہے۔ وہ راہِ خدا میں لڑتے ہیں۔ پس وہ قتل کرینگے بھی اور قتل کئے بھی جائینگے۔ اسی پر سچا وعدہ توریت میں اور انجیل میں اور قرآن میں موجود ہے۔ اور اللہ سے زیادہ اپنا عہد

پورا کرنے والا کون ہوگا۔ پس یہ سودا جو تم نے اللہ سے کیا ہے
اُس سے خوش ہوجاؤ۔ اور یہی سب سے بڑی کامیابی ہے۔"

خداوند عالم کے مومنین بندوں نے بازار جہاد میں خداوند عالم سے انواع و اقسام کے معاملات کئے ہیں۔ مگر امام حسینؑ نے اس بازار میں خداوند عالم سے مخصوص معاملات کئے ہیں۔ اور بارگاہ الٰہی میں مخصوص طور سے اپنے نفس و اموال کو پیش کیا ہے۔ اور مخصوص طریقہ پر اپنے متاع کو خالق کی بارگاہ میں سپرد کیا ہے۔ اور اپنے اموال کو مخصوص انداز سے کیل و وزن کیا ہے اور اس کی حفاظت کی ہے اور اُن سے صرف کیا ہے۔ جیسا کہ اُن کے خصائص سے جب تدبر سے کام لیا جائے تو معلوم ہوگا۔

سورۂ یونس ۔ امام حسینؑ کے لئے جناب یونسؑ سے صورت و صفت و سیرت میں مطابقت ہے جبکہ وہ (یعنی جناب یونسؑ) صحرا میں پھینک دیئے گئے تھے اس حالت میں کہ وہ بیمار تھے۔ افسوس ہے امام حسینؑ کے لئے کہ جن کی لاش بیگور و کفن جلتی ہوئی ریت پر پڑی تھی مثل جناب یونسؑ کے جو حالت بیماری میں درخت کدو کے سایہ میں برہنہ پڑے تھے۔ (مگر امام حسینؑ کی لاش بیگور و کفن صحرائے کربلا میں جلتی ہوئی ریت پر پڑی تھی)

"یقطینۃ جناح الانس صحرائے کربلا میں امام حسینؑ کے یقطین گویا کہ پر تھے۔" اور اگر آپ مناسب سمجھیں تو کہیں کہ امام حسینؑ کے لئے صحرائے کربلا میں یقطین وہ تلواریں تھیں جو اُن پر کھینچی ہوئی تھیں۔ یا وہ نیزے تھے جو امام حسینؑ کو اذیت پہونچانے کے لئے بلند کئے گئے تھے۔

سورۂ ہود ۔ اس سورہ کی چند مخصوص آیتیں امام حسینؑ نے میدان کربلا میں جب دشمنوں کے مقابلہ میں کھڑے تھے تلاوت کی اور ان کو مخاطب کیا اور اپنے خطبہ میں پڑھا: "اِنِّیْ اُشْھِدُ اللّٰہَ وَاشْھَدُوْا اَنِّیْ

لہ نہیں ایسا نہیں ہے بلکہ امامؑ کی نعش کی پردہ اپنے پر سے سایہ کئے ہوئے تھے۔

بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ۝ مِنْ دُوْنِهٖ فَكِیْدُوْنِیْ جَمِیْعًا ثُمَّ لَا تُنْظِرُوْنِ ۝ اِنِّیْ
تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ رَبِّیْ وَرَبِّكُمْ ؕ مَا مِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِیَتِهَا ؕ
اِنَّ رَبِّیْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۝

"فرمایا کہ میں اللہ کو گواہ کرتا ہوں اور تم بھی گواہ رہنا کہ میں اُن سے بیزار ہوں جن کو تم اُسے چھوڑ کر شریک کرتے ہو۔ اے تم سب ملکر میرے اُوپر داؤں کرو۔ پھر مجھے (ذرا بھی) مہلت نہ دو بیشک میں نے اللہ پر جو کہ میرا اور تمھارا پروردگار ہے بھروسہ کیا ہے۔ زمین پر کوئی ایسا چلنے والا نہیں ہے کہ اُس کی پیشانی خود خدا کے قبضۂ قدرت میں نہ ہو۔ بیشک میرا پروردگار راہ راست پر ہے۔"

سورۂ یوسف ۔ اہلسنت کی روایت میں آیا ہے کہ یہ سورہ جناب پیغمبر خدا پر اس مصیبت پر اُن کی تسلی کے لئے نازل ہوا ہے جو اُن کے فرزند امام حسینؑ پر واقع ہونیوالی ہے۔ اس سورہ میں دوسری تطبیقات بھی ہیں۔

سورۂ رعد ۔ خداوند عالم کا ارشاد ہے۔

"یسبح الرعد بحمدہٖ اور رعد اُس کی حمد کی تسبیح پڑھتا ہے"

(الرعد) روایت میں ہے کہ جناب رسول خداؐ سے دریافت کیا گیا کہ رعد کیا چیز ہے۔ تو فرمایا کہ ایک فرشتہ ہے جو بادلوں پر مقرر ہے۔ اور اُس کے پاس آگ کے چابک ہیں جن کے ذریعہ سے بادلوں کو جہاں جہاں حکم ہے ہنکایا جاتا ہے (حدیث میں ہے) کہ کوئی ابر گذرتا ہے یا گرجتا ہے یا چمکتا ہے مگر وہ قاتلان امام حسینؑ پر لعنت کرتا ہے۔ [1]

سورۂ ابراہیم ۔ اس سورہ میں جناب ابراہیمؑ کی اپنی ذریت کے وادی غیر ذی زرع (ایسی وادی جس میں زراعت نہ ہو) میں مقیم

---

[1] بحار الانوار۔

کرنے کا قصد ہے۔

اقامت ذریت کی یہ کیفیت امام حسین علیہ السلام پر منطبق ہوتی ہے۔ جب اُنھوں نے صحرائے کربلا میں اپنی ذریت کو رکھا۔ اور جس طرح جناب ابراہیمؑ نے اپنی ذریت کو وداع کیا تھا۔ اُسی طرح امام حسینؑ نے بھی اپنی ذریت کو جب رخصت آخری کے لئے خیمے میں تشریف لائے ہیں وداع کیا ہے۔

اور مطابق ہوتا ہے جناب ابراہیمؑ کا وہ مکالمہ جو اُنھوں نے اپنی ذریت سے کیا ہے جب اُن کو زمین مکہ میں اقامت کے وقت کہا تھا، جناب امام حسینؑ کے مکالمہ سے جو اُنھوں نے اپنے اہل سے کیا ہے جب زمین کربلا پر تکلیف دہ واقعات پیش ہوئے۔

سورۂ اسریٰ ۔ امام حسین علیہ السلام کے لئے خصوصی معراج ہے زمین کربلا سے۔ (چنانچہ اس کتاب کے اسی عنوان میں ذکر کیا گیا کہ امام حسینؑ کے لاشے کو بعد شہادت ملائکہ فلک پنجم پر لے گئے) اور زمین کربلا ملائکہ کے لئے معراج قرار دی گئی ہے۔ اور اس زمین پر خصوصیت سے جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لے جایا گیا ہے۔ چنانچہ پیغمبر خدا کا ارشاد ہے کہ "مجھے ایسی جگہ لے جایا گیا جس کو کربلا کہتے ہیں اور اُس زمین پر مجھے امام حسینؑ اور اُن کے اصحاب کا مقتل دکھایا گیا"

سورہ کہف ۔ امام حسینؑ کے سر مطہر نے نیزہ پر سورۂ کہف کی تلاوت فرمائی۔ اور زید ابن ارقم نے امامؑ کے سر مبارک سے اس آیت کی تلاوت کرتے ہوئے سُنا "اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا کیا تم لوگوں نے یہ گمان کر لیا ہے کہ غار والے اور کتبہ والے ہماری نشانیوں میں سے کچھ زیادہ عجیب تھے۔"

اور دوسرے لوگوں نے شام میں اس آیت کی تلاوت کرتے ہوئے سُنا "اِنَّهُمْ فِتْيَةٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنٰهُمْ هُدًى بیشک وہ ایسے

جوان تھے جو اپنے پروردگار پر ایمان لائے تھے اور ہم نے اُن کے دلوں کو مضبوط کر دیا تھا۔"

امام حسین علیہ السّلام کے سورۂ کہف کی تلاوت کرنے میں خاص حکمت ہے۔ اسی طرح اس سورہ کی پہلی آیت جس کی کوفہ میں تلاوت کی ہے، اس میں بھی خاص حکمت ہے۔ اسی طرح شام میں اس سورہ کی ایک دوسری آیت کی تلاوت فرمائی اس میں بھی خاص حکمت ہے۔

سورۂ مریم۔ جناب زکریاؑ کے قصہ میں۔ (اس کا تذکرہ چھبیس عنوان میں مجلس زکریاؑ کے بیان میں گذر چکا ہے)

قرآن میں آیا ہے "کھیعص" ان مقطعات میں اشارہ ہے کربلاء کی طرف اور عترت طاہرہ کی ہلاکت کی طرف کہ یزید انھیں پیاس کی حالت میں شہید کرے گا۔ اور وہ لوگ اس مصیبت پر صبر کرینگے۔

اس سے پہلے ہم نے تہذیب کی روایت کو جو بحارالانوار میں ہے ذکر کیا ہے کہ جناب امام زین العابدین علیہ السلام نے خداوند عالم کے اس قول "فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا" کی تفسیر میں فرمایا کہ جناب مریمؑ دمشق سے کربلا گئیں اور امام حسین علیہ السلام کے قتل کی جگہ جناب عیسٰیؑ کی ولادت ہوئی۔ پھر جناب مریمؑ اسی شب میں واپس ہو گئیں۔

سورۂ طٰہٰ۔ اس سورہ میں جناب امام حسینؑ کیلئے جناب موسٰیؑ کی حکایت میں مناسبات ہیں۔ جناب موسٰیؑ کی حکایت کو قرآن کریم نے اس طرح بیان کیا ہے "اِذْ رَاٰ نَارًا فَقَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْا اِنِّیْ اٰنَسْتُ نَارًا" جب جناب موسٰیؑ نے آگ کو دیکھا تو فرمایا اپنے اہل سے تم یہاں ٹھہرو میں آگ لا رہا ہوں۔"

امام حسین علیہ السلام نے کربلاء کی جانب نور دیکھا حالانکہ وہ مدینہ میں تھے تو انھوں نے اپنے اہل سے فرمایا کہ آؤ ہمارے ساتھ۔

اور جب مکہ میں امام حسینؑ سے سوال کیا گیا کہ اہل حرم کو کیوں لیجا رہے ہیں

تو جواب دیا کہ اللہ کی مشیت یہ ہے کہ انھیں قیدی دیکھے (یعنی اللہ کے علم میں یہ بات گزر چکی ہے کہ اہل حرم اسیر ہوں گے) اور دوسرے سوروں میں جو سورۂ طٰہٰ کے بعد میں ہے اس میں امام حسینؑ کے لئے خاص مناسبات ہیں۔ اسی لئے امام حسینؑ جب مدینہ سے چلے ہیں تو سورۂ قصص کی بعض آیات کی تلاوت فرمائی ہے۔ اور بعض آیتوں کی تلاوت مکہ میں داخل ہوتے وقت فرمائی ہے۔ اس کی تفصیل عنوان ہجرت میں بیان کرینگے۔ اور امام حسین علیہ السلام کے بعض اصحاب نے میدان قتال میں سورہ مومن کی بعض آیتوں کی تلاوت کی ہے۔ تفصیل عنوان شہداء میں آئیگی۔ اور ہمارا مقصد صرف امام حسین علیہ السلام اور واقعہ کی تطبیق ومناسبات قرآن مجید سے بیان کرنا ہے۔ اس لئے ہم نے بطور نمونہ تطبیقات کو پیش کیا ہے۔ اور ہم بیان کرتے ہیں بعض مناسبات کو جو دوسروں سوروں میں ہیں۔

پس ہم کہتے ہیں کہ قرآن مجید کی وہ سورتیں کہ جن کی ابتدا حروف مقطعات سے ہوتی ہے (مثلاً) طواسین اور حوامیم اور یٰس اور صٓ اور المٓص اور الٓمٓ اور قٓ اور نٓ کے جن کی تصویریں نقش میں تاثیرات (عظیمہ) رکھتی ہیں۔ اور ان میں اشارات ہیں نسبۃً اُن کے عدد کی طرف حساب جمل کے ساتھ۔ اور تاثیر ہے اُن کے حروف میں (یعنی مقطعات میں) اور اس میں اشارات ہیں اللہ کے اسماء کی طرف۔ اور اس میں ایسے رموز واسرار ہیں کہ کوئی شخص ہدایت نہیں پاتا ہے اس کی طرف (یعنی اس کے معانی ومطالب کو نہیں سمجھتا ہے) مگر اللہ کا برگزیدہ بندے جنکی طرف حروف مقطعات کے ذریعہ خطاب ہوتا ہے۔ (اس لئے کہ حروف مقطعات میں ایسے رموز واسرار مخفی ہے ہیں کہ ان حروف مقطعات کے ذریعہ سے حبیب ومحبوب کے درمیان گفتگو ہوتی) اور امام حسینؑ وہ ہیں کہ جن کے جسد مبارک میں حروف مقطعات ہیں کہ تلوار اور تیر کے زخم کے اثرات کی حالتیں ہیں۔ اس کے آحاد میں اور اس کے ثنائی میں اور اس کے ثلاثی میں اور اس کے رباعی میں اور اس کے خماسی میں۔ اور ہر ایک کیلئے ایک

ہیئت خاصہ ہے ۔ اور وہ رموز و اسرار میں عالم تسلیم و رضا میں ۔ اور کبھی بات ہوتی ہے ان رموز و اسرار کی طرف اس شخص کو جو حروف مقطعہ کے رموز و اسرار کی طرف ہدایت پا چکا ہے اوائل سوروں میں ۔ (یعنی حروف مقطعات اوائل سور میں ہوتے ہیں) اسی وجہ سے پیغمبرؐ خدا بوسہ لیتے تھے خصوصیت کے ساتھ امام حسین علیہ السلام کے بدن مبارک کے بعض مواضع کا ۔ اور کبھی بوسہ لیتے تھے تمام بدن کا اس وقت جبکہ امام حسینؑ تشریف لاتے تھے بزم پیغمبرؐ خدا میں تو امیر المومنین علی علیہ السلام سے فرماتے تھے کہ انہیں روک لو ۔ پس امیر المومنینؑ (حکم پیغمبرؐ خدا سے) امام حسین علیہ السلام کو روک لیتے تھے ۔ تو پیغمبر خدا بوسہ لیتے تھے جمیع مواضع حروف مقطعہ کا اور گریہ فرماتے تھے ۔

(یعنی امام حسینؑ کے سر مبارک کا بوسہ لیتے تھے اور گلے کو چومتے تھے، اور ہاتھوں کا بوسہ لیتے تھے اور سینۂ مبارک کا بوسہ لیتے تھے، اور پیشانی کو چومتے تھے وغیرہ وغیرہ)

اور مسبحات یعنی وہ سورے جن کی ابتدا میں ان چیزوں کا تذکرہ ہے جو اللہ کی تسبیح کرتی ہیں اور وہ مناسبات سے صفات الٰہیہ کے ہیں۔ جن کا ایک حصہ خداوند عالم نے امام حسینؑ کو دیا ہے۔ جیسا کہ ہم نے اس کو بیان کیا ہے عنوانات میں اختزانات الٰہیہ کے ۔

سورۂ مدثر امام حسین علیہ السلام کے لئے ہے۔ یعنی اس سورہ کے باطن (امام حسینؑ) ہیں۔ جیسا کہ نہیں جدا ہوتے ہیں امام حسینؑ اس سورہ کے معانی سے ظاہراً ۔ چنانچہ ارشاد باری ہے

" یا ایھا المدثر قم فانذر وربک فکبر "

" اے چادر اوڑھنے والے رسول اٹھو اور ڈراؤ اور پروردگار کی بزرگی بیان کرو "

اور بہ تحقیق کہ نبی مدثر ہیں ۔ اور مدثر یعنی نبی کریمؐ امام حسینؑ سے

ہیں۔ اور امام حسین ؑ نبی ؐ سے ہیں۔ (چونکہ امام حسین ؑ پیغمبر ؐ خدا سے ہیں اور پیغمبر ؐ خدا امام حسین ؑ ہیں اس لئے آیت شریفہ میں ظاہراً اور باطناً امام حسین علیہ السلام بھی مخاطب ہیں) لیکن فرق یہ ہے کہ جناب رسول ؐ خدا نے چادر اوڑھ کر کفار کو ڈرایا اور امام حسین ؑ نے خون کی چادر اوڑھ کر لشکر کفار کو ڈرایا اور اللہ کی بزرگی کو بیان فرمایا۔

سورۂ مزمل

اس سورہ میں امام حسین علیہ السلام سے بھی خطاب کیا گیا ہے۔ اس لئے کہ جس سے خداوند کریم نے خطاب فرمایا ہے (یعنی نبی کریم ؐ) وہ امام حسین ؑ سے ہیں اور امام حسین ؑ اُن سے ہیں۔ اور امام حسین ؑ اپنے خون کے ساتھ بھی مزمل ہیں۔ اور وہ وہ ہیں یعنی امام حسین ؑ جو کھڑے رہے قتال کی رات اور لشکر کفار کی ضلالت و گمراہی کو ظاہر کیا۔ اور فرمایا اُس رات کو حسرت کی رات اس لئے کہ لوگ امام ؑ کا دامن چھوڑ کر فرار ہو رہے ہو رہے تھے۔ اور حق کے نور کو واضح فرمایا۔ اور امام حسین ؑ کے اصحاب بھی مزمل ہیں جیسے کہ پیغمبر ؐ خدا کے اصحاب مزمل ہیں۔ جن کے حق میں پیغمبر ؐ خدا نے یوم احد فرمایا۔ "زملوهم بدمائهم"، کہ وہ لوگ اپنے لباس کے ساتھ اپنے خون میں ڈوبے ہوئے تھے۔ پس میں اُن کے حق میں شہادت دیتا ہوں۔

لیکن امام حسین علیہ السلام کے اصحاب کے لئے لباس باقی نہ تھے۔ اور وہ لوگ اپنے خون میں ڈوبے ہوئے تھے۔ (اور جلتی ہوئی ریت پر تین دن تک اُن کی لاشیں بیگور و کفن پڑی رہیں)۔

سورۃ الاقسام العظیمہ

یعنی وہ سورے جس میں اللہ نے عظیم شے کی قسمیں کھائی ہیں۔ اس کے بواطن منطبق ہوتے ہیں امام حسین ؑ پر اور آنحضرت ؑ کے حالات اور اُن کی شہادت پر۔ اور چہرے پر اور اُن کی روح پر۔ اور اُن کے جسد پر اور اُن کے قلب پہ اور آنحضرت ؑ کے اصحاب اور ان کے حالات پر۔ پس سُن تو جبکہ تم پہ تلاوت کی جائے اس سورہ میں سے (کسی

ایک سورہ کی)

والصّافات صفّا ، فالزّاجرات زجرًا ، فالتالیات ذکرًا

" قسم ہے صف باندھکر کھڑے ہونے والوں کی ، پھر قسم ہے جھڑکنے والوں کی ، پھر ذکر کی تلاوت کرنے والوں کی ــــ "

اس کے باطن منطبق ہوتے ہیں امام حسینؑ اور ان کے لشکر پر۔ اس لئے کہ اُن کی صفیں قتال (جہاد) میں تھیں اور اُن کی صفیں حمایت کیلئے تھیں ، (امامؑ عالی مقام کی) اور ان کی صفیں نماز میں تھیں ، اور اُن کی صفیں جسموں کے ساتھ تھیں جو خون آلود، گرم ریتا زمین کربلا پر پڑے تھے۔ اور اُن کی صفیں گردنوں کے ساتھ تھیں جو اپنے تن سے جدا کر گئے۔ اور اُن کی صفیں دفن میں تھیں۔ یہی وہ لوگ ایک حفیرہ (گنج شہیداں) میں دفن کیے گئے۔

" وَالفجرِ وَلیالٍ عشرٍ والشفع والوتر واللیل اذا یسر

قسم ہے صبح کی اور دس راتوں کی ، اور شفع اور وتر کی ، اور رات کی جبکہ وہ قریب ختم کے ہو ــ "

(اور امام) حسینؑ وہ فجر ہیں کہ جن کے ذریعہ ہدایت کے نور منکشف ہوئے۔ اور دس راتیں اُن کے مصائب کی ہیں۔ اور وہ یعنی امام حسین علیہ السلام اور اُن کے بھائی امام حسن مجتبیٰ " شفع " ہیں۔ (جیسا کہ روایت میں ہے) - اور وہ یعنی امام حسین اُس وقت فرد فرید کی حیثیت سے باقی تھے۔ اور فرد فرید ہیں نفس مطمئنہ کے اعتبار سے آخر میں اس سورہ کے کہ روح آنحضرتؐ کی پلٹی اپنے رب کی جانب۔ (یوم عاشورہ وقت عصر، اس لئے کہ ذات احدیت نے اُن کے نفس سے خطاب فرمایا تھا

" یا ایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الیٰ ربکِ ... الخ)

" والطور وکتاب مسطور فی رق منشور والبیت المعمور والسقف المرفوع والبحر المسجور "

قسم ہے طور کی اور پھیلی ہوئی جھلی میں لکھی ہوئی کتاب کی اور بیت المعمور کی

اور بلند کی ہوئی چھت کی اور بھرے ہوئے سمندر کی ۔"

پس طور محل شہادت امام حسینؑ ہے دو معنی کے اعتبار سے ۔ ظاہری اعتبار سے جیسا کہ حدیث میں ہے ۔ (کہ مقتل امام حسینؑ طور ہے) اور معنوی اعتبار سے (کہ امام حسینؑ نے اپنے مقتل سے اللہ سے باتیں کیں) ۔ اور " کتاب مسطور " امام مظلومؑ کا بدن شریف ہے ۔ (بلکہ امام حسینؑ قرآن مجید کا وجود خارجی تھے کہ سر تن میں جدا ہو گئی تھی مگر سر حسینؑ آیات قرآنیہ کی تلاوت کرتا تھا ۔ اور علق بریدہ سے بھی آیات قرآنیہ کی صدا آتی تھی) ۔ اور " بیت معمور " امامؑ عالی مقام کا سر مبارک ہے جو نیزہ پر بلند کیا گیا ۔ " والبحر المسجور " میدان کربلا ہے کہ جس دن قتال واقع ہوا ۔

" والنجم اذا ھوی ـــــــ قسم ہے ستارے کی کہ جس وقت وہ جھکا "

اس سورے میں کیفیت بیان ہوئی ہے امام حسینؑ کے گھوڑے سے گرنے کی ۔

" والضحیٰ ـــــــ قسم ہے ضحیٰ (نور) کی ۔"

ضحیٰ آنحضرت یعنی امام حسینؑ کے چہرۂ مبارک کا نور ہے ۔ یا امام عالی مقام وہ نور ہیں کہ جن کے ذریعہ اعلان ایمان ہوا ۔

" والسماءِ ذات البروج قسم ہے برجوں والے آسمان کی ۔"

وہ امام حسینؑ ہیں حقیقۃً ۔ اس لئے کہ آنحضرتؑ وہ آسمان ہیں جن کے لئے نو برج ہیں ۔ (یعنی نو۹ امام آنحضرتؑ کی ذریت میں ہیں) بلکہ امام حسینؑ کے لئے تیرہ ۱۳ برج ہیں ۔

" والسماء والطارق وما ادراک ما الطارق النجم الثاقب "

اور قسم ہے آسمان کی اور قسم ہے شب میں آنیوالے کی ۔ کیا تم نہیں جانتے کہ شب میں آنیوالا کون ہے ؟ وہ ایک جگمگاتا ہوا ستارہ ہے "

کہ جس کی روشنی سب آسمانوں سے پار ہو کر آسمان دنیا پر چمکتی ہے ۔ اور امام حسینؑ ایک نجم ثاقب ہیں کہ ان کے انوار زمین کے جگر کو چاک کر دیتے ہیں اور زمین کے ساتوں طبق کی تاریکیوں کو دور کرتے ہیں ۔

" والشمس وضحٰھا والقمر اذا تلٰھا والنھار اذا جلّٰھا "

"قسم ہے آفتاب کی اور اُس کے نور کی۔ اور قسم ہے چاند کی جو آفتاب کے پیچھے چلتا ہے۔ اور قسم ہے دن کی جبکہ خدا اُس (آفتاب) کو روشن کرے"

"الشمس" یعنی آفتاب امام حسینؑ کا چہرۂ مبارک ہے اس لئے کہ آنحضرتؐ شمس ہیں حقیقتاً۔ پس آفتاب کی شعاعیں غائب ہو جاتی ہیں جبکہ اس کے مقابل میں کوئی ابر کا ٹکڑا آجاتا ہے۔ اور وہ یعنی امام حسینؑ جن کا چہرۂ مبارک خاک و خون میں غلطاں تھا مگر نور میں ذرہ برابر کمی نہیں ہوئی۔ بلکہ امامؑ مظلوم کی نعش مبارک تین شبانہ روز مثل آفتاب کے چمکتی رہی۔

"والمرسلات عرفا قسم ہے فرشتوں کی اُن جماعتوں کی جو احکام معروف دے کر بھیجے گئے۔"

اور وہ ملائکہ متعلق ہیں امام حسینؑ سے (جو کئی مرتبہ احکام معروف لیکر آنحضرتؐ کے پاس نازل ہوئے)

"والنازعات غرقا قسم ہے بشدت جان نکالنے والے ملائکہ کی اور بہت نرمی سے روح کھینچنے والے ملائکہ کی۔"

اور وہ ارواح مطہرہ امام حسینؑ اور اُن کے اصحاب کی ہیں کہ ملائکہ اُن روحوں کو جنت میں لیجانے کے لئے ایک دوسرے پر سبقت کرتے تھے۔ (مگر روح کا قبض کرنے والا اللہ ہے جیسا کہ روایت ابی ذر میں ہے)۔

"والذاریات ذروا فالحاملات وقرا"

قسم ہے اُن ہواؤں کی جو بکھر کر اُٹھنے والی ہیں۔ پھر اُن ہواؤں کی جو بارش کے بادلوں کا بوجھ اُٹھاتی ہیں۔"

بعض تفاسیر میں ہے کہ یہ دونوں آیتیں متعلق ہوتی ہیں امام حسینؑ کے اصحاب اعدا اُن کے جہاد پر یوم طف۔ (یعنی وہ جہاد کے وقت ہوا سے باتیں کرتے تھے)

(سورہ) - والتین والزیتون قسم ہے تین کی اور زیتون کی"

* بعض روایت میں وارد ہوا ہے کہ تین سے مراد امام حسینؑ ہیں۔ (تفسیر صافی ص ۹۳۶)

"والعادیات ضبحًا ٥ فالموریات قدحًا ٥ فالمغیرات صبحًا ٥ فاثرن بہ نقعًا ٥ فوسطن بہ جمعًا ٥

قسم ہے سرپٹ دوڑنے والے گھوڑوں کی۔ پس پتھر پر ٹاپ مارکر آگ نکالے جاتے ہیں، پس صبح کے وقت چھاپہ مارتے ہیں تو اُس سے گرد وغبار بلند کرتے ہیں۔ پھر دشمنوں کے دل میں گھس جاتے ہیں۔"

اس سورے میں امام حسینؑ اور اُن کے اصحاب کے جہاد کی تعریف اور اُن کے گھوڑوں کی تعریف کی گئی ہے کہ جب وہ اپنے گھوڑوں کو دوڑاتے تھے تو اُن کی ٹاپوں سے آگ کی چنگاریاں نکلتی تھیں۔ امام حسینؑ اور اُن کے اصحاب دشمنوں کے دل میں گھس گئے۔

سورۂ قیامت کی کل آئتیں متعلق ہوتی ہیں قیامت اہلبیتؑ پر جو برپا ہوئی عاشور محرم کے دن۔ پس یہ قیامت ایک واقعہ عظیمہ ہے اور قارعہ ہے۔ یعنی حق و باطل میں فرق کرنے والی ہے۔ نیکوکار اور بدکار کے دلوں کو کھٹکھٹانے والی ہے۔ اور اس قیامت کا نام قارعہ اس لئے بھی ہے کہ اس دن نے لوگوں کے حواس کو پریشان کر دیا۔ اور ثوابت وسیارہ کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور وہ دن حقیقت میں چیخ و پکار کا دن ہے اور کانوں کو کھٹکھٹانے کا دن ہے حقیقتاً۔ اور حقیقت میں یہ ایک بڑی مصیبت کا دن ہے۔ جو ہر مصیبت سے بالاتر ہے۔ اور یہ قیامت زمین کو زلزلہ میں لانے والی ہے۔ اور اس قیامت کا نام غاشیہ ہے۔ جس کے بارے میں خداوند عالم کا ارشاد ہے "هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ" آیا تمھارے پاس ڈھانپنے والی مصیبت کا ذکر بھی پہونچا ہے۔ پس کیا اس مصیبت کے دن کی خبر تمھارے پاس نہیں پہونچی کہ جو حدیث میں متحقق ہو چکی ہے۔ اور وہ دن عاشورۂ محرم ہے۔

"اذا السماء انشقت و اذا السماء انفطرت اے میرے حبیب اُس وقت کو یاد کرو جب آسمان شق ہو جائیگا۔ اور اُس وقت کو یاد کرو جب آسمان پھٹ جائیگا کہ جب امامؑ مظلوم کے سرِ مبارک پر تلوار کی ضرب لگے گی۔"

" واذا النجوم انکدرت و اذا الشمس کورت "
اور اُس وقت کو یاد کرو جب کہ تاروں کی روشنی جاتی رہے گی،
اور سورج کی روشنی لپیٹ دی جائیگی ___ "

اور یہ دونوں آئتیں منطبق ہوتی ہیں۔ یوم عاشورہ پر تکویر شمس ظاہری کے اور شمس باطنی کے ظاہراً اور باطناً۔ یعنی شمس باطنی حضرت امام حسین علیہ السلام کے سر و تن میں جدائی ہو گئی تھی۔ اور شمس ظاہری آفتاب گہن میں تھا۔ ہر ایک کی تفصیل ہم نے بیان کی ہے کتاب " روضات الجنات " میں۔

سورۂ قدر امام حسین علیہ السلام کے لئے ہے۔ اس لئے کہ شب قدر کے فضائل امام حسین علیہ السلام کے حق میں ثابت ہو چکے ہیں۔ جیسا کہ اس کی تفصیل آئیگی عنوان میں آنحضرتؐ کے خصائص کے جو متعلق ہیں قرآن شریف سے۔

سورۂ اخلاص و توحید (یعنی سورۂ قل ہو اللہ احد) سے امام حسین علیہ السلام کو ایک خاص نسبت حاصل ہے۔ وہ یہ کہ امامؑ عالیمقام نے ظاہر فرمایا توحید حقیقی کو خارج میں۔ اور وہ توحید علاقہ خاص رکھتی ہے امامؑ عالیمقام کے قلب سے۔ (یعنی امامؑ مظلوم نے اپنے قلب کو شوائب دنیوی سے خالی کر لیا تھا۔ سوائے خالق کی محبت کے آنحضرتؐ کے قلب میں غیر کی محبت نہ تھی۔) پس گویا امام حسین علیہ السلام اس صفت میں وحدہ لاشریک ہیں ___ اس کے لئے ایک بیان و تفصیل ہے۔ (نویں عنوان میں جس کا تذکرہ آئیگا)

سورۃ الجحد کے معنی دین کفار سے انکار کرنے کے ہیں۔ چنانچہ ارشاد باری ہے .. قل یا ایہا الکافرون لا اعبد ما تعبدون " اے رسول تم کہدو کہ اے کافرو! تم جس کی عبادت کرتے ہو میں اُس کی عبادت نہ کروں گا " اور وہ (یعنی امام حسین علیہ السلام نے) ظاہر فرمایا انکار کو اہل نفاق اور اہل خلاف سے۔ اور اُن سے تبرا کیا۔ (اہل خلاف و اہل نفاق سے تبرا کیا) اور اُن سے یہ فرمایا " لکم دینکم ولی دین " " تمہارا دین تمہارے لئے

ہے اور ہمارا دین ہمارے لئے ہے۔

سورۃ المعوذتین (یعنی قل اعوذ برب الناس و قل اعوذ برب الفلق) یہ دونوں سورے نازل ہوئے امام حسینؑ اور اُن کے بھائی امام حسنؑ مجتبیٰ کی حفاظت کے لئے۔ جیسا کہ روایت صحاح عامہ میں ہے۔

العنوانُ التاسع

(نواں عنوان)

امام حسین علیہ السلام کے اُن خصائص کے بیان میں جن کا تعلق بیت اللہ سے ہے۔ اور اس میں چند مطالب ہیں۔

۱۔ **پہلا مطلب**۔ امام حسین علیہ السلام حقیقتاً بیت اللہ ہیں۔

۲۔ **دوسرا مطلب**۔ امام حسین علیہ السلام نے بیت اللہ کی خصوصی تعظیم کی تو خداوند عالم نے اس کے عوض میں امام حسین علیہ السلام کیلئے ایسے احترامات قرار دیئے ہیں جو بیت اللہ کے احترامات و فضائل کے مساوی ہے۔

و نیز مخصوص کیا امام حسین علیہ السلام کو ایسے احترامات و فضائل سے جو خانہ کعبہ کے احترامات و فضائل سے زیادہ ہیں۔

۳ـ تیسرا مطلب۔ حج و عمرہ کے مقابلہ میں خداوند عالم نے امام حسینؑ کی زیارت میں خاص تاثیر رکھی ہے۔ زیارت امام حسینؑ حج کی زیارت میں منجانب خالق تاثیر خاص کا ہونا سر معنوی اور نکتۂ عجیب و لطیف کی بنا پر ہے۔

پہلا مطلب

اس بیان میں کہ امام حسینؑ بیت اللہ حقیقی ہیں۔

معلوم ہونا چاہیئے کہ خداوند عالم کو مکان کی احتیاج نہیں نہ وہ کسی جگہ یا جسم میں حلول کرتا ہے۔ نہ اس کے لئے مکان کی ضرورت ہے نہ وہ کسی جگہ اپنا مسکن بناتا ہے۔ مگر مکان کا اس کی طرف منسوب و متصف ہونا کہ یہ اللہ کا گھر ہے، صرف مقام کی شرافت و فضیلت کی بنا پر ہے۔ اس حیثیت سے کہ اسے اپنی عبادت کا محل و مقام قرار دیا ہے۔ یا کسی مقام کو اپنی طرف اس لئے منسوب کیا ہے کہ وہاں کثرت سے اس کی (خداوند عالم کی) عبادت کی جاتی ہے۔ یا کسی مقام کو اپنی طرف اس لئے منسوب کر لیا ہے کہ اس مقام پر عبادت کرتے میں اس کی طرف (خداوند عالم کی طرف) توجہ زیادہ ہوتی ہے۔ یا کسی مقام کو اپنی طرف اس لئے منسوب کر لیا ہے کہ وہ جگہ کسی مقام عبادت کے محاذی واقع ہے۔ یا کسی مقام کو اس لئے اپنی طرف منسوب کر لیا ہے کہ اس مقام پر خداوند عالم کا فیض خاص نازل ہوتا ہے۔ یا کسی مقام کو اپنی طرف اس لئے منسوب کر لیا ہے کہ اس جگہ دشوار گذار منزلیں طے کرنے کے بعد پہونچا جاتا ہے تو ایسی جگہ جانے میں جب اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کا ارادہ ہوتا ہے

تو نیت خالص ہوتی ہے اس میں ریا کا دخل نہیں ہوتا ہے۔ اور یہ تمام باتیں بیت اللہ (مکہ معظمہ، اللہ اُس کے شرف کو زیادہ کرے) کو حاصل ہیں۔

(اس لئے اُس نے اس بیت کو اپنی طرف منسوب کرلیا ہے اور اس کا نام "بیت اللہ" رکھا ہے)

اور چونکہ بعض خصوصیات جس کی بنا پر کسی مقام کو خداوند عالم نے اپنی طرف منسوب کرلیا ہے مساجد میں بھی پائے جاتے ہیں۔ اور اُن گھروں میں بھی جنھیں اپنی طرف منسوب کرلیا ہے۔ (فی بیوتٍ اذن اللہ ان یرفع ویذکر فیھا اسمہٗ) پائے جاتے ہیں۔ جن کی نسبت اللہ نے حکم دیا ہے کہ اُن کی تعظیم کی جائے اور اُن میں اُس کے ذکر کو بلند کیا جائے۔ اور تمام مقامات (بیت اللہ) اللہ کے بیت ہیں۔ مگر بیت ظاہری ہیں۔

اور بیت باطنی (بیت اللہ الحقیقی) وہ ہے جس کی طرف حدیث قدسی میں اشارہ ہے لا یسعنی ارضی ولا سمائی ولکن یسعنی قلب عبدی المومن "میری گنجائش نہ میری زمین میں ہے نہ میرے آسمان میں، اگر ہے تو قلب مومن میں"

اور خداوند عالم نے وحی کی جناب داؤدؑ کی طرف کہ اے داؤدؑ میرے لئے ایک مکان خالی کرو جس میں میں سکونت اختیار کروں۔ جناب داؤدؑ نے فرمایا کہ پروردگارا تو تو مسکن سے بزرگ و برتر ہے (اور تجھے مکان کی تو احتیاج نہیں ہے) تو جناب داؤدؑ کی طرف وحی ہوئی "فرّغ قلبك" اپنے قلب کو میرے لئے شوائب دنیوی سے خالی کرو"۔

پس وہ قلب جس میں سوائے خالق کی محبت کے کسی دوسرے کی محبت نہ ہو وہ بیت اللہ ہے[1] پس مومن کامل کا قلب بیت اللہ حقیقی ہے۔ کیونکہ قلب مومن کامل اللہ کے علاوہ تمام تعلقات سے خالی ہے۔ پس اس قلب میں سوائے خالق کے نہ کوئی

---

[1] عوالی اللئالی یقینیہ ابن ابی الجمہور ۔ اسرار الشہادۃ آقائے دربندی ص ۳۲۵ ۔

فکر ہے نہ ذکر ہے نہ قصد و ارادہ ہے۔ پس جب ایسا قلب ہو تو نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ (یعنی مومن کامل) نہیں دیکھتا ہے مگر اللہ کو۔ اور نہیں سنتا ہے مگر اللہ کی باتوں کو۔ اور یہ ایک معنی ہے اُس قول کا جو حدیث قدسی میں ہے کہ[۱] حتیٰ اکون سمعہ الذی یسمع بہ و بصرہ الذی یبصر بہ ۔۔ یہاں تک کہ میں اُس کا کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اُس کی آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے کہ وہ دیکھتا ہے۔ اور جب آپ کو تحقیق ہو گئی کہ خداوند عالم کا بیت حقیقی کون ہے۔ اور آپ نے غور و خوض کر لیا تو آپ پر ظاہر ہو گا کہ اللہ کا سب سے بڑا بیت حقیقی قلب سیدنا امام حسینؑ ہے۔ اس لئے کہ امام حسینؑ نے حقیقۃً اپنے قلب کو اللہ کے لئے خالی کر دیا تھا اور قلب میں سوائے اللہ کے علاقے (تعلق) کے اور کوئی دوسرا علاقہ نہ تھا۔ یہاں تک کہ وہ علاقے بھی نہ تھے جن کا اللہ کے علاقے کے ساتھ رکھنا منافی نہیں ہے۔ (جیسے اللہ کی محبت کے ساتھ اپنے بچوں کی محبت) اس لئے کہ تمام شئے سے علاقہ کا ختم کر دینا اللہ کے لئے خصوصاً جبکہ تمام شئے سے علاقہ بہت زیادہ ہے دلیل ہے اس بات کی اللہ کے ساتھ علاقہ بہت زیادہ ہے۔ اور اُن تمام علاقوں کو ختم کر دینا اس بات کی دلیل ہے کہ اب تعلق صرف اللہ سے ہے۔ اور شریعتیں اس پر قائم ہیں (کہ مخلوق کو خالق سے تعلق رکھنا چاہیے۔ اس لئے عبادتیں فرض کی گئیں ہیں جو ذریعہ تقرب ہیں) اور کسی شخص کا دیندار ہونا اور تدین میں ارتقا منحصر ہے اللہ کے لئے تمام علائق کو ختم کرنے میں۔ اسی طرح تدین میں ارتقا منحصر ہے تمام علائق کو اللہ کے لئے ختم کرنے میں۔ یعنی جس مقدار میں اللہ کے علاقہ کے علاوہ تعلقات (شوائب دنیوی) کو منقطع کیا جائے اسی مقدار سے تدین میں ارتقا ہو گا۔ اور درجات کا اختلاف (کہ تدین میں کون کس درجہ پر ہے) منحصر ہے علاقوں کے اختلاف پر کہ خداوند عالم سے بندہ کا کتنا گہرا تعلق ہے یا کمزور تعلق ہے۔ اور اس بات پر منحصر ہے کہ اللہ کے لئے بندے نے تمام علائق کو کتنی مقدار میں زمانہ کے

---

[۱] کلمات مکنونہ ۔۔ محسن فیض کاشانی ص ۱۱۳۔

لحاظ سے ترک کیا ہے۔ یا اللہ کے حکم پر عمل کرنے کے لئے کیفیت کے لحاظ سے کن کن حالات میں اللہ کے لئے تمام علاقوں کو ختم کر دیا ہے اور صرف اُس سے تعلق قائم کیا ہے۔ اور جب تمہیں معلوم ہو گیا کہ کس کا قلب بیت اللہ کس طرح ہو سکتا ہے۔

تو جانو تم کہ جب امام حسین ؑ کی طرف خاص حکم الٰہی متوجہ ہوا جو صحیفۂ الٰہیہ میں تھا کہ اشرِ نفسکَ لِلّٰہِ اے حسین ؑ اپنے نفس کو اللہ کے لئے فروخت کر دو تو امام حسین ؑ نے اپنی ہجرت سے جو مدینہ سے مکہ (شریف) تک تھی۔ پھر مکہ (معظمہ) سے کربلا (معلّی) تک تھی اس حکم خاص (اشر نفسک للّٰہ) پر عمل کرنے کا قصد کر لیا۔ اس عزم کے ساتھ کہ جو مصائب اس حکم خاص کے امتثال میں اُٹھانا پڑیں گے اُن کو قربۃً الی اللہ برداشت کروں گا۔ پس امام حسین ؑ نے ابتدائے ہجرت سے نیت کر لی تھی کہ تمام مصائب کو برداشت کروں گا۔ اور اُس پر اپنے نفس کو آمادہ کر لیا تھا۔ بلکہ امام علیہ السلام مکہ میں تھے تب ہی نیت کر لی تھی کہ اس حکم خاص (اشر نفسک للّٰہ) پر عمل کرنے میں اپنے اعضا کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جانے کو بھی گوارا کر لوں گا اور اس پر اپنے نفس کو آمادہ کر لیا تھا۔ اور مدینہ میں اس بات کی نیت کر لی تھی کہ اس حکم پر عمل کرنے میں اپنے اصحاب و اولاد و اہلبیت ؑ کے ذبح ہو جانے کو برداشت کر لوں گا۔ بلکہ مدینہ میں ہونے والے واقعہ کو اور اُس کی جگہ کو جناب اُم سلمہ ؓ کو دکھا دیا تھا۔[۱]

اور امام حسین علیہ السلام نے اپنے قلب کو خالی کر دیا تھا اُن علائق سے جو وطن سے یا دیار سے یا مکانات سے ہوا کرتے ہیں۔ اور اُس تعلق سے جو اموال سے ہوتا ہے یہاں تک کہ اُس تعلق سے بھی اپنے قلب کو خالی کر دیا تھا جو انسان کو لباس سے یا سلطنت سے راحت و آرام سے، ریاست سے ہوا کرتا ہے۔ اور اُس تعلق سے بھی اپنے قلب کو فارغ فارغ کر دیا تھا جو انسان کو عیال سے، اطفال سے، اولاد سے، بھائیوں سے، گھرانے سے، اصحاب و احباب سے ہوا کرتا ہے۔ پس اُن کو (اپنے اصحاب و اطفال و اخوان کو

---

[۱] ملاحظہ ہو مشارق الانوار شیخ رجب علی برسی۔ ناسخ التواریخ جلد ۶ - ص ۱۶۱۔

اپنی شہادت سے پہلے ہی تاکہ قلب علائق سے فارغ ہو جائے) اپنے سامنے ذبح ہونے کے لئے ملت کی قربانگاہ میں پیش کر دیا۔ اور دنیا کی تمام اشیاء سے اپنے تعلق کو قطع کر لینا یہانتک کہ پانی سے بھی اپنے تعلق کو قطع کر لیا۔ بلکہ پانی کے ایک قطرے سے بھی جس کا تعلق محتضر سے ہوا کرتا ہے قطع کر لیا۔ (یعنی حالت احتضار میں بھی امام حسین علیہ السلام کے حلق میں ایک قطرہ پانی کا نہ گیا) اور اس تعلق سے بھی اپنے قلب کو فارغ کر لیا تھا جو بدن کو سر سے یا بدن کو اجزائے بدن سے یا بدن کو ہڈی، گوشت، خون سے یا بدن کو اس کے اجزاء کے اتصال سے ہوا کرتا ہے۔ اور اس تعلق سے بھی اپنے قلب کو فارغ کر لیا جو بدن کی صورت و ترکیب و ہیئت کو باقی رکھتا ہے یہانتک قطع کر دیا اپنے قلب کے اس علاقہ کو جو صورت قلب اور خون دل سے ہوا کرتا ہے۔ بس چھد گیا قلب امام حسینؑ زہر آلود سہ شعبہ تیر سے جو ان کے سینۂ مبارک پر لگا تھا۔ اور خون جاری ہوا۔ اور اس خون کو امامؑ نے اپنے ہاتھ میں لیا۔ اور اپنے سر اور اپنی ریش مبارک پر ملا۔ جیسا کہ زیارت کی عبارت میں ہے ".. بذل مهجته فیک .." (پروردگارا امام حسینؑ نے تیری رضا کے لئے اپنے خون دل کو صرف کر دیا)۔

تو جب امام حسینؑ نے راہ خدا میں اپنے قلب ظاہری کے خون کو صرف کر دیا اور اپنے قلب کے تمام علائق اور اس کے خون کو راہ خدا میں خرچ کر دیا۔ تو ضروری ہے کہ امام حسینؑ کا قلب معنوی خالص ہو گیا اللہ کے لئے اور فارغ ہو گیا اللہ کے علاوہ تمام اشیاء سے۔ (اور جب تمام اشیاء کی محبت اور تعلق سے قلب امام حسینؑ فارغ و خالی ہو گیا تو تحقیقی نقطۂ نظر سے) تو بیت اللہ حقیقی ہو گیا۔ (یعنی مرتبہ میں بیت اللہ الاکبر ہو گیا)

" ولله علی الناس حج البیت من استطاع الیه سبیلا "
تو اب لوگوں پر رضائے الٰہی کے لئے اس بیت (امام حسینؑ) کا حج کرنا لازم ہے۔ جنھیں وہاں پر پہونچنے کی قدرت و استطاعت ہے۔

اس تحقیق کے بعد کہ قلب امام حسین علیہ السلام بیت اللہ ہے ظاہر ہو گیا مفہوم معصومؑ کے اس قول کا کہ

"من زار الحسینؑ کمن زار اللہ فی عرشہ۔ جس نے امام حسینؑ کی زیارت کی وہ اُس شخص جیسا ہے جس نے خداوند عالم کی زیارت اُس کے عرش پر کی۔" [1]

نوٹ :۔ شبہ نہ ہونا چاہیئے کہ جب قلب امام حسین علیہ السلام بیت اللہ ہے تو حدیث کا مطلب یہ ہوگا کہ من زار الحسینؑ کمن زار اللہ فی بیتہٖ "جس نے امام حسینؑ کی زیارت کی وہ اُس شخص جیسا ہے جس نے خداوند عالم کی زیارت اُس کے گھر میں کی ہے" اس لئے کہ بیت و عرش میں کوئی فرق نہیں ہے۔ صرف بیت کی طرف نسبت ذاتی ہوا کرتی ہے اور عرش کی طرف نسبت سرکاری ہوا کرتی ہے۔

چونکہ زائر امام حسین علیہ السلام کے لئے خداوند عالم کی طرف سے پروانۂ دخول جنت ملتا ہے۔ اس لئے معصومؑ نے فرمایا کہ جس شخص نے امام حسین علیہ السلام کی زیارت کی گویا اُس نے خداوند عالم کی زیارت اُس کے عرش پر کی۔

---

[1] کامل الزیارات باب ۵۹ ۔ ص ۱۴۷۔

المطلب الثانی

دوسرا مطلب

چونکہ بیت عتیق (حضرت امام حسین علیہ السلام) نے مخصوص طور سے خانۂ کعبہ کی تعظیم کی ہے اس لئے اللہ سبحانہٗ تعالیٰ نے امام حسینؑ کو خانۂ کعبہ کی خصوصیات کچھ زیادتی کے ساتھ عنایت کیا جس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

امام حسین علیہ السلام (مدینہ سے ہجرت کرکے) ۳ر شعبان المعظم[1] یوم جمعہ مکۂ معظمہ (زادہا اللہ شرفہا) میں وارد ہوئے۔ موسم حج تک (ماہ ذی الحجہ) وہیں مقیم رہے۔ اور حج یا عمرہ تمتع کا احرام باندھا۔ اور جب امامؑ کو یہ معلوم ہوا کہ یزید لعین نے بنی اُمیہ کے شیاطین میں سے تیس نفر کو میرے قتل کیلئے بھیجا ہے تاکہ لوگ مجھے (امام حسینؑ کو) دھوکے سے قتل کردیں۔ دیز یزید لعین نے ایک لشکر (امام حسینؑ کی) گرفتاری کے لئے عمر بن سعید بن عاص کی ماتحتی میں بھیجا ہے تو امام حسین علیہ السلام اپنے حج کے احرام سے محل ہوگئے اور عمرہ مفردہ کا احرام باندھا اور مکہ معظمہ سے یوم ترویہ یا یوم عرفہ مصمم کوچ کرنے کا ارادہ کرلیا۔ اور اُس رات جس کی صبح امامؑ کوچ کرنے والے تھے اُن کے پاس محمد بن حنفیہ (جو امام حسینؑ کے پدری بھائی تھے) تشریف لائے۔ اور امامؑ سے کہا کہ اے بھائی آپ اہل کوفہ کے غدر اور بیوفائی سے جو اُنھوں نے آپ کے والد بزرگوار اور برادر نامدار امام حسنؑ مجتبیٰ کے ساتھ کیے ہیں بخوبی واقف ہیں

---

[1] ناسخ التواریخ ج ۶ ص ۱۶۲۔

مجھے خوف ہے کہ کہیں آپ کا حال بھی ویسا ہی ہو جیسا کہ ان لوگوں کا ہوا جو آپ سے پہلے گذر چکے۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو یہیں قیام فرمائیں۔ کیونکہ آپ زیادہ عزیز ہیں اُن تمام لوگوں سے جو حرم میں ہیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا کہ اے بھائی مجھے خوف ہے کہ مجھکو یزید بن معاویہ حرم میں قتل کرا دیگا۔ تو میں ہی وہ ہوں جس کی وجہ سے حرمت اس بیت کی ضائع کی جائیگی۔

محمد بن حنفیہ نے فرمایا کہ اگر آپ کو اس بات کا خوف ہے تو ملک یمن تشریف لیجایئے یا کسی جنگل میں چلے جایئے۔ کیونکہ آپ وہاں زیادہ محفوظ رہیں گے۔ اور کوئی آپ کے قتل کرنے پر قادر نہ ہوگا۔

امام ؑ نے فرمایا کہ میں تمہارے معروضات پر غور کروں گا۔ مگر جب صبح ہوئی تو امام حسین علیہ السلام مکہ سے روانہ ہوگئے۔ جب محمد حنفیہ کو امام ؑ کی روانگی کی اطلاع ہوئی تو امام ؑ کے پاس آئے۔ اور امام ؑ کے ناقہ کی مہار پکڑلی اور کہا کہ اے بھائی کیا آپ نے میرے معروضات پر غور کرنے کا وعدہ نہیں فرمایا تھا۔ امام ؑ نے فرمایا کہ بیشک میں نے تمہارے معروضات پر غور کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ محمد بن حنفیہ نے کہا کہ پھر کس چیز نے آپ کو اتنا جلد روانگی پر آمادہ کیا۔ امام ؑ نے فرمایا کہ جب میں تم سے جدا ہوا تو رسول ؐ اللہ خواب میں تشریف لائے اور فرمایا کہ اے حسین ؑ یہاں سے چلو۔ اس لئے کہ خداوند عالم تمکو شہید دیکھنا چاہتا ہے۔ امام ؑ کے کلام کو سنکر محمد بن حنفیہ نے اپنی زبان پر کلمۂ استرجاع اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ جاری فرمایا اور کہا کہ جب آپ اس عالم میں سفر کر رہے ہیں تو اپنے ساتھ مخدراتِ عصمت وطہارت کو کیوں لیجا رہے ہیں؟ امام ؑ نے فرمایا کہ اللہ کی مشیت یہ ہے کہ انھیں قیدی دیکھے۔ اور اپنے بھائی محمد بن حنفیہ سے یہ بھی فرمایا کہ اے بھائی اگر میں کسی جانور کے سوراخ میں بھی چلا جاؤنگا تو یہ لوگ ان بنی امیہ مجھے وہاں سے نکال لینگے اور قتل کرینگے ——— پھر

عبداللہ ابن زبیر، عبداللہ ابن عباس اور عبداللہ ابن عمر امام حسین علیہ السلام کے پاس آئے اور انہیں سفر عراق سے منع کیا۔ تو امام حسین ؑ نے عبداللہ ابن زبیر کو جواب دیا کہ مجھے یہ پسند نہیں ہے کہ میری وجہ سے خانۂ کعبہ کی ہتک و حرمت ہو۔ اور ابن عمر کو اپنے کلام سے جواب دیا جس میں دنیا کی مذمت کا ذکر تھا اور بنی اسرائیل کا جو شغل تھا طلوع فجر سے طلوع آفتاب کے درمیان ستر نبیوں کو قتل کرتے تھے ذکر تھا۔

اور ابن عباس کو یہ جواب دیا کہ مجھے رسول اللہ نے ایسے امر پر مامور کیا ہے جسے میں کروں گا۔ امام ؑ کے جواب کو سُنکر سب نے امام ؑ کو وداع کیا اور رخصت ہوگئے۔ اور ابن عمر نے کہا اے حسین ؑ اُس جگہ کو آپ ظاہر کیجئے جس کا بوسہ رسول اللہ لیتے تھے۔ امام ؑ نے اپنے شکم مبارک سے لباس ہٹایا۔ ابن عمر نے بوسہ لیا ——— اس کے بعد امام حسین ؑ عراق کی جانب روانہ ہوگئے۔ [1]

(مصنف فرماتے ہیں) اے عارف و بصیر غور کر فعل میں اس امام جلیل کے اور ان کے اس قول میں کہ میں ڈرتا ہوں کہ میری وجہ سے ضائع ہو جائے حرمت خانۂ کعبہ کی۔ (اور غور کر) کہ کس طرح اپنے رب کی جلالت کی تعظیم کی ہے۔ اور اُس کی عظمت و جلالت کی بقا کی نگرانی و حفاظت اس طرح کی ہے کہ وہ تمام مصائب جو اُن پر واقع ہونے والے تھے راضی ہوگئے۔ مگر اس پر راضی نہ ہوئے کہ وہ قرب بیت اللہ میں جسکو اللہ نے شرافت و بزرگی عنایت کی ہے اور محترم قرار دیا ہے شہید کئے جائیں۔ (کیونکہ اگر امام حسین ؑ کی بیت اللہ میں شہادت ہو جاتی تو ہمیشہ کیلئے بیت اللہ کا احترام ختم ہو جاتا اور پھر بیت اللہ کبھی بھی کسی کیلئے امن نہیں ہو سکتا تھا۔ اور اور امام ؑ جلیل نے جو بیت اللہ کا خصوصی احترام کیا ہے اس پر تامل کرو) — حالانکہ امام حسین ؑ مرتبہ میں بیت اللہ سے اعظم و اشرف و بزرگ ہیں۔ اسی لئے تو خداوند عالم نے یوم عرفہ زوار امام حسین ؑ کی طرف نظر رحمت کرنا قرار دیا ہے قبل اس کے

---

[1] ملاحظہ ہو ناسخ التواریخ جلد ۶۔ از ص ۱۶۴ تا ص ۱۶۶۔

کہ وہ نظر کرے اہل عرفان کی طرف[1] اور چونکہ امام حسین علیہ السلام نے خانۂ کعبہ کی خصوصی تعظیم کی ہے اس لئے ثابت ہو گئیں امام حسینؑ کے لئے تمام وہ خصوصیات جو خانۂ کعبہ کے لئے اللہ نے مخصوص کی ہیں - اور تمام وہ کرامات امام حسینؑ کیلئے ثابت ہو گئے - جس سے اللہ نے خانۂ کعبہ کو مشرف و مکرم کیا تھا -

اب ہم خانۂ کعبہ کے خصائص و فضائل میں سے پچاس فضیلت کو لکھتے ہیں پھر ہم موازنہ کرینگے امام حسینؑ سے -

(۱) خانۂ کعبہ کی پہلی فضیلت

خانۂ کعبہ پہلا گھر ہے جو لوگوں کیلئے بنایا گیا ہے - اس سے پہلے کوئی گھر نہیں بنایا گیا - چاہے وہ مساجد ہوں ، یا مقامات مقدسہ - (قرآن مجید کے چوتھے پارہ میں یہ آیت خانۂ کعبہ کے فضائل میں ہے « اِنَّ اَوّلَ بیتٍ وضع للناس للذی ببکۃ مبارکاً وھدیً للعالمین فیہ اٰیاتٌ بیّناتٌ مقام ابراھیم ومن دخلہ کان اٰمناً وللّٰہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلاً ومن کفر فانّ اللہ غنیٌّ عن العالمین »

« لوگوں (کی عبادت) کے لئے جو گھر سب سے پہلے بنایا گیا (تو یقیناً یہی کعبہ) ہے جو کہ مکہ میں ہے - بڑی خیر و برکت والا - اور سارے جہان کے لوگوں کے لئے ہدایت ہے - اس میں (حرمت) کی بہت سی واضح و روشن نشانیاں ہیں - (منجملہ ان کے) مقام ابراہیم ہے - اور جو اس گھر میں داخل ہوا امن میں آگیا - اور لوگوں پر واجب ہے کہ محض خدا کیلئے خانۂ کعبہ کا حج کریں - جن میں وہاں تک پہونچنے کی استطاعت و قدرت ہو - »

---

[1] ملاحظہ ہو مفاتیح الجنان -

(امام حسین علیہ السلام کی فضیلت) امام حسینؑ اس حیثیت سے کہ وہ نبیؐ سے ہیں اور نبیؐ اُن سے ہیں پہلے بیت اور پہلا گھر ہیں جو لوگوں کیلئے بنائے گئے ہیں۔ اس لئے کہ اول مخلوقات نور نبیؐ ہے۔ اور امام حسینؑ اپنے جد اپنے والد اپنی ماں، اپنے بھائی کے نور کے ساتھ قبل زمین و آسمان کی خلقت کے پیدا ہوئے۔ پس وہ اول بیت ہیں جو لوگوں کے لئے اور ملائکہ اور جمیع مخلوقات الٰہی کیلئے بنائے گئے ہیں۔ (پس امام حسینؑ کے ذریعہ سے معرفت باریؑ اور معرفت نبیؐ حاصل ہوتی ہے اور انھیں کے ذریعہ سے ایمان ملتا ہے۔ اور انھیں کے ذریعہ سے خالق کی عبادت کی جاتی ہے۔ انھیں کے ذریعہ سے نجات آخروی حاصل ہوتی ہے)۔

(۲) خانۂ کعبہ کی دوسری فضیلت

خانۂ کعبہ ارض مکہ پر واقع ہے اور مقام مکہ اشرف ہے مواضع کے اعتبار سے۔

(فضیلت امام حسینؑ) امام حسینؑ اشرف ہیں نسب اور مدفن دونوں اعتبار سے۔ اس لئے کہ ان کا نسب رسول اللہؐ سے ملتا ہے۔ اور اُن کا مدفن کربلا ہے جو اشرف ہے مواضع کے اعتبار سے۔ یعنی زمین کربلا تمام زمینوں سے افضل ہے۔ اور ظاہر ہوتا ہے اُس کی گفتگو سےلہ جو کربلا اور خانۂ کعبہ کے درمیان واقع ہوئی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ زمین کربلا مرتبہ میں خانۂ کعبہ سے بلند ثابت ہوئی۔ (زمین کربلا کی تیئس ۲۳ خصوصیتیں عنوان سابق میں گذر چکیں)

(۳) خانۂ کعبہ کی تیسری فضیلت

خداوند عالم نے اپنے خلیلؑ جناب ابراہیمؑ کو حکم دیا کہ خانۂ کعبہ اپنے ہاتھ سے بنائیں۔ پس خانۂ کعبہ کو جناب ابراہیمؑ خلیل خدا کے ہاتھوں نے بنایا ہے۔

لہ خانۂ کعبہ و زمین کربلا کے درمیان جو گفتگو ہوئی ہے اُس کی تفصیل آگے آئیگی۔

فضیلت امام حسینؑ۔ امام حسین علیہ السلام کا گوشت و خون، حبیب خدا صلعم کے گوشت و خون سے اُگا ہے[1] جو مرتبہ کے لحاظ سے اعلیٰ ہیں خلیلؑ خدا سے۔

(۴) خانۂ کعبہ کی چوتھی فضیلت

خداوند عالم نے خانۂ کعبہ کو اُس کے زوّار اور مجاورین کے لئے مبارک قرار دیا ہے۔

فضیلت امام حسینؑ۔ امام حسین علیہ السلام ذو برکت الٰہیہ[2] ہیں۔ یعنی امام حسینؑ ایسی برکت الٰہی کے منبع ہیں۔ اس جہت سے کہ جتنے فیوضات ربّانیہ لوگوں پر وارد ہوتے ہیں وہ امام حسینؑ کے سبب سے ہوتے ہیں۔ (پس وہ لوگ جن پر فیوضات ربّانیہ نازل ہوتے ہیں) اُن میں سے بعض وہ ہیں جو جنت میں داخل ہوئے امام حسینؑ کے سامنے شہید ہو کر۔ اور اُن میں سے بعض وہ ہیں جو امامؑ کے مصائب پر گریہ کر کے داخل جنت ہوں گے۔ اور بعض اُن میں سے وہ ہیں جو امامؑ کی عزا قائم کر کے داخل جنت ہوں گے۔ اور اُن میں سے بعض وہ ہیں جو امامؑ پر لوگوں کو رُلا کر داخل جنت ہوں گے۔ اور بعض اُن میں سے وہ ہیں جو امامؑ کے مصائب کو سنتے وقت رونے والوں کی صورت بنا کر داخل جنت ہوں گے۔ اور اُن میں سے بعض وہ ہیں جو پانی پیتے وقت امامؑ کو یاد کر کے اور اُن پر گریہ کر کے داخل جنت ہوں گے۔ اور اُن میں سے بعض وہ ہیں جو امام حسینؑ کی زیارت کر کے داخل جنت ہوں گے۔ اور اُن میں سے بعض وہ ہیں جو امامؑ کی مدد کر کے داخل جنت ہوئے۔ اور اُن میں سے بعض وہ ہیں جو زمین کربلا پر دفن ہو کے داخل جنت ہوں گے۔

---

[1] کامل الزیارات باب ۱۶ ص ۷۰ ت۔

[2] کامل الزیارات باب ۲۱ ص ۷۳۔ بورک من مولود علیہ برکات صلوات اللہ و رحمتی۔

اس کی بہت سی جہتیں برکت کی ہیں جو لوگوں پر امام حسینؑ کے توسط سے وارد ہوتی ہیں مثلاً رزق میں برکت یا جو امام حسینؑ کے مجاورین پر فیوض و برکات نازل ہوتے ہیں۔ یا فیوض و برکات امام حسینؑ کی مجلس پڑھنے والوں پر یا مجلس عزا میں شریک ہونیوالوں پر وارد ہوتے ہیں۔

(۵) خانۂ کعبہ کی پانچویں فضیلت

"ھدیً للعالمین" سارے جہان کا رہنما ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔

فضیلت امام حسینؑ۔ اور امام حسینؑ سارے جہان کے رہنما ہیں۔ اس لیے کہ امامؑ نے اپنے نفس کو اپنے جد کے دین پر فدا کر دیا۔ اور انھیں کی شہادت کی وجہ سے دینِ شبیہ ظاہر ہوا۔

زیارت اربعین جو امام جعفر صادقؑ سے مروی ہے کہ امام حسینؑ کے حق میں یہ فقرہ وارد ہوا ہے " وبذل مهجة فيك ليستنقذ عبادك من الجهالة وحيرة الضلالة " پروردگارا امام حسینؑ نے اپنے خون دل کو تیری راہ میں خرچ کیا تاکہ تیرے بندوں کو جہالت و گمراہی سے نکالیں۔"

(۶) خانۂ کعبہ کی چھٹیں فضیلت

خانۂ کعبہ کے ہر چہار جانب کو حرم قرار دیا ہے (حرم وہ جگہ جس کی حرمت کا لحاظ کیا جائے) اور حرم میں شکار کرنا ناشائستہ قرار دیا ہے۔ اور حرم کے جانوروں کو نکالا نہیں جائیگا۔ نہ اس میں کسی درخت کو اُکھاڑا جائیگا۔ نہ تنکے سے خلال کیا جائیگا اور نہ اس میں سے پڑی ہوئی چیز کو اُٹھایا جائیگا۔ مگر وہ شخص جو کسی مظلوم کا یا کسی مومن کا خونِ ناحق کر کے خانۂ کعبہ میں پناہ لے اُس کو گرفتار کر لیا جائیگا۔

فضیلت امام حسینؑ۔ خداوند عالم نے امام حسینؑ کے مدفن (زمین کربلاء) کو ہر چہار جانب سے حرم قرار دیا ہے۔[۱] (حاشیہ ص۱۹۰ پر ملاحظہ ہو)

اور اُن کی تربت کو محترم قرار دیا ہے۔ اور مخصوص مقدار میں اُن کی تربت کو بغرض شفا کھانا حلال قرار دیا ہے۔ ۱؎ اور اُن کے حرم کو ایک فرسخ قرار دیا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ ہر چہار جانب چار فرسخ حرم امام حسینؑ ہے۔ (یعنی نقطۂ مرکزی قبر امام حسینؑ اور ہر چہار جانب چار فرسخ تک حرم ہے۔) اور ایک روایت میں ہے کہ حرم امامؑ پانچ فرسخ ہے۔ اگر تمام روایتوں کو درست مان لیا جائے تو قبر سے ایک فرسخ کے اندر جتنی زمین ہے وہ زیادہ فضیلت رکھتی ہے اُس زمین سے جو چار فرسخ کے اندر ہے۔ اور چار فرسخ والی زمین زیادہ فضیلت رکھتی ہے اُس زمین سے جو چار فرسخ کے درمیان ہے۔

مگر اس میں اختلاف ہے کہ بغرض شفا تربت امام حسینؑ کہاں لی جائے۔

بعض علماء کا نظریہ یہ ہے کہ حرم کی تربت لی جائے مطلقاً۔ اور بعض علماء کا ارشاد یہ ہے کہ بغرض شفا امام حسینؑ کی قبر کی مٹی یا وہ مٹی جو قبر مبارک سے قریب کی ہو۔ دوسرا قول بہتر ہے۔ اور بعض روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حرم مبارک کی حد ایک میل یا چار میل ہے یا ستر ذراع (ہاتھ) ہے۔

تربت امام حسین علیہ السلام کو

بغرض شفا لینے کے کچھ شرائط و آداب ہیں جو اپنے محل میں مذکور ہیں۔ بلکہ کثرت سے ہیں۔

بعض علماء کا یہ نظریہ ہے کہ

بغرض شفا تربت امام حسین علیہ السلام کا لینا انتہائی دشوار ہے۔ اس لئے کہ جو اخذ تربت کے آداب و

(صفحہ ۱۸۹ سے متعلق حاشیہ) ۱؎ ملاحظہ ہو کامل الزیارات از ص ۲۷۱ تا ۲۷۲۔ باب ۸۹۔

۲؎ کامل الزیارات باب ۹۰ ص ۲۷۴۔

شرائط بیان کئے گئے ہیں وہ بہت دشوار ہیں۔ ؎

(۷) خانۂ کعبہ کی ساتویں فضیلت

خداوند عالم نے خانۂ کعبہ کو "امن" جائے امن قرار دیا ہے۔ لہذا جو خانۂ کعبہ میں پناہ لے اُس کا خون بہانا جائز نہیں ہے۔

فضیلت امام حسینؑ ۔ امام حسین علیہ السلام کے حرم میں جو پناہ لے اُس کا خون بہانا جائز نہیں ہے۔ لیکن جب بنی اُمیہ نے بانسبت امام حسینؑ کے خانۂ کعبہ کی حرمت کو ضائع کیا تو امام حسینؑ کی حرمت کو بھی ضائع کیا۔ اس کے مقابلہ میں جو امام حسینؑ کی بارگاہ میں پناہ گزین ہوئے یہاں تک کہ دو چھوٹے بچوں کو بھی قتل کر کے امام حسینؑ کی حرمت کو بنی اُمیہ نے ضائع کیا۔ جن کا ایک بچہ (شیر خوار) امام حسینؑ کے ہاتھوں پر پیاس کی وجہ سے پناہ لئے ہوئے تھا (حرملہ کے تیر سے رن میں فرات کے کنارے شہید کر دیا گیا) اور دوسرا بچہ امامؑ کے سینہ پر پناہ لئے ہوئے تھا۔ جبکہ اس کا ہاتھ قطع کیا گیا تو اس بچہ نے اپنے چچا امام حسینؑ سے استغاثہ کیا۔ امام حسینؑ نے اُس کو اپنے سینہ پر پناہ دی۔ (اس عالت میں) ایک شقی نے اُس کو نیزہ مارا اور امامؑ کے سینہ پر اُس کو قتل کر ڈالا۔ انہیں بنی اُمیہ نے

؎ ملاحظہ ہو کامل الزیارات باب ۹۳ - ص ۲۸۰۔

صادق آل محمد علیہ السلام کا ارشاد ہے "اخذ تربت کے وقت یہ دعا پڑھے۔ اللھم بحق ھذہ التربۃ وبحق الملک الموکل بھا والملک الذی کربھا وبحق الوصی الذی ضمن فیھا صل علی محمد وآل محمد واجعل ھذا الطین شفاءً من الداء وامانا من کل خوفٍ۔ اور جب کوئی تناول فرمائے خاک شفا تو یہ دعا پڑھے اللھم انی اسئلک بحق الملک الذی تناولہ والرسول الذی بواہ والوصی الذی ضمن فیہ ان تجعلہ شفاءً من کل داءٍ پھر مرض کا نام لے۔ انشاء اللہ تعالیٰ شفا ہوگی۔

اس حرم کے طیور (اہلبیتؑ رسولؐ) کو امام حسینؑ کی لاش سے علیحدہ کر دیا۔ جب یہ طیور لاش امامؑ کے پاس نوحہ و ماتم کرتے ہوئے دورہ کر رہے تھے۔ بس جنابِ کعبہؑ کو مارا اور اُن کو امامؑ کی لاش سے زبردستی علیحدہ کر دیا اور اسی حرم کے طیور کو شکار کیا گیا (یعنی امام حسین علیہ السلام کے پس ماندگان کو کربلا میں گرفتار و مقید کیا گیا اور زنجیریں پہنائی گئیں اور انہیں قیدی بنا کر اونٹوں پر سوار کیا گیا)۔

(۸) خانۂ کعبہ کی آٹھویں فضیلت

خانۂ کعبہ کو اپنے حبیب جناب محمد مصطفٰےؐ کا اُن کی نماز کی حالت میں قبلہ قرار دیا جو اُن کے حالات میں سب سے بہتر حالت ہے۔ اور اُن کی عبادتوں میں سب سے افضل عبادت ہے۔ (چنانچہ اُن کی حالت نماز میں حکم الٰہی ہوا کہ

" فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ (اے میرے حبیبؐ حالت نماز میں) اپنے منہ کو مسجد محترم (کعبہ) کی طرف کر لو "۔

پس خانۂ کعبہ قبلہ ہے جناب پیغمبرؐ خدا کا۔

فضیلت امام حسینؑ ۔ لیکن ہمارے مولا امام حسینؑ مہجۂ قلب نبیؐ ہیں (یعنی نبیؐ کے دل کا خون ہیں) اُن کے میوۂ دل، اُن کے پھول ہیں۔ جیسا کہ پیغمبرؐ خدا نے خود فرمایا۔ بلکہ امام حسینؑ نفس نبیؐ ہیں جیسا کہ پیغمبر خداؐ کا ارشاد گرامی ہے " حُسَیْنٌ مِنِّیْ وَاَنَا مِنَ الْحُسَیْنِ حسینؑ مجھ سے ہیں اور میں حسینؑ سے ہوں "۔

ان تمام فضائل کے علاوہ امام حسینؑ جناب پیغمبر خدا صلعم کے قلب کے قبلہ ہیں۔ کیونکہ جناب پیغمبرؐ خدا امام حسینؑ کی طرف متوجہ ہو جاتے تھے اور اُن کو دیکھتے رہتے جب اُن کے پاس امام حسینؑ آتے تھے۔ اگرچہ اُس وقت پیغمبرؐ خدا خطبہ میں مشغول ہوتے تھے یا حالتِ نماز میں ہوتے تھے۔ اور اُن کو نماز میں پشت پر سوار کر لیتے تھے۔

(۹) خانۂ کعبہ کی نویں فضیلت

خداوند عالم نے خانۂ کعبہ کے طواف کو ایک ارکان اسلام سے قرار دیا ہے - پس ارشاد الٰہی ہوا کہ وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا

" لوگوں پر واجب ہے کہ محض اللہ کے لئے خانہ کعبہ کا حج کریں "

پس جو شخص حج نہ کرے تو اسلام کے ارکان میں سے ایک رکن ناقص ہو گیا -

فضیلت امام حسینؑ

- اور امام حسین علیہ السلام کی زیارت کو ایک رکن قرار دیا ارکان ایمان سے - اس لئے تو حدیث میں وارد ہوا ہے کہ امام حسینؑ کی زیارت کو ترک کرنیوالا ناقص الایمان ہے - رسولؐ اللہ کی حرمت کو قطع کرنیوالا ہے - اور اس نے رسولؐ اللہ کی نافرمانی کی - (لہذا تارک زیارت امام حسین علیہ السلام عاق رسولؐ ہے) اور ایک روایت میں ہے کہ تارک زیارت امام حسینؑ شیعہ نہیں ہے - اور ایک روایت میں ہے کہ تارک زیارت امام حسینؑ اگرچہ جنت میں جائے گا تو اس کی حیثیت جنت والے مہمان کی سی ہوگی - اور ایک روایت میں ہے کہ امام حسینؑ کی زیارت نہ کرنیوالا اللہ کے حقوق میں سے ایک حق کا ترک کرنے والا ہے اگرچہ اس نے ایک ہزار حج کیا ہو - اور ایک روایت میں ہے کہ تارک زیارت امام حسینؑ خیر سے محروم رہے گا - اور ایک روایت میں ہے کہ (یہ روایت ساتویں عنوان کے ساتویں باب میں ترک زیارت کے پانچویں اثر میں موجود ہے) جب امام جعفر صادقؑ نے سنا کہ ایک جماعت شیعہ کی ایسی ہے جو ایک سال یا دو سال گذر جاتا ہے مگر وہ لوگ امام حسینؑ کی زیارت نہیں کرتے - تو امامؑ نے فرمایا کہ قسم بخدا وہ لوگ اپنے حظ کے حاصل کرنے میں خطا کر رہے ہیں اور ثواب الٰہی سے کنارہ کش ہیں - اور جناب پیغمبر خداؐ کے جوار سے دور ہیں - (ملاحظہ ہو کامل الزیارات باب ۷۸ - ص ۱۹۳)

(۱۰) خانۂ کعبہ کی دسویں فضیلت

خداوند عالم نے خانۂ کعبہ کو لوگوں کے دلوں کا مقناطیس بنایا ہے کہ دُور دُور سے لوگوں کے دل خانۂ کعبہ کی طرف کھنچے جاتے ہیں۔ پس قلوب خانۂ کعبہ کی طرف اور ان کے اہل کے مشتاق ہیں۔ خداوند عالم کے اس قول کی بنا پر فاجعل افئدۃ من الناس کقوی الیھم پالنے والے کچھ لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف مائل کر دے۔ (یہ دعا جناب ابراہیمؑ نے مانگی تھی)

فضیلت امام حسینؑ

امام حسینؑ شیعوں کے دلوں کے مقناطیس ہیں۔ پس دیکھا جاتا ہے کہ شیعوں کے قلوب امام حسینؑ کی طرف خصوصیت سے مائل ہیں۔ بلکہ دوسرے ائمہ سے امام حسینؑ کی محبت زیادہ ہے۔ یہ ایسی بات ہے جو وجدانی ہے۔ اور میں ایک ایسی حدیث پر مطلع ہوا ہوں جو اس مفہوم کو واضح کر رہی ہے۔ اور وہ روایت اسود کندی سے ہے جس کو صاحب بحار نے دوسرے لوگوں سے نقل کیا ہے۔

مقداد بن اسود کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ جناب رسول خدا جناب حسنینؑ کی تلاش کو نکلے۔ کیونکہ وہ دونوں شاہزادے اپنے مکان سے کہیں چلے گئے تھے اور میں بھی رسولؐ کے ہمراہ تھا۔ میں نے زمین پر ایک سانپ دیکھا۔ جب اُس نے جناب پیغمبر خداؐ کے قدموں کی آہٹ محسوس کی تو کھڑا ہو گیا۔ اور دیکھنے لگا اور وہ سانپ کھجور کے درخت سے بڑا اور بکرۃ (وہ لکڑی یا لوہا جو چرخ میں لگتا ہے) سے موٹا تھا۔ اس کے منہ سے شعلہ نکلتا تھا۔ مجھے اس سے خوف معلوم ہوا۔ مگر جب اُس نے رسول اللہ کو دیکھا تو مثل دھاگے کے پتلا ہو گیا۔ اُس وقت رسول اللہؐ متوجہ ہوئے میری طرف اور فرمایا کہ اے کندی تجھے معلوم ہے کہ یہ سانپ کیا کہتا ہے۔ میں نے کہا کہ اللہ و رسولؐ زیادہ جانتے ہیں۔ پھر رسول اللہؐ نے فرمایا کہ یہ سانپ کہہ رہا ہے کہ تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے مجھے موت نہ دی

یہانتک کہ مجھکو فرزند رسول الثقلین کا نگہبان بنایا۔ اُس کے بعد کوہستان کی ریگ میں غائب ہو گیا۔ میں نے اس درخت کو جس کے سایہ میں حسنینؑ پائے گئے تھے دیکھا تو پہچانا نہیں (کیونکہ) اس درخت کو اس واقعہ سے پہلے نہیں دیکھا تھا۔ اور نہ کبھی بعد میں دیکھا۔ اگرچہ میں نے اُسے تلاش ضرور کیا۔ اور وہ درخت ان دونوں (حسنینؑ) کو اپنے سایہ میں لئے ہوئے تھا۔ جناب نبی ص (جناب حسنینؑ کو سوتا ہوا پایا تو) ان دونوں کے درمیان بیٹھ گئے۔ اور پہلے امام حسنؑ کے سر مبارک کو اپنے زانو پر رکھا اُس کے بعد امام حسینؑ کے سر مبارک کو اپنے زانو پر رکھا۔ پھر اپنی زبان کو امام حسینؑ کے منہ میں داخل کیا۔ امام حسینؑ بیدار ہوئے اور فرمایا اے بابا اے بابا پھر سو گئے۔ (اور پھر اپنی زبان مبارک امام حسنؑ کے دہن اقدس میں داخل کی) امام حسنؑ بیدار ہوئے اور فرمایا اے بابا، اے بابا، پھر سو گئے۔ تو میں نے کہا کہ یا رسول اللہ آپ نے اپنی زبان مبارک امام حسینؑ کے دہن اقدس میں پہلے داخل کی کیا وہ امام حسنؑ سے بڑے ہیں۔ جناب پیغمبرؐ نے جواب دیا کہ مومنین کے دلوں میں امام حسینؑ کی معرفت پوشیدہ ہے۔ اس کے متعلق ان کی ماں (جناب فاطمہ زہراؑ) سے دریافت کر لو۔ (اس کے بعد) جب دونوں (حسنینؑ) کو بیدار کر لیا تو ان دونوں کو اپنے دوش پر سوار کیا۔ الحدیث۔ [1]

خانہ کعبہ کی گیارھویں فضیلت (۱۱)

خانہ کعبہ میں مقام ابراہیمؑ خلیل اللہ ہے۔ یعنی اُن کے قدم کا نشان پتھر پر ہے۔

فضیلت امام حسینؑ ۔ امام حسینؑ میں حبیب خدا کے بوسہ کا نشان ہے۔ اس لئے کہ امام حسینؑ کی پیشانی اور اُن کا گلا رسول اللہ کے کثرت سے بوسہ لینے کی وجہ سے چمکتا تھا۔ اور اگر جناب خلیل اللہ کے بدن کا مقام

---

[1] بحار الانوار جلد دہم و ناسخ التواریخ ج ۶ ص ۵ ۔

خانۂ کعبہ کے پاس ہے تو امام حسینؑ کا مقام دوشِ نبیؐ اور پشت و سینہ تھا۔ پس جناب پیغمبرِ خدا کا بدن امام حسینؑ کا مقام ہے۔ اور جو شخص ان روایات کو دیکھے گا جس میں رسولؐ خدا کا امام حسینؑ کو اٹھانا وارد ہوا ہے کہ جب جناب رسولؐ خدا راستہ طے کرتے تھے تو امام حسینؑ کو دوش پر اٹھاتے تھے۔ اور جب لیٹے ہوئے ہوتے تھے تو امام حسینؑ کو اپنے سینہ پر بٹھاتے تھے۔ اور جب نماز میں ہوتے تھے تو اپنی پشت مبارک پر بٹھاتے تھے اور اُن کی وجہ سے سجدے کو طول دیتے تھے۔ اور چاروں ہاتھ پاؤں سے چلتے تھے اور امام حسینؑ ان کی پشت پر ہوتے تھے۔ تو سمجھ لیگا کہ امام حسینؑ سے رسول اللہ کو بہت زیادہ محبت تھی اور بہت گہرا تعلق تھا کہ کسی کو کسی ایک کے ساتھ ایسا اتفاق نہیں ہوا کرتا اور نہ ایسی محبت کا اتفاق ہوتا ہے۔[1]

(۱۲) خانۂ کعبہ کی بارھویں فضیلت

خداوند عالم نے خانۂ کعبہ کو کرامت ظاہرہ اور آیتِ بینہ عطا فرمائی کہ کوئی پرندہ خانۂ کعبہ پر طیران نہیں کرسکتا اور نہ اُس کی دیواروں پر بیٹھ سکتا ہے۔

فضیلت امام حسینؑ۔ اور خداوند عالم امام حسینؑ کو کرامات ظاہرہ عنایت فرمایا ہے کہ اُن کی قبر میں پانی نہ جاسکا اور نہ آنحضرتؑ کی قبر پر بیل گیا۔ جب اُن لوگوں نے اُن کی قبر کے نشان کو جوت کر مٹانا چاہا حالانکہ متوکل لعین امام حسین علیہ السلام کے قبر کے نشان کو بیس سال تک مٹانے کا حکم دیتا رہا کہ کھیتی و حرث اور پانی کو اُن کی قبر تک لے جاکر اُن کی قبر کے نشان کو مٹا دو۔ نبش (متوکل کے حکم سے) ایک مرتبہ قبرِ امام حسینؑ کو کھودا گیا تو امام حسینؑ کی لاش کو اس طرح پایا کہ گویا ابھی دفن کی گئی ہے تو اسی حالت میں اُس کو رہنے دیا۔ پھر قبر امام حسینؑ پر پانی جاری کیا تو قبر بلند ہوگئی اور قبر مبارک تک پانی نہ پہونچ سکا۔

---

[1] مذکورۂ بالا روایتوں کا بحار الانوار ج ۱۰۔ و ناسخ التواریخ ج ۶۔ ص ۲۷۔

اور قبر کو ہل اور بیل کے ذریعہ جوتنا چاہا مگر بیل امامؑ کی قبر پر نہ گیا حالانکہ اُس کو مارتے تھے مگر وہ قبر امامؑ پر نہ گیا۔ اور وہ لوگ (جو متوکل لعین کیجانب سے قبر کے نشان کو مٹانے کیلئے مقرر کئے گئے تھے) امام حسینؑ کی قبر پر کچھ لوگوں کو دیکھتے تھے اور تیر مارتے تھے تو تیر پلٹ کر چلانے والوں پر لگتا تھا۔ ہاں امام حسینؑ کی لاش پر طیور پرندے آئے ہیں جسکی تفصیل یہ ہے کہ

جب امامؑ شہید ہوگئے اور اُن کی لاش مبارک زمین کربلا پر تھی تو ایک سفید طائر آیا اور اُن کے خون سے اپنے پر کو تر کیا اور روانہ ہوگیا اور خون حسینؑ اُس کے پروں سے ٹپک رہا تھا (اور وہ طائر پرواز کرتا ہوا جا رہا تھا کہ) کچھ طیور پرندے درخت کی شاخوں پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ تو اُس پرندے نے اُن طائروں سے کہا کہ تم لوگ آرام سے بیٹھے ہو، غذا کر رہے ہو اور امام حسینؑ زمین کربلا پر گرمی میں جلتی ہوئی ریت پر پیاسے پڑے ہوئے ہیں۔ حالت یہ ہے کہ گلوئے مبارک سے خون جاری ہے اور اُن کا سر جسم سے جدا کر کے نیزہ پر بلند ہے اور اُن کے اہل حرم یا برہنہ ننگے سر قید میں ہیں۔ جب طیور نے طائر ابیض کا کلام سُنا تو وہاں سے روانہ ہوئے اور کربلا پہونچے۔ اور امام حسینؑ کو دیکھا کہ اُن کا جسم مبارک جلتی ہوئی ریگ زمین کربلا پر ہے۔ اور نہ انھیں غسل دیا گیا ہے نہ کفن۔ اور اُن کے جسم پر ہوا غبار ڈال رہی ہے۔ اور اُن کا جسم پامال کیا ہوا ہے۔ اور ان کے جسم کی ہڈی کو گھوڑوں کی ٹاپوں نے توڑ ڈالا ہے۔ اور اُن کے زائر جنگلی جانور ہیں۔ اور اُن پر جنگلوں اور پہاڑوں میں رہنے والے جن گریہ کر رہے ہیں۔ اور اُن کے نور سے زمین روشن ہے اور فضا منور ہے۔ پس اُن طائروں نے امامؑ پر ہجوم کیا اور اُن کے خون میں لوٹنے لگے اور ہر ایک طائر ان میں سے ہر ایک ناحیہ میں چلے گئے۔ ان میں سے ایک طائر نے مدینۃ الرسولؐ کا قصد کیا اور قبر رسولؐ پر آیا اور طواف کرتا تھا اور خون امام حسینؑ اُس کے پروں سے ٹپک رہا تھا اور اپنی زبان میں کہہ رہا تھا

الا قتل الحسینؑ بکربلاء   الا ذبح الحسینؑ بکربلاء

امام حسینؑ کربلا میں قتل کر دیئے گئے۔ امام حسینؑ کربلا میں ذبح کر دیئے گئے۔"
اور مدینے کے طائر اُس کے پاس جمع ہو گئے۔ اور اس کے بعد رات میں ایک باغ میں چلا گیا اور اُس کے پروں سے خون امام حسینؑ ٹپک رہا تھا۔ اُس خون کے قطرات سے ایک یہودی کی لڑکی کو شفا ہوئی۔ اور اُس کا مرض یہ تھا کہ وہ دختر آنکھوں کی نابینا تھی، زبان گنگ تھی، کان سے اُونچا سنتی تھی، اعضاء و جوارح اُس کے شل ہو گئے تھے مگر خون امام حسینؑ کی برکت سے اُس کو مکمل صحت ہو گئی۔ جب اس واقعہ کو اس کے قوم و قبیلہ کے یہودیوں نے سُنا تو پانچ سو یہودی مسلمان ہو گئے۔[1]

خانۂ کعبہ کی تیرھویں فضیلت (۱۳)

خداوند عالم نے لوگوں کے لئے خانۂ کعبہ کا طواف قرار دیا ہے اور وہاں طواف کرنے کا بہت زیادہ ثواب رکھا ہے۔ یعنی ایک طواف یا حالت طواف میں جتنے قدم رکھے جاتے ہیں بہت زیادہ ثواب رکھتا ہے۔

فضیلت امام حسینؑ ۔ مگر امام حسین علیہ السلام کی زیارت کی فضیلت اس سے کہیں زیادہ ہے۔ جیسا کہ عنوان السابع میں گذر چکا۔

خانۂ کعبہ کی چودھویں فضیلت (۱۴)

خداوند عالم نے خانۂ کعبہ کو جائے طواف قرار دیا ہے۔ جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا ہے کہ جب جناب جبرئیل امین نے بحکم رب جلیل خانۂ کعبہ کو بنایا تو ملائکہ نے طواف کیا اور وہ ستر ہزار ملائکہ تھے جو خیمہ کی نگرانی کرتے تھے جو جنت سے آیا تھا۔ اور اُس کی (نیو) بنیاد پر خانۂ کعبہ کی تعمیر ہوئی ہے جسکو ملائکہ نے قبل خلقت آدمؑ بنایا تھا اور اُس کی نیو (بنیاد) کو ضراح و بیت معمور اور عرش کے

---

[1] اسرار الشہادۃ آقائے دربندی بحوالہ منتخب ص ۲۴۷ - ومدینۃ المعاجز سید ہاشم بحرانی۔

محاذات میں بلند کیا گیا۔ اور جب خیمہ جو جنت سے نازل کیا گیا تھا اٹھایا گیا تو جناب جبرئیل نے اسی مقام پر دوسری مرتبہ خانۂ کعبہ کی تعمیر کی۔ اور وہی ملائکہ جو خیمہ کی نگرانی کرتے تھے اور طواف کرتے تھے جناب جبرئیل کے ساتھ اسی جگہ برابر رہے خانۂ کعبہ طواف کرنے لگے تو جناب آدمؑ و حواؑ نے ملائکہ کو دیکھا کہ طواف کر رہے ہیں تو یہ دونوں بزرگواروں نے بھی کیا اور سات شوط طواف کیا۔

فضیلت امام حسین علیہ السلام ۔ امام حسینؑ بھی مطاف ملائکہ تھے۔ جب انوار خمسہ نجبا عرش الٰہی پر مقیم تھا اور ملائکہ کے تسبیح بھی تھے۔ جیسا کہ واقعۂ صلصائیل[1] و دردائیل سے معلوم ہوتا ہے۔ جناب پیغمبرؐ خدا نے امام حسینؑ کو ہاتھوں پر لیکر ملک کیلئے دعا کی۔ اور واقعۂ فطرس سے بھی معلوم ہوتا ہے جو امام حسینؑ سے یا اُن کے جھولے سے مس ہوا۔ (یس امام حسینؑ کی شفاعت سے) اور اپنے مقام پر پہونچا۔ اور امام حسینؑ مخدوم ہیں افضلِ ملائکہ جناب جبرئیل و میکائیل کے۔ کیونکہ ان دونوں ملک نے امام حسینؑ کو جھولا جھلایا ہے اور لوریاں دی ہیں۔ اور امام حسین علیہ السلام کا مخدوم ملائکہ ہونا اس سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ جب فطرس کو اُس کی جگہ امام حسینؑ کی شفاعت سے ملی تو اس نے بطور مکافات اپنے اُوپر لازم کر لیا کہ جب کوئی شخص امامؑ کی زیارت کریگا یا اُن پہ دُور سے درود و سلام بھیجیگا تو وہ امام علیہ السلام تک اس زیارت کو اور درود و سلام کو پہونچا دے گا جیسا کہ حدیث میں ہے۔ اس کے علاوہ امام حسینؑ کی قبر ملائکہ کے لئے جائے طواف و زیارت گاہ ہے۔ اور امامؑ کی قبر کا طواف و زیارت کرنے والے ملائکہ کی کچھ صفتیں ہیں۔

پہلی صفت چار ہزار ملک کی ہے جن کے بال غبار آلود و پریشان ہیں۔

---

[1] ملاحظہ ہو ناسخ التواریخ جلد ۶ میں واقعہ صلصائیل و فطرس و دردائیل از صفحہ ۷ تا ۹۔

(اور وہ) امام حسینؑ کی قبر کے پاس مقیم ہیں۔ ان کا مشغلہ امام حسینؑ پر گریہ کرنا ہے۔ وہ (ملائکہ) امام حسینؑ پر گریہ کرنے سے کبھی غافل نہیں ہوتے۔ اور وہ ملائکہ امام حسینؑ کے زائرین کا استقبال کرتے ہیں۔ اور جب کوئی زائر مریض ہوتا ہے تو اُس کی عیادت کرتے ہیں۔ اور جب کوئی زائر انتقال کرجاتا ہے تو اُس کے جنازے میں شریک ہوتے ہیں۔ اور یہ ملائکہ کبھی کربلا سے ہٹتے نہیں ہیں۔ یہ وہ ملائکہ ہیں جو آسمان سے یوم عاشورہ امام حسین علیہ السلام کی نصرت کے لئے زمین پر نازل ہوئے تھے۔ مگر جب وہ آئے تو (یعنی) امام حسینؑ شہید ہوچکے تھے۔ تو خداوندعالم نے اُن ملائکہ کو وحی کی کہ جب تم لوگ امام حسینؑ کی نصرت نہ کرسکے تو اُن پر گریہ کرو۔ اور جب امام حسین زمانہ رجعت میں ظاہر ہوں گے تو اُن کی نصرت کرنا۔ اُن چار ہزار ملائکہ کے سردار کا نام منصور ہے۔ [۱]

۲۔ دوسری صفت ستر ہزار ملائکہ کی ہے۔ اُن کو خداوندعالم نے حکم دیا ہے کہ وہ قبر امام حسینؑ پر مقیم رہیں۔ یہ ملائکہ روزانہ امام حسینؑ پر درود بھیجتے ہیں جب سے امام حسین شہید ہوئے ہیں۔ اور حضرت حجتؑ کے ظہور تک درود بھیجتے رہیں گے۔ [۲]

۳۔ تیسری صفت چار ہزار ملائکہ کی ہے جو امام حسینؑ پر طلوع فجر سے زوال شمس تک گریہ کرتے ہیں۔ اور جب زوال شمس ہوتا ہے تو چار ہزار ملائکہ آسمان سے نازل ہوتے ہیں۔ اور یہ چار ہزار ملائکہ آسمان پر چلے جاتے ہیں۔ اور زوال آفتاب کے بعد جو چار ہزار ملائکہ آتے ہیں یہ طلوع فجر تک گریہ کرتے رہتے ہیں۔ [۳]

۴۔ چوتھی صفت ملائکہ کی لیل ونہار اور حفاظت کرنیوالے ملائکہ کی ہے۔ جب یہ ملائکہ آسمان سے نازل ہوتے ہیں تو امام حسینؑ کی قبر کے

---

[۱] کامل الزیارات باب ۴۱۔ ص ۱۱۹۔ [۲] کامل الزیارات باب ۴۱ ص ۱۱۹۔

[۳] کامل الزیارات باب ۶۷ ص ۸۵۔

پاس آتے ہیں اور اُن ملائکہ سے جو قبر امام حسینؑ پر مقیم ہیں مصافحہ کرتے ہیں اور امام حسینؑ کے زائروں کو لپنے پروں سے ڈھانک لیتے ہیں اور اُن کیلئے استغفار کرتے ہیں۔ اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور علی مرتضیٰ علیہ السلام اور فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا اور حسن مجتبیٰ علیہ السلام کے حکم سے زائرین پر برکتیں نازل کرتے ہیں۔ یہ تمام باتیں اخبار وروایات سے ثابت ہیں۔[۱]

۵۔ **پانچویں صفت** پچاس ہزار ملائکہ کی ہے جیسا کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ امامؑ نے فرمایا کہ یہ ملک زمین کربلا سے گذرے اور امام حسینؑ شہید ہو چکے تھے تو یہ ملائکہ آسمان پر گئے۔ اُس وقت خداوند عالم نے اُن کی طرف وحی فرمائی کہ تم لوگ میرے حبیب (جناب محمد مصطفےٰ ص) کے فرزند کے پاس سے گذرے اور وہ قتل کر دیئے گئے اور تم نے اُن کی نصرت نہ کی۔ لہٰذا تم لوگ زمین پر نازل ہو اور اُن کی قبر کے پاس غبار آلود سکونت اختیار کرو قیامت تک۔[۲]

۶۔ **چھٹی صفت** ملائکہ کی وہ ہے جس کا تذکرہ حدیث نبوی میں ہے۔ جیسا کہ جناب زینبؑ کی روایت میں ہے جو انھوں نے اُم ایمن اور اپنے والد بزرگوار جناب امیرالمومنینؑ سے حدیث کو سُنا۔ حدیث طولانی ہے۔ (تفصیل بحارالانوار میں ہے) جس میں یہ بھی ہے کہ امام حسینؑ کی قبر مبارک کو ہر آسمان کے ایک لاکھ ملک گھیرے ہوئے ہوں گے اور قبر امامؑ کے پاس تسبیح الٰہی کرینگے۔ اور امام حسینؑ کے زوار کیلئے خداوند عالم سے مغفرت کی دُعا کرتے رہیں گے۔ اور جو شخص اللہ و رسولؐ سے تقرب حاصل کرنے کے لئے امامؑ کی زیارت کو آئیگا اُس کے اور اُس کے والدین اور قبیلہ و شہر کے نام لکھتے رہیں گے اور زائرین کی پیشانی پر اُس مہر سے جو نور عرش سے بنی ہوگی مہر لگائیں گے۔ اور وہ ندا دیں گے

---

[۱] کامل الزیارات باب ۷۷ ص ۸۷۔ [۲] کامل الزیارات باب ۳۹ ص ۱۱۵۔

"ھذا زائر قبر خیر الشھداء وابن خیر الانبیاء" یہ سیدالشہداء اور فرزند سیدالانبیاء کا زائر ہے،، اور قیامت کے دن نورانی چہرہ کی وجہ سے اُن کے چہروں سے ایسا نور ساطع ہوگا جس سے آنکھیں چکاچوند ہو کر رہ جائینگی۔ اور اسی نور کی وجہ سے وہ پہچانے جائیں گے کہ یہ زائر امام حسین علیہ السلام ہیں۔

جناب جبرئیل نے جناب پیغمبرؐ خدا سے یہ حدیث یہانتک بیان کرنے کے بعد فرمایا کہ اے محمدؐ گویا میں آپ کو قیامت میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ میرے اور میکائیل کے درمیان ہوں گے اور جناب علی بن ابیطالب علیہ السلام ہمارے آگے آگے ہوں گے اور ہمارے ساتھ بیشمار ملائکہ ہوں گے۔ اور ہم لوگ زائرین امام حسینؑ کو اُن چہرے کے نور کی وجہ سے پہچان لینگے اور اُن کو خلائق کے درمیان سے چن لینگے۔ یہانتک کہ خداوندعالم قیامت کے ہول اور شفاعت سے اُن کو (زائرین سیدالشہداء کو) نجات دے گا۔ [1]

۷۔ **ساتویں قسم** ستر ہزار ملائکہ کی ہے جو قبر امام حسینؑ کے پاس نماز کے وقت آتے ہیں اور پھر واپس چلے جاتے ہیں۔ انتک دوبارہ اُن کے آنے کی قبر امام حسینؑ کے پاس نوبت نہیں آئی۔ جیسا کہ کامل الزیارۃ میں امام رضاؑ سے مروی ہے۔ [2]

(۱۵) خانۂ کعبہ کی پندرھویں فضیلت

خانۂ کعبہ آسمان سے نازل ہوا ہے جیسا کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ خداوندعالم نے بیت (خانۂ کعبہ) کو آسمان سے

---

[1] کامل الزیارات باب ۸۸ ص ۲۶۰ پر ملاحظہ ہو۔ روایت تفصیلی ہے اور اپنے دامن میں عجیب وغریب فضائل لئے ہوئے ہے۔ اسرار الشہادۃ۔ آقائے دربندی۔

[2] معالم الزلفیٰ باب ۳۹ ۔

نازل فرمایا۔ اوراس میں چار دروازے تھے اور ہر دروازہ پر سونے کی قندیلیں آویزاں تھیں۔ [1]

فضیلت امام حسین ؑ ۔ میں کہتا ہوں کہ اگرچہ خانۂ کعبہ کو شرف و فضیلت اس لئے حاصل ہے کہ وہ آسمان سے نازل کیا گیا۔ تو امام حسین علیہ السلام باوجودیکہ قبل خلقت آسمان (ہیکلِ) نور تھے۔ بلکہ حدیث میں ہے کہ لوح و کرسی امام حسین ؑ کے نور سے پیدا ہوئے۔ اور وہ لوح و کرسی سے افضل ہیں۔ اُن کے جسم کو جب وہ شہید ہوئے آسمان پرلے جایا گیا جیسا کہ روایت میں ہے کہ (جب امام حسین ؑ شہید ہوئے تو) اُن کی خون میں ڈوبی ہوئی لاش کو ملائکہ آسمان پرلے گئے۔ اور وہاں پر جہاں جناب امیرالمومنین ؑ کی صورت فلک پنجم پر ہے رکھدیا۔ اور جناب امیرالمومنین ؑ کی صورت پر ابن ملجم لعین کی ضربت کا اثر تھا۔ تمام ملائکہ فلک پنجم کے اُوپر اُوپر اور نیچے کے آئے اور امام حسین ؑ کی لاش مبارک کو دیکھا۔ (اور زیارت کی) [2]

اور روایت میں ہے کہ امام حسین ؑ عرش کے داہنی جانب سے اپنے مقتل و مدفن و زائرین اور گریہ کرنے والوں کو دیکھتے رہتے ہیں۔ ہم نے اس روایت کو خواص البکاء میں لکھا ہے۔

(۱۶) خانۂ کعبہ کی سولھویں فضیلت

خداوند عالم نے خانۂ کعبہ کو جاہلیت اور اسلام دونوں زمانہ میں عظمت و بزرگی عنایت فرمائی۔ بلکہ جناب آدم ؑ سے لے کر آجتک لوگ اس کی تعظیم و تکریم کرتے ہیں۔ اس کی حج و زیارت کرتے ہیں اور اُس کے ذریعہ سے تمام ملل تقرب حاصل کرتے ہیں یہانتک کہ کفار و مشرکین بھی اُس کے ذریعہ سے تقرب حاصل

---

[1] اسرار الشہادۃ آقائے دربندی ص ۱۸۴۔ ریاض القدس۔ [2] اسرار الشہادۃ ص ۱۳۲۔

کرتے ہیں۔

فضیلت امام حسینؑ۔ امام حسینؑ بھی معظم و محترم تھے۔ یہاں تک کہ اپنے دشمنوں اور اشقیا کے نزدیک بھی معظم تھے جیسا کہ اُس روایت سے معلوم ہوتا ہے جس میں ہے کہ امام حسنؑ و امام حسینؑ کی محبت منافقین و کافرین کے دلوں میں ڈالی گئی ہے۔ اور امام حسینؑ کی عظمت اس گفتگو سے بھی ظاہر ہوتی ہے جو امامؑ نے اپنے بچپنے میں ابو بکر سے کی تھی۔[1] اور اُس گفتگو سے بھی امام کی عظمت ظاہر ہوتی ہے جو اُنھوں نے معاویہ اور ابن عباس سے کی تھی۔ اور معاویہ کے ساتھ گفتگو میں سختی بھی کی تھی۔ اور اُس احترام سے بھی امامؑ کی عظمت ظاہر ہوتی ہے جو ان دونوں (معاویہ و عمر عاص) نے امامؑ سے کیا تھا۔ اور اُس وصیت سے بھی امامؑ کی عظمت ظاہر ہوتی ہے جو معاویہ نے کی تھی۔ اور امامؑ کی عظمت اُس مکالمہ سے بھی ظاہر ہوتی ہے جو امام حسینؑ نے عتبہ بن ولید سے کی تھی۔ اور ان کے اس قول سے بھی کہ جب اُن کے قتل کا حکم دیا گیا تھا۔ اور امامؑ کی عظمت اس سے بھی ظاہر ہوتی ہے کہ سعد بن وقاص اور حج کرنے والے امامؑ کے ساتھ طریق مکہ میں پیادہ چل رہے تھے۔ یہاں تک کہ عاشورہ کا دن آیا۔ (اس کی تفصیل امام حسینؑ کے حج خاص کی بحث میں آئیگی)

جب امام حسینؑ زمین پر نازل ہوئے (اپنے گھوڑے سے) اور لشکر کفار کو وعظ و پند فرما رہے تھے اور عمر سعد اپنے گھوڑے پر سوار تھا۔ تو اُس نے یہ کہا کہ فرزند رسولؐ اپنے گھوڑے پر آپ سوار ہوجائیں۔ حالانکہ اُس وقت امام حسینؑ اُس کی نگاہوں میں ذلیل و خوار تھے۔ اس لئے کہ وہ ملعون اپنے کو ہر شے سے برتر سمجھتا تھا۔ (مگر اُس عالم میں بھی اُس نے کہا کہ فرزند رسولؐ اپنے گھوڑے پر سوار ہوجائیں) مگر یہی عمر بن سعد ہے کہ جس نے امام حسینؑ کی

---

[1] صواعق محرقہ ابن حجر مکی۔

نعش مبارک کو پامال کرنے کے لئے دشمن بدنہادوں کو حکم دیا تھا کہ وہ گھوڑوں پر سوار ہو کر جسمِ امام پامال کر دیں۔ پامالیٔ نعش مطہر کا واقعہ شب بارہ ماہ محرم میں ہوا ہے۔

(۱۷) خانۂ کعبہ کی سترھویں فضیلت

خانۂ کعبہ باقی رہیگا جبتک زمین و آسمان باقی رہیں گے (کیونکہ) خانۂ کعبہ دینِ اسلام کی نشانی ہے۔

فضیلت امام حسینؑ ۔ قبرِ امام حسینؑ کی خصوصیت بھی مثل کعبہ کے ہے کہ وہ قیامت تک باقی رہیگی۔ جیسا کہ جناب زینب سلام اللہ علیہا کی روایت سے معلوم ہوتا ہے جس کو انھوں نے اُم ایمن اور اپنے والد بزرگوار علی بن ابی طالبؑ سے نقل کی ہے۔

(اس کی تفصیل بحار الانوار میں ہے۔ اور کامل الزیارات میں بھی ہے جس کا حوالہ دیا جا چکا ہے۔)

(۱۸) خانۂ کعبہ کی اٹھارھویں فضیلت

مسجد حرام جو بیت اللہ کو اپنے حلقہ میں لئے ہوئے ہے۔ اگر مسافر اس میں نماز پڑھے تو اس کے لئے جائز ہے (بلکہ افضل ہے) کہ قصر والی نماز کو پوری پڑھے۔ اسی طرح مت مطر کے لئے ان نوافل کا پڑھنا بھی جائز ہے جو حالت سفر میں ساقط ہو جاتی ہیں۔ یہ حکم خانۂ کعبہ کی فضیلت و شرف ظاہر کرنے کے لئے اور دوسرے مقامات سے خانۂ کعبہ کو ممتاز کرنے کیلئے دیا گیا ہے۔

فضیلت امام حسینؑ ۔ اسی طرح امام حسینؑ کی قبر کے پاس بھی وہ جگہ جسے حائر کہتے ہیں۔ اس میں مسافر کیلئے قصر نمازوں کو پوری پڑھنا چاہیئے (بلکہ افضل ہے) اور کہا گیا ہے کہ یہ حکم امام حسینؑ

کے حرم میں جاری ہوگا۔ اور اس مسئلہ پر پہلے روشنی ڈالی جاچکی ہے۔ اور کہا گیا ہے کہ کربلائے معلیٰ میں نماز قصر پوری پڑھی جاسکتی ہے۔ اسی طرح وہ نوافل جو سفر میں ساقط ہیں حرم امام حسینؑ کے پاس پڑھی جاسکتی ہیں۔ ؎۱ اور ہمارے علماء نے حائر کی حدبندی میں اختلاف کیا ہے۔

جناب ادریس علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حائر وہ جگہ ہے جس کو مشہد کی دیواریں گھیرے ہوئے ہیں۔ اور اس میں مسجد ہے۔ وہ جگہ جس کو سور البلد گھیرے ہوئے ہے۔ اس لئے کہ موضع حائر جس پر اطمینان کیا جاسکتا ہے وہی جگہ ہے جہاں پانی حیران ہوگیا تھا۔

اور جناب مفید علیہ الرحمہ نے اس کو ارشاد میں ذکر کیا ہے اور فرمایا ہے کہ امام حسینؑ کے ساتھ جو اُن کے اہل شہید ہوئے ہیں اُن کی قبروں کو حائر اپنے احاطہ میں لئے ہوئے ہے سوائے قبر جناب عباسؑ کے کہ وہ مسناة (نہر) پر شہید ہوئے ہیں۔ اور اس پر انھوں نے احتجاج کیا ہے احتیاط کے ذریعہ سے۔ اس لئے کہ یہ مجمع علیہ ہے۔

اور جناب شہید اول وثانی علیہما الرحمہ نے فرمایا ہے کہ اس جگہ (یعنی وہ جگہ جہاں امام حسینؑ اور اُن کے اہل کی قبر ہے) پانی گھومنے لگا تھا۔ جب متوکل لعین نے حکم دیا تھا کہ پانی قبر امامؑ پر لایا جائے تاکہ قبر امام حسینؑ کا نشان مٹ جائے تو پانی قبر تک نہ پہونچ سکا۔

بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ تمام صحن مقدس حائر ہے۔ بعض حضرات نے کہا ہے کہ حائر وہ جگہ ہے جس پر قبہ بلند بنا ہوا ہے۔ اور بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ حائر روضۂ مقدسہ اور اس کی قدیم عمارت، رواق، مقتل، خزانہ اور اس کے علاوہ مخصوص مقامات سب کو شامل ہے۔

؎۱ ملاحظہ ہو کامل الزیارات باب ۸۱ ص ۲۴۲۔

اور جناب مجلسی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے[1] صحن قدیم حائر میں داخل ہے۔ یعنی یہیں سے اس کی حد شروع ہوتی ہے وہ صحن مبارک نہیں جو دولت صفویہ میں بنایا گیا تھا۔ اس مطلب پر وہ یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ روایت میں ملتا ہے کہ امام علیہ السلام نے فرمایا (مخاطب زائر ہے) جب تو حائر میں داخل ہو تو کھڑا ہو جا اور یہ دعا پڑھ (اس کے بعد دعا کا ذکر کیا ہے) پھر تھوڑا سا آگے چل اور یہ کہہ (پھر دعا کا ذکر کیا ہے) پھر اپنے ہاتھوں کو بلند کر۔ پھر دونوں ہاتھوں کو قبر پر رکھ۔ اس روایت میں اس طرح کا حکم ہے۔ اس روایت میں دو مرتبہ چلنے کا حکم ہے۔ اور جب زائر حائر میں داخل ہو تو اسے نزدیک نزدیک قدم رکھنے کا حکم ہے۔ تو یہ روایت بتاتی ہے کہ حائر میں وسعت ہے اور یہ قول قوی ہے اور اس پر اصل مسئلہ نماز دلالت کرتا ہے۔ کیونکہ یہ روایت دلالت کرتی ہے کہ حائر میں وسعت ہے۔ مگر حائر کی تحدید معلوم نہیں ہے۔ لہذا احتیاط یہی ہے کہ حائر روضۂ مقدسہ ہی کو تسلیم کیا جائے۔

خانۂ کعبہ کی انیسویں (۱۹) فضیلت

خانۂ کعبہ جناب آدمؑ سے لے کر جناب محمد مصطفےٰ تک جتنے انبیاء گذرے ہیں سب کے لئے جائے طواف ہے جیسا کہ روایت کثیرہ سے معلوم ہوتا ہے۔

فضیلت امام حسینؑ ۔ یہ خصوصیت امام حسینؑ کیلئے بھی ثابت ہے۔ پس امام حسینؑ کا جسم اور سر اور آپ کی قبر جائے طواف ہے انبیاء و ملائکہ اور لوگوں کیلئے۔ بلکہ روایات میں بھی وارد ہوا ہے کہ جو شخص امام حسین علیہ السلام کی زیارت شب نیمۂ شعبان میں کرے تو اس نے (گویا)

---

[1] بحارالانوار صـ۱۴۳ و کامل الزیارات باب ۸۹ و ۹۰۔

ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء سے مصافحہ کیا[1] اور کعب الاحبار کا قول بھی ہے کہ ہر نبی نے زمین کربلا کی زیارت کی اور کہا کہ اے زمین تجھ میں فرزند پیغمبر (امام حسینؑ) دفن ہوں گے۔ ان تمام باتوں کی تفصیل آئیگی۔

(۲۰) خانۂ کعبہ کی بیسویں فضیلت

خداوند عالم نے خانۂ کعبہ حجر اسود سے زینت بخشی ہے جو جنت کے یاقوت سے ہے۔ یہ دودھ سے زیادہ سفید تھا۔ کفاروں اور گنہگاروں کے مس کرنے سے سیاہ ہوگیا۔ (اس لئے اُس کو حجر اسود کہتے ہیں)

فضیلت امام حسینؑ

اور امام حسین علیہ السلام وہ ہیں جن سے اللہ نے جنت کو زینت دی ہے[2] (اور) زینت دی اُس کو جو جنت سے مرتبہ میں بلند ہے یعنی عرش۔ کیونکہ حدیث نبویؐ میں ہے کہ جنت نے خداوند عالم سے عرض کیا کہ پروردگارا مجھے مزین کر۔ تو خداوند عالم نے جنت کی طرف وحی فرمائی کہ میں نے تیرے ارکان کو حسینؑ سے زینت دی۔ یہ خبر سنکر اس طرح مسرور ہوئی کہ جیسے عروس مسرور ہوتی ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ اس مژدہ کو سنکر جنت بہت مسرور ہوئی۔ اور جناب پیغمبرؐ خدا نے فرمایا قیامت میں عرش کو مزین کرینگے پھر نور کے دو منبر لائے جائیں گے جس کی لمبائی ایک سو میل کے برابر ہوگی۔ ایک منبر کو عرش کے داہنے جانب اور دوسرے منبر کو عرش کے بائیں جانب نصب کرینگے۔ پھر امام حسنؑ اور امام حسینؑ لائے جائیں گے اور ان دونوں سے خداوند عالم اپنے عرش کو زینت دیگا جس طرح عورتوں کو گوشوارے سے زینت دی جاتی ہے۔

---

[1] کامل الزیارات باب ۷۲۔ ص ۱۷۹۔

[2] ناسخ التواریخ جلد ۶۔ ص ۳۲۔

اور پیغمبر خدا نے فرمایا کہ حسنین علیہم السلام گوشوارۂ عرش ہیں[۱]۔ (حالانکہ اس میں معلق نہیں ہیں)۔

حجر اسود کے فضائل سے یہ ہے کہ خداوند عالم نے خلائق کے عہد و پیمان کے لئے بنایا ہے۔ کیونکہ حجر اسود پہلا ملک ہے جس نے عہد کا اقرار کیا ہے۔ اور جتنے ملک ہیں اُن میں سب سے زیادہ محمد و آل محمد علیہم السلام سے محبت رکھنے والا یہی ملک تھا تو خداوند عالم نے اُسے جوہرہ (معلق) بنا دیا۔ اور جناب آدمؑ کے پاس زمین پر نازل فرمایا۔ وہ جناب آدمؑ کا انیس تھا۔ جب جناب آدمؑ مکہ جانے لگے تو اس کو اپنے دوش پر رکھکر لیگئے اور یہ بات مخفی اور پوشیدہ نہیں ہے کہ میثاق اللہ کی وحدانیت کا اور جناب محمد مصطفےٰ کی رسالت کا اور جناب امیر المومنینؑ اور حسنین علیہم السلام اور دیگر ائمہ کی ولایت کا اقرار کرنا ہے۔ بلکہ جناب امام حسین علیہ السلام نفس رسولؐ ہیں۔ اور جناب پیغمبر خداؐ نے فرمایا کہ میں سب سے پہلے اپنے رب پر ایمان لایا۔ اور جب خداوند عالم نے انبیاءؑ سے عہد و پیمان لیا تو میں نے سب سے پہلے جواب دیا۔ اور تمام انبیاء میں، میں اُن کے اقرار کا گواہ ہوں۔ پس حجر اسود نے جو شرف پایا وہ امام حسینؑ کی برکت سے ہے۔

(۲۱) خانۂ کعبہ اکیسویں فضیلت

خداوند عالم نے خانۂ کعبہ کے طواف کے لئے نماز کو مقام ابراہیمؑ میں واجب کر دیا۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے

"واتخذوا من مقام ابراہیم مصلیٰ جناب ابراہیمؑ کی جگہ نماز کی جگہ بنا دو"

لہٰذا واجب ہے احترام خانۂ کعبہ کیلئے مقام ابراہیمؑ خلیل میں دو رکعت نماز پڑھنا۔

امام حسین علیہ السلام کی فضیلت:۔ حبیبؐ خدا نے امام حسینؑ کی ولادت کے بعد دو رکعت نماز خداوند عالم کے شکریہ کے لئے بعد مغرب پڑھی۔ اور یہ نماز پڑھتے رہے۔ اور اسی طریقہ سے پیغمبرؐ خدا نے امام حسن علیہ السلام

---

[۱] ناسخ التواریخ جلد ۶ ص ۳۱۔ [۲] معالم الزلفیٰ سید ہاشم بحرانی باب ۱۳ ص ۳۲۰۔

کی ولادت کے بعد دو رکعت نماز خداوند عالم کے شکریہ کے لئے پڑھی تھی اور یہ نافلہ مغرب ہے اور سنت ہو گئی ہے قیامت تک کیلئے۔ پس تمام لوگ اسی نماز کو پڑھتے ہیں اُن کے (امام حسین ع کے) وجود پر اللہ کا شکریہ ادا کرنے کیلئے اور اُن کے احترام کے لئے۔

اور ایک معتبر روایت جو کافی میں ہے امام جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آنحضرت ع نے فرمایا ہے کہ جب پیغمبر خدا معراج میں تشریف لے گئے تو وہاں سے دس رکعت نماز لائے جو دو دو رکعت کر کے پڑھی جاتی تھی۔ اور جب حسنین علیہم السلام کی ولادت ہوئی تو جناب پیغمبر خدا نے خداوند عالم کی اس نعمت پر شکریہ ادا کرنے کیلئے سات رکعت کا اضافہ کر دیا تو خداوند عالم نے ان سات رکعات کو برقرار رکھا۔[1]

(٢٢) خانۂ کعبہ کی بائیسویں فضیلت

خانۂ کعبہ ابتداءً ویسے ہی چمکتا تھا جیسے آفتاب و ماہتاب چمکتے ہیں۔ یہاں تک کہ قابیل نے ہابیل کو قتل کر ڈالا تو اُس کی چمک زائل ہو گئی۔ اور ایک روایت میں ہے کہ خانۂ کعبہ کی جگہ یاقوت سرخ تھا جس کی روشنی اعلام تک پہونچتی تھی اور اعلام اُس کی روشنی سے معلوم ہوتا تھا تو خداوند عالم نے اُسے حرم قرار دیا۔[2]

فضیلت امام حسین علیہ السلام - میں کہتا ہوں کہ اگر کعبہ چمکتا تھا اور اس کی چمک کم ہو گئی۔ مگر امام حسین ع ایسے نورانی تھے کہ اُن کا چہرہ اور پیشانی چمکتی تھی اور کوئی فتنہ اُس نور کے مدھم کرنے میں اثر انداز نہ ہو سکتی تھی۔ چنانچہ ہلال ابن نافع کہتا ہے کہ میں عمر ابن سعد کے لشکر میں تھا۔ ناگاہ ایک منادی نے ندا دی کہ اے امیر شمر لعین نے امام حسین علیہ السلام کو قتل کر دیا، تو میں دونوں صفوں کے درمیان میں آیا اور دیکھا میں نے کسی مقتول کو امام حسین ع سے زیادہ نورانی نہ پایا۔ حالانکہ وہ

---

[1] وسائل الشیعہ شیخ حر عاملی ج ٣ باب الصلوٰۃ ص ٤ و ص ٣٥ و ص ٦٥ و ناسخ التواریخ ج ص ١٢ -

[2] معالم الزلفیٰ سید ہاشم بحرانی ص ٢٧٠ -

اپنے خون میں آلودہ تھے۔ اور امام ؑ کے چہرہ کے نور نے مجھے اپنی جانب مشغول کر لیا اور میں اُن کے واقعۂ قتل کی طرف متوجہ ہوا۔ اُس وقت حضرت پانی طلب کر رہے تھے۔

اور اگر خانۂ کعبہ روشن و منور ہو گیا یا قوت سُرخ کی روشنی سے جو جنت سے آیا تھا اور اُس کی روشنی و چمک اعلام تک پہونچی تو میدان کربلا روشن و منور ہو گیا اُس تجلی کے نور سے جو شجرۂ مبارکہ میں ہوئی تھی۔ اس لئے کہ کربلا ہی وادئ مقدس اور بقعۂ مبارکہ ہے[1] جس میں جناب موسیٰؑ نے نور دیکھا تھا۔ اُس نور کی ضیاء آسمان تک پہونچی ہوئی تھی اور اطراف عالم اُس نور کی ضیاء سے روشن تھے۔ نیز یہ کہ امام حسینؑ کا بدن (جسم مبارک) بعد شہادت مثل آفتاب کے چمکتا تھا جیسا کہ روایت اسدؔ میں ہے۔ بلکہ امام حسینؑ کی لاش مبارک کے پاس ایسے جوانوں کی لاشیں تھیں جو کہ گلگون آلودہ تھے وہ مثل چراغ کے رات کی تاریکی کو روشن کر رہے تھے۔ (جیسا کہ روایت سابق میں گذر چکا)۔

خانۂ کعبہ کی تیئسویں فضیلت (۲۳)

خانۂ کعبہ اُمّ القریٰ ہے۔ یعنی تمام قریوں کی اصل ہے۔

فضیلت امام حسین علیہ السلام۔ امام حسینؑ ابوالائمہ ہیں۔ اور اللہ نے شہادت کے عوض میں امامت کو امام حسینؑ کی ذرّیت میں رکھا ہے جیسا کہ روایت سے معلوم ہوتا ہے۔

خانۂ کعبہ کی چوبیسویں فضیلت (۲۴)

خانۂ کعبہ سیّد البیوت ہے۔ یعنی دنیا میں جتنے گھر ہیں سب کا سردار ہے۔

---

[1] کامل الزیارات باب ۸۸۔ ص ۲۶۹۔

فضیلت امام حسین علیہ السلام۔ امام حسین علیہ السلام جوانانِ اہل جنت کے سردار ہیں۔ اس حدیث (الحسنؑ والحسینؑ سیدا شباب اهل الجنة) کو عامہ اہلسنت و شیعہ دونوں جناب پیغمبرؐ خدا سے روایت کرتے ہیں۔ یہانتک کہ خلیفۂ ثانی نے اس حدیث کی روایت جناب پیغمبرؐ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کی ہے۔ ؎۱

(۲۵) خانۂ کعبہ کی پچیسویں فضیلت

مکہ کہ جس کی زمین پر کاشت، زراعت نہیں ہوتی، وادیٔ غیر ذی زرع اس کی طرف جناب ابراہیمؑ کی دعا کی برکت سے ہر قسم کے پھل آتے ہیں۔

فضیلت امام حسین علیہا السلام۔ امام حسینؑ کے پاس پھلوں میں جو ہر حیثیت سے عظیم پھل ہے یعنی جنت کا پھل آتا تھا۔ جیسا کہ بہت سی روایات میں وارد ہوا ہے۔ ان میں سے یہ بھی روایت ہے کہ جس کی روایت بحار الانوار میں سلمان فارسی سے کی گئی ہے۔

سلمان محمدیؓ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں جناب پیغمبرؐ خدا کے پاس گیا۔ اور سلام کیا۔ پھر جناب فاطمہؑ زہرا کے پاس گیا تو معصومہؑ فرمانے لگیں کہ اے سلمان حسینؑ بھوکے ہیں اور گریہ کر رہے ہیں۔ اُن کے ہاتھ کو پکڑلو اور اُن کے جد کے پاس اُن کو لیجاؤ۔ سلمان فرماتے ہیں کہ میں نے حسنین علیہم السلام کو اُٹھالیا۔ اور جناب رسالتمآبؐ کے پاس لایا۔ پیغمبرؐ خدا نے فرمایا کہ اے حسنینؑ تمھیں کیا ہوگیا ہے جناب حسنین علیہم السلام نے فرمایا کہ اے نانا ہم طعام چاہتے ہیں۔ جناب پیغمبرؐ خدا نے فرمایا۔ ''اللّٰھمّ اطعمھما'' خدا وندا ان دونوں کو غذا عطا فرما۔ ناگاہ دیکھا میں نے کہ جناب پیغمبرؐ خدا کے ہاتھ میں ایک سفر جلہ (بہی) ہے جو برف سے

؎۱ صواعق محرقہ ابن حجر مکی

زیادہ سفید ہے۔ پیغمبرؐ خدا نے اس کے دو حصے کئے ایک حصہ امام حسنؑ کو اور دوسرا امام حسینؑ کو دیا۔ سلمان فرماتے ہیں کہ میں نے اس سفرجلہ (بہی) کو دیکھا تھا اور میری خواہش تھی کہ مجھے بھی اس سے ملے۔ جناب پیغمبرؐ نے میری حالت دیکھکر دریافت کیا کہ کیا تم اس سفرجلہ سے کھانا چاہتے ہو؟۔ جناب سلمان فارسی نے فرمایا کہ ہاں (میں کھانا چاہتا ہوں)۔ پیغمبرؐ خدا نے فرمایا کہ یہ طعام جنت ہے۔ اس کو کوئی کھا نہیں سکتا جبتک کہ حساب سے فارغ (ہوکر داخل جنت) نہ ہوجائے۔

اُن روایات میں سے ایک حدیث رطب بھی ہے جس کی خواہش امام حسینؑ کی تھی۔[1] پس وہ رطب بلور کے طبق میں سندس اخضر کے رومال سے ڈھک کر آیا تھا[2] اور اس روایت کا ذکر بحار اور جلاء العیون میں ہے۔ اُن میں سے ایک یہ ہے کہ جس کی روایت بحار میں حسن بصری سے کی ہے کہ ایک روز جناب حسنین علیہم السلام جناب پیغمبرؐ کی خدمت میں تشریف لے گئے۔ اُس وقت جناب جبرئیل دحیہ کلبی کی شکل میں جناب پیغمبرؐ خدا کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے۔ جناب حسنین علیہم السلام جناب جبرئیل کے گرد گھومتے تھے۔ جناب جبرئیل نے ایک ہاتھ آسمان کی طرف بلند فرمایا۔ اُن کے ہاتھوں میں سیب سفرجل (بہی) انار آگیا۔ اور اُنھوں نے ان پھلوں کو جناب حسنینؑ کو دیدیا۔ حسنینؑ پھلوں کو پاکر بہت خوش ہوئے اور اپنے نانا کے پاس گئے۔ پیغمبرؐ خدا نے دونوں شاہزادوں سے اُسے لیا اور سونگھا۔ اور فرمایا کہ ان پھلوں کو لیکر اپنی ماں کے پاس جاؤ اور اس تعجب خیز واقعہ کی اطلاع اپنے پدر بزرگوار کو بھی دو۔ پس حسنینؑ نبیؐ کے حکم کے مطابق اپنی مادر گرامی کے پاس تشریف لے گئے۔ مگر پھلوں کو کسی نے تناول نہیں فرمایا یہانتک کہ نبیؐ اُن کے پاس پہونچے اور سب نے اُن پھلوں کو تناول فرمایا۔ اُن پھلوں کی خصوصیت یہ تھی کہ جتنا اس میں سے کھایا جاتا تھا

---

[1] مدینۃ المعاجز سید ہاشم بحرانی ص ۲۵۲ باب ۸۶۔

[2] مذکورہ بالا روایت کو سید ہاشم بحرانی نے معالم الزلفیٰ میں لکھا ہے۔

پھر وہ پھل اپنی اصلی حالت پر ہو جاتا تھا یعنی کم نہ ہوتا تھا۔ یہانتک کہ جناب پیغمبرؐ خدا نے دنیا سے انتقال فرمایا۔ جناب امام حسینؑ فرماتے ہیں کہ ان پھلوں میں کسی قسم کا تغیر یا کمی جناب فاطمہؑ کے ایام حیات میں نہیں ہوئی۔ مگر جب جناب معصومہؑ نے انتقال فرمایا تو انار غائب ہو گیا۔ اور جب جناب امیرالمومنینؑ شہید ہوئے تو سفرجل (بہی) غائب ہو گئی۔ اور سیب امام حسنؑ کے پاس موجود تھا مگر وہ اپنی اصلی حالت پر تھا۔ یہ سیب میرے پاس بعد شہادت (امام حسنؑ مجتبیٰ) تھا۔ یہانتک کہ میں کربلا پہونچا اور میرا محاصرہ پانی سے کیا گیا۔ تو جب مجھے پیاس زیادہ معلوم ہوتی تو میں اسے سونگھ لیتا تھا میری پیاس کی شدت کم ہو جاتی تھی۔ اور جب مجھ پر پیاس کی شدت زیادہ ہوئی تو میں نے اُس سیب کو کاٹ دیا۔ جب کہ مجھے اپنی موت (شہادت) کا یقین ہو گیا۔

جناب امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو میں نے اپنے والد امام حسینؑ کی شہادت سے ایک گھنٹہ قبل سُنا۔ جب امام حسینؑ شہید ہو گئے تو میں نے اُس سیب کی خوشبو اُن کے حائر شہادت میں پایا۔ مگر تلاش کرنے پر اُس کا کوئی نشان نہ ملا۔ اور اُس کی خوشبو امام حسینؑ کی شہادت کے بعد باقی رہی۔ اور جس نے اُن کی قبر کی زیارت کی تو اُس کی خوشبو وہاں پائی۔ پس جو شیعہ اُس سیب کی خوشبو سونگھنا چاہے تو اُسے چاہیئے کہ وقت سحر اُس سیب کی خوشبو تلاش کرے اگر وہ مخلص ہے تو ضرور اُس سیب کی خوشبو اُس کو معلوم ہوگی۔ [۱]

---

[۱] ناسخ التواریخ جلد ۶۔ ص ۴۲۱۔ مناقب ابن شہر آشوب ج ۲۔ ص ۳۹۱۔ مدینۃ المعاجز سید ہاشم بحرانی ص ۲۶۰ باب ۱۱۵۔ راویہ ام سلمہ زوجہ نبیؐ۔ و اسرار الشہادۃ آقائے دربندی کتاب مذکورہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ جملا احادیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بہت سے اطفال و بنات شدت عطش سے ہلاک ہو گئے عاشور محرم کے دن قبل غروب آفتاب کے۔ اور بعض کتب مقاتل میں تصریح ہے کہ عطش اطفال، و بنات ہالکین اور (بقیہ ص ۲۱۵ پر ملاحظہ فرمائیں)

(۳۶)
خانہ کعبہ کی چھتیسویں فضیلت

احترامات خانہ کعبہ سے ایک احترام یہ بھی ہے کہ اس پر غلاف چڑھانے کی خدمت خداوند عالم نے جناب اسماعیلؑ ابن جناب ابراہیمؑ کو سپرد کی اور اس کو غلاف سے زینت دی۔ تو اس زمانہ میں طریقہ یہ تھا کہ عرب (کپڑا یا آلہ) ہدیۃً پیش کرتے تھے اور ان کی ماں اور ان کی بیوی درست کرتی تھیں۔ یعنی خانۂ کعبہ کا غلاف تیار کرتی تھیں۔ اور جناب اسماعیلؑ اس غلاف کو خانۂ کعبہ پر چڑھاتے تھے۔ اس کے بعد جناب سلیمانؑ نے اس خدمت کو انجام دیا۔ اور ہر زمانے کے سلاطین اس خدمت کو انجام دیتے رہے۔

فضیلت امام حسینؑ

اور امام حسینؑ کی عزت اس سے بھی زیادہ عظیم ہو گئی کہ خداوند عالم نے ان کے لئے حلۂ جنت ہدیۃً بھیجا اور جناب پیغمبر خداؐ نے اس حلہ کو امام حسینؑ کو پہنایا تھا۔ جیسا کہ روایت ام سلمہؓ میں ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہؐ کو دیکھا کہ وہ امام حسینؑ کو ایسا لباس پہنا رہے ہیں جو لباس دنیا سے نہیں تھا۔ تو میں نے سوال کیا کہ یہ کیسا لباس ہے

(صلا۲۱ کا بقیہ) عطش سید الشہداؑ کے درمیان وہ نسبت ہے جیسے ایک قطرہ کو نسبت ہوتی ہے سمندر سے۔ چنانچہ وہ سیب جس کا ذکر روایت میں ملتا ہے کہ امام عالیمقام استشمام فرماتے تھے مسکن عطش نہ تھا بلکہ النہایات عطش کیلئے مسکن تھا۔ اور ہم نے اس بات کو ثابت کیا ہے اخبار و متسامعہ متضافرہ اور زیارات متکاثرہ متواترہ کے ذریعے کہ امام حسینؑ پیاسے شہید کئے گئے۔ حدیث مذکورہ بالا معارض عطش نہیں ہے اصلاً اس بات پر کہ سید الشہداؑ پیاسے شہید نہیں ہوئے۔ بلکہ حدیث تفاح فائدہ دیتی ہے اس بات پر کہ شہادت کے ایک ساعت قبل یہ تفاح النہایات عطش کیلئے مسکن تھا۔ بقیہ اصحاب اپنے النہایات عطش کے وقت سید الشہداؑ کے پاس آتے تھے۔ انگوٹھے کو آنحضرتؑ کی ہتھیلی پر رکھ دیتے تھے۔ ان کو تسکین ہو جاتی تھی بعض کے منہ میں اپنا انگوٹھی دیدی بعض کے دہن میں اپنی زبان دیدی۔

(جو آپ امام حسینؑ کو زیب تن کر رہے ہیں) تو پیغمبرؐ خدا نے جواب دیا کہ یہ خداوند عالم کی جانب سے امام حسینؑ کیلئے ہدیہ آیا ہے اور اس کا تکمہ جناب جبرئیلؑ کے بال کا ہے۔

اور ایک مرتبہ امام حسینؑ نے لباس تو زینت کیلئے شب عید طلب کیا۔ اور رضوان جنت لباس لایا۔ اور جناب فاطمۃ الزہراؑ نے امام حسینؑ اور اُن کے بھائی امام حسنؑ مجتبیٰ کو شب عید پہنایا۔ [۱]

اور کبھی امام حسینؑ نے عید کے دن لباس طلب کیا اور خداوند عالم نے لباس بھیجا۔ اور جبرئیلؑ نے اس لباس کو سُرخ رنگ کا رنگا اور جناب رسولؐ خدا نے اُس لباس کو امام حسینؑ کے زیب تن کیا۔ اور جب امام حسینؑ سُرخ رنگ کے لباس کو زیب تن کر چکے تو جناب جبرئیلؑ رو دیئے۔ جیسا کہ دوسری روایت میں ہے۔ اور یہ واقعہ دلالت کرتا ہے کہ امام حسینؑ کی حُرمت خداوند عالم کے نزدیک بہت عظیم ہے۔

اور کبھی امام حسینؑ نے لباس طلب کیا ہے مگر کہنہ۔ زینت کیلئے نہیں، اور نہ عید کے دن، بلکہ یوم عاشورہ۔ اور کہنہ لباس کو اس لئے پہنا تھا کہ اُس کی طرف کوئی رغبت نہ کرے۔ اور جناب زینبؑ امامؑ مظلوم کے طلب کرنے پر لباس کہنہ لائیں۔ امامؑ نے اس لباس کہنہ کو جگہ جگہ سے چاک کر دیا اور پہن لیا۔ اور اس لباس کہنہ کو امامؑ کے خون نے اُس رنگ کا رنگ دیا جس رنگ کا جناب جبرئیلؑ نے اُن کے لباس کو زمانہ پیغمبرؐ خدا میں رنگا تھا۔ اور اس لباس کہنہ کو خاک کربلا غبار آلود کر رہی تھی۔ اور اس لباس کو نیزے اور تلواریں اور تیر جگہ جگہ سے پھاڑ رہے تھے۔ اور اسحاق ابن حویہ ملعون نے اس کو (امامؑ کے بدن مبارک سے) اُتار لیا۔ اس کے بعد لاشۂ امامؑ مظلوم صحرائے کربلا میں عریاں پڑا رہا۔ اس حالت میں اُن کی بہن جناب زینبؑ نے دیکھا تو ندا دی ھٰذا حسینٌ مرمّل بالدماء (اے جدّ بزرگوار) یہ حسینؑ ہیں جو خاک و خون میں آلودہ ہیں۔

---

[۱] مناقب ابن شہر آشوب ج ۳ ۔ ص ۳۹۱ ۔

ارشاد رب العالمین ... الم تر کیف ... بکلمات ...

(۲۷) خانۂ کعبہ کی ستائیسویں فضیلت

اے رسولؐ ! کیا تم نے نہیں دیکھا کہ تمہارے پروردگار نے ہاتھی والوں کے ساتھ
کیا کیا۔" (جب انھوں نے خانۂ کعبہ کے ڈھانے کا ارادہ کیا) الم یجعل
کیدھم فی تضلیل " کیا اس نے ان کی تمام تدبیر غلط نہیں کر دی۔ وارسل
علیھم طیراً ابابیل " اور ان پر جھنڈ کی جھنڈ پرندے ... بھیجے
ترمیھم بحجارۃ من سجیل " جو ان کے اوپر پتھر کی کنکریاں پھینکتی تھیں
اور وہ ان کنکریوں کو جہنم سے لائی تھیں۔ یہ کنکریاں مسور کے دانے کے برابر تھیں
اور یہ کنکریاں ہاتھی والوں کے سروں پر گرتی تھیں اور پیچھے سے نکل جاتی تھیں ...
فجعلھم کعصف ماکول " تو انھیں چبائے ہوئے بھوسے کی مانند کر دیا

امام حسینؑ کی فضیلت

- اور جب ... نے
نے ارادہ کیا کہ بیت رسولؐ کو امام حسینؑ کے قتل سے ... خراب کریں ...
نے اگرچہ انھیں چند مصالح کی بنا پر مہلت دیدی تھی مگر اس نے بعد ان کی ...
غلط کر دیا۔ اور ان پر دنیا میں مسلط کر دیا مختار کو جس نے (بنی امیہ اور ان کے ...
امام حسینؑ کو) بری طرح قتل کیا۔ اور سخت سزائیں دیں۔ اور ...
کو آگ سے جلا کر دنیا میں چبائے ہوئے بھس کی طرح کر دیا۔ اور بہت سے ...
کو جناب مختار علیہ الرحمہ نے آگ سے جلا دیا۔ اور بہت سے قاتلوں کو ...
ہوئے روغن میں ڈال کر جلا دیا۔ اور بعض قاتلین ... کو آگ سے ...
اور خاص طور سے ابن زیاد لعین کے جسم کو ... اور ...
سے جلا دیا۔ اور بعض کو آگ سے جلا دیا جیسا کہ ... ابن زیاد کی ...
اور اس طریقہ سے بھی انھیں سزا دی گئی کہ قبر کی روایت ... ابن زیاد ...
ہے کہ اس کا چہرہ آگ سے بعض اوقات جلنے لگتا تھا تو اس کو ...

یزید لعین (کو بھی سزا ملی) کہ وہ ایک ایسی شراب موت پی کر سویا کہ صبح کو مردہ پایا گیا۔ اُس کے جسم نجس کو دیکھنے سے معلوم ہوتا تھا کہ اُس پر تارکول لپیٹا ہوا ہے۔ یعنی جل کر سیاہ ہو گیا تھا۔ بلکہ (بعض) وہ چیزیں جن کو ظالموں نے لوٹ لیا تھا وہ جیسے اُونٹ[1] کا گوشت یا زعفران وہ چیزیں جو زعفران سے مشابہ ہیں۔

(۲۸) خانۂ کعبہ کی اٹھائیسویں فضیلت

جو ائمہ کے حق کو پہچانتا ہے اُس کی نظر خانۂ کعبہ کی طرف اُس کے گناہوں کی مغفرت کا سبب ہے۔ پس جو محب ائمۂ طاہرین خانۂ کعبہ کو دیکھتے ہیں تو اُن کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اور دُنیا و آخرت کے غم کو زائل کرنے کیلئے خانۂ کعبہ کی طرف دیکھنا کافی ہے۔

فضیلت امام حسینؑ

امام حسین علیہ السلام کی طرف دیکھنا بہت بڑی عبادت ہے۔ اس لئے کہ پیغمبرؐ خدا اسی غرض سے امام حسین علیہ السلام کو دیکھتے تھے۔ بلکہ بعض اوقات جب پیغمبرؐ خدا بھوکے ہوتے تھے تو کہتے تھے جب میں حسنؑ و حسینؑ کو دیکھتا ہوں تو میری بھوک ختم ہو جاتی ہے۔ اسی طرح امام حسینؑ کے والد جناب امیر المومنین علیہ السلام بھی ان کو دیکھتے تھے۔ مگر جب جناب رسول خدا صلعم و علی مرتضیٰؑ ان دونوں حضرات (حسنین علیہم السلام) کو دیکھتے تھے تو حالت گریہ اور رقت اُن پر طاری ہو جاتی تھی۔ اسی طرح امام حسینؑ کی قبر کی طرف دیکھنا بھی عبادت ہے۔ مگر قبر امامؑ کے دیکھنے کی تاثیر یہ ہے کہ جو اُن کی قبر کو دیکھتا ہے اُس پر رقت طاری ہو جاتی ہے ——— خصوصاً جناب علی اکبرؑ کی قبر کی طرف جب نظر پڑتی ہے۔ جو

---

[1] بعض روایات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ قوم اشقیاء نے امام حسینؑ کے ناقوں میں سے کسی ایک ناقہ کو ذبح کر دیا تھا مگر اس کا گوشت جل کر راکھ ہو گیا۔

امام حسینؑ کے بائیں جانب ہے تو رقت غالب ہوتی ہے۔ کیونکہ جو دیکھتا ہے جناب علی اکبرؑ کی قبر کو تو اُن پر رحم کرتا ہے جیسا کہ روایت میں ہے۔[۱]

(۲۹) خانۂ کعبہ کی اُنتیسویں فضیلت

حج کے متعلق وارد ہوا ہے کہ جو شخص حج کیلئے پیسہ خرچ کرتا ہے تو ہر درہم خداوند عالم کے یہاں ہزار درہم شمار ہوتا ہے۔

فضیلت امام حسینؑ

ابن سنان نے صادق آل محمد علیہم السلام سے دریافت کیا کہ حج میں جتنے پیسے خرچ ہوتے ہیں اُن میں ہر درہم خداوند عالم کی بارگاہ میں ایک ہزار شمار ہوتا ہے۔ پس اُن کے لئے کیا ہے جو خرچ کرے آپ کے جد امام حسینؑ کی قبر پہ جا کے۔ صادق آل محمدؑ نے ارشاد فرمایا کہ اے ابن سنان ایک درہم شمار ہوتا ہے الف الف الف۔۔۔ دراہم اور دس مرتبہ الف کو شمار کیا۔ (الف بمعنی ایک ہزار کے ہیں) اسی حساب سے اُس کے درجات بلند ہوتے ہیں۔ اور خداوند عالم کی رضا زائر سید الشہداءؑ کے لئے اس اجر سے بہتر ہے۔[۲]

(۳۰) خانۂ کعبہ کی تیسویں فضیلت

خداوند عالم نے قبل زمین بچھانے کے مکہ کو خلق کیا۔ اور اُس کو حرم بنایا۔

فضیلت امام حسینؑ

کربلائے معلیٰ کی فضیلت میں جناب امام زین العابدینؑ سے روایت ہے کہ حضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ

---

[۱] ریاض القدس و بحار الانوار۔

[۲] بحار الانوار جلد ۲۲ - و کامل الزیارات باب ۴۶ - ص ۱۲۸-

خداوند عالم نے کربلائے معلّٰی کو امن و برکت والا حرم بنایا اور خانۂ کعبہ کی خلقت سے چوبیس ہزار (۲۴۰۰۰)
برس پہلے خلق فرمایا۔ اور جب خداوند عالم (قرب قیامت) زمین کو حرکت دیگا
اور جائیگا تو کربلاء اپنی تربت نورانیہ صافیہ کے ساتھ بلند کی جائیگی۔
اور جنت کے باغات میں جو افضل ہوگا اُس سے ملحق کر دی جائیگی اور جنت کی
بہترین جگہوں میں قرار دی جائیگی۔ اور یہ جنت کے باغات میں اس طرح روشن
ہوگی جس طرح کوکب دری ستارگان کے درمیان اہل ارض کے لیے چمکتا ہے۔
اور یہاں (زمین کربلاء) کا نور تمام اہل جنت کی نگاہوں کو چکاچوند کر دیگا۔
اور وہ (زمینِ کربلاء) بآواز بلند کہے گی۔ میں اللہ کی وہ مقدس وطیب و مبارک
زمین ہوں جس میں سیدالشہداء اور سید شباب اہل جنت مقیم ہیں۔[1]

خانۂ کعبہ کی اکتیسویں فضیلت

وہ کرامات و بزرگی جو اللہ نے زمین مکہ کو عنایت فرمائی

ہے اس کی بنا پر زمین مکہ نے فخر و مباہات کیا اور کہا کہ میرے مثل کون ہو سکتا
ہے کیونکہ میری پشت پر خانۂ کعبہ ہے۔ میری طرف لوگ من کل
فج عمیق ہر گہرے راستے سے آتے ہیں۔

فضیلت امام حسینؑ

اور کربلائے معلّٰی کو
یہ فضیلت حاصل ہے۔ وہ اس لئے کہ جب زمین مکہ نے فخر کیا
تو خداوند عالم نے اس کی طرف وحی فرمائی کہ خاموش ہو جا تجھکو زمین کربلاء پر
جو فضیلت ہے وہ تیری فضیلت زمین کربلاء کے مقابل میں اتنی ہی ہے جتنی
ایک سوئی ڈبونے پر پانی لے سکے۔ اگر زمین کربلاء نہ ہوتی تو میں تجھکو فضیلت
نہ دیتا۔ اور اگر وہ (امام حسینؑ) نہ ہوتے جس کو زمین کربلاء اپنے دامن میں

---

[1] [illegible]

لئے ہوئے ہے تو میں نہ تجھے پیدا کرتا اور نہ اس گھر کو جس پر تو نازاں ہے۔ پس تو خاموش ہو جا فخر نہ کر۔ پس تو ذلیل و خوار و متواضع ہو جا بغیر عار محسوس کئے ہوئے۔ اور سرکشی اور تکبر نہ کر زمین کربلا کے مقابل میں ورنہ میں تجھے مسخ کر دوں گا اور جہنم میں داخل کروں گا۔ پھر زمین کربلا کیلئے مفاخرت ہے۔ اس دنیا میں بھی فخر ہے اور اس فخر پر خداوند عالم نے اُسے روکا نہیں۔ اور اُس کے لئے بعد قیامت جنت میں بھی فخر حاصل ہے۔

اور زمین کربلا کی وہ مفاخرت جو اُس کو دنیا میں ہے وہ یہ کہ خداوند عالم نے اُس سے کہا کہ بیان کر اُس فضیلت کو جو تجھیں اللہ نے عنایت کی ہے۔ پس زمین کربلا گویا ہوئی کہ میں اللہ کی وہ مبارک و مقدس زمین ہوں کہ میری تربت دیاتی میں شفا ہے اور میں فخر نہیں کرتی بلکہ میں ذلیل و خوار ہوں اُس ذات کی بارگاہ میں جس نے مجھے یہ فضیلت عنایت کی ہے۔ اور میں فخر نہیں کرتی ہوں ان زمینوں پر جو مجھ سے رتبہ میں پست ہیں۔ بلکہ میں اپنی اس فضیلت کو اللہ کا شکریہ ادا کرنے کیلئے بیان کر رہی ہوں۔ تو اللہ نے زمین کربلا کو بزرگی عنایت کی اور اس کے شرف کو زیادہ کیا امام حسینؑ اور اُن کے اصحاب کے ذریعہ۔ کیونکہ اُس نے خالق کی بارگاہ میں تواضع کیا اور اُس کا شکریہ ادا کیا۔ لیکن زمین کربلا کا فخر کرنا جنت میں تو یہ اُس وقت ہوگا جب یہ جنت کے افضل و اعلیٰ واز ہر باغ میں ملحق ہو جائیگی۔ تو اُس وقت باآواز بلند کہے گی، میں اللہ کی مقدس و طیب و مبارک زمین ہوں کہ سید الشہداء، سید شباب اہل الجنۃ مجھ میں ساکن ہیں۔ [1]

(۳۲)
خانۂ کعبہ کی بتیسویں فضیلت

خانۂ کعبہ بیت عتیق ہے یعنی طوفان (نوحؑ) سے سالم ہے۔ یا قدیم زمانہ سے اس کا

---

[1] ملاحظہ ہو کامل الزیارات باب ۸۸۔ ازص ۲۵۹ تا ۲۷۱۔

طواف کیا جاتا ہے اس لئے یہ گرامی ہے۔

فضیلت امام حسینؑ۔ اور امام حسین علیہ السلام وہ بیت عتیق ہیں جن کا حائر طوفان اور اُس پانی سے جو اُن کی قبر پر لایا گیا تھا تاکہ اُن کی قبر کے نشان کو مٹا دیا جائے سالم رہا۔ اور امام حسینؑ وہ عتیق ہیں جن کا احترام قبل خلقت آسمان و زمین ہوا۔ اور ہوتا چلا آرہا ہے۔ اور وہ امام حسینؑ جو عتیق ہونے کے باوجود معتق بھی ہیں (جو اپنے زائر کو اور رونیوالوں کو اور اپنے سوالی کو) جہنم سے آزاد کر دینگے۔ اور وہ حضرت جہنم سے آزاد کرانے کا سبب بھی ہیں۔

(۳۳) خانۂ کعبہ کی تیتیسویں فضیلت

خانۂ کعبہ کے لئے "حطیم"[1] ہے۔ جس کے توسّل سے بندگانِ خدا کے گناہ معاف ہوتے ہیں۔

فضیلت امام حسینؑ۔ اور امام حسینؑ کے توسّل سے گذشتہ و آئندہ کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اور امام حسینؑ کے توسّل سے ایسا ہو جاتا ہے کہ گویا اُس کی ماں نے اُس کو آج ہی پیدا کیا ہے۔

(۳۴) خانۂ کعبہ کی چونتیسویں فضیلت

خانۂ کعبہ کیلئے "مستجار" ہے کہ پناہ ملتی ہے اس کے ذریعے سے خوف کرنے والے کو عذاب سے۔ (مستجار، یعنی پناہ لینے کی جگہ)

---

[1] حطیم، وہ درمیان اُس رکن کے جس میں حجر اسود ہے اور درمیان باب کے واقع ہے۔ جیسا کہ روایت میں وارد ہوا ہے۔ اور اس کا نام حطیم اس لئے رکھا گیا ہے کہ لوگ اس مقام پر ازدحام کرتے ہیں دُعا کیلئے۔ اور حجر اسود کا نام بھی حطیم ہے (کہ جو شخص اس مقام پر دعا کرے اس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں) منہ

فضیلت امام حسینؑ - اور امام حسین علیہ السلام جس دن سے پیدا ہوئے اُسی دن سے ملائکہ کے مستجار ہیں۔ پھر لوگوں کے لئے قیامت تک مستجار ہیں۔

(۳۵) خانۂ کعبہ کی پینتیسویں فضیلت

خداوند عالم نے حجر جناب اسمٰعیلؑ ذبیح کو خانۂ کعبہ کے پاس جگہ دی۔ اور اُس حجر (پتھر) کو اپنی نشانیوں میں شمار کیا جیسا کہ روایت میں ہے۔ اور اسی جگہ جناب اسمٰعیلؑ اور اُن کی لڑکیوں کی قبر بھی ہے۔ اور حجر جناب اسمٰعیلؑ کے دوسری جانب میں درمیان رکن و مقام کے ستر انبیاء کی قبریں ہیں۔ جن کا انتقال بھوک اور پریشانی کی وجہ سے ہوا۔ جیسا کہ روایت میں ہے۔

فضیلت امام حسینؑ - جس طرح بیت اللہ سے متصل قبر جناب اسماعیلؑ ہے اسی طرح امام حسینؑ سے متصل جناب علی اکبرؑ کی قبر ہے جو ذبیح ثانی ہیں۔ مگر جناب علی اکبرؑ ایسے ذبیح ہیں کہ جن کا فدیہ نہیں آیا بلکہ وہ ذبح کر دیئے گئے۔ اور جناب اسمٰعیلؑ ایسے ذبیح ہیں جن کا فدیہ دنبہ آیا اور وہ ذبح ہونے سے بچ گئے۔ اور جس طرح خانۂ کعبہ سے متصل ستر انبیاء کی قبریں ہیں اسی طرح امام حسین علیہ السلام سے متصل بہتر صدیقین کی قبریں ہیں۔ یعنی صدیقین کی قبریں امامؑ کی پائینتی میں جو پیاسے اور مجروح قتل کر دیئے گئے اور سب کے سب ایک حفرہ میں دفن کئے گئے۔ اور حائر اُن کی قبر کو اپنے احاطہ میں لئے ہوئے ہے۔ اس کے علاوہ کربلا میں دو سو انبیاء دو سو اوصیاء مدفون ہیں جیسا کہ صحیح روایت میں ہے۔ [1]

---

[1] کامل الزیارات باب ۸۸ - ص ۲۷۱ -

(۳۶) خانۂ کعبہ کی چھتیسویں فضیلت

خانۂ کعبہ کے اطراف میں ایسے مقامات ہیں جو بزرگ و محترم ہیں جیسے منیٰ، مشعر، عرفات، صفا، مروہ۔

فضیلت امام حسینؑ - اور امام حسینؑ کی قبر کے اطراف میں بھی ایسے مقامات ہیں جو مشرف و معظم ہیں۔ کیونکہ منیٰ کو شرف اس لئے حاصل ہے کہ وہ جناب اسمٰعیلؑ کے پیشانی کے بل لیٹنے کی جگہ ہے تو مقتل (جو زمین کربلا میں ہے) امام حسینؑ و علیؑ و عبداللہ و عباسؑ و قاسمؑ ایسے برگزیدہ کے قتل کی جگہ ہے اگرچہ بواسطۂ محل ہدی و قربانی گئے ہیں۔ اور اگر منیٰ کو شرف اس لئے ہے کہ وہ قربانی کی جگہ ہے تو مقتل ایسے شہداء کے ذبح ہونے کی جگہ ہے۔ جن کے حق میں ارشاد نبویؐ ہے کہ وہ لوگ میری اُمت کے شہداء کے سردار ہیں۔

اور اگر مشعر اکرام کو شرف اس لئے حاصل ہے کہ وہاں پر جناب ابراہیمؑ نے خواب دیکھا کہ اپنے بیٹے کے ذبح کے لئے مامور ہوئے ہیں۔ تو وہ جگہ جہاں عالمِ بیداری میں دیکھا گیا کہ فرزند ذبح ہو گیا، یقیناً افضل ہوگی۔ [1]

(۳۷) خانۂ کعبہ کی سینتیسویں فضیلت

خداوند عالم نے اپنے خلیل (جناب ابراہیمؑ) کو حکم دیا کہ خانۂ کعبہ کے حج کا اعلان کریں اور اس کی طرف لوگوں کو آنے کے لئے ندا دیں۔ چنانچہ خداوند عالم نے جناب ابراہیمؑ سے کہا کہ "وَ اَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّ عَلٰی كُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ"

---

[1] ملاحظہ ہو اسرار الشہادۃ آقائے دربندی از ص ۲۵۳ تا ۲۵۴ -

اور لوگوں کو حج کی خبر کردو ، لوگ تمہارے پاس پیادہ اور
چھوٹی سواری پر دور و دراز سے آ آ کر پہنچیں گے ۔،،
اس حکم پر عمل کرنے کے لئے جناب ابراہیم خلیل مقام پر گئے اور ندا دی
هَلُمَّ اِلَی الْحَج حج کے لئے دوڑو ،،

فضیلت امام حسینؑ - خداوند عالم نے امام حسینؑ
کے فضائل بیان کرنے کے لئے اپنے حبیب جناب محمد مصطفےؐ کو موذن و
منادی قرار دیا - پس پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
لَا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی "
اور فرمایا - اَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ تَارِکٌ فِیْکُمُ الثَّقَلَیْنِ کِتَابَ اللّٰهِ وَ
عِتْرَتِیْ اَهْلَ بَیْتِیْ ،، اور امام حسینؑ کے دامن سے متمسک رہنے کے لئے
اور نصرت کرنے کے لئے متعدد بار اعلان کیا - جناب حذیفہ ابن یمان کہتے ہیں کہ
میں نے رسول اللہ کو کہتے ہوئے سنا درانحالیکہ رسول اللہؐ امام حسینؑ کا دست مبارک
پکڑے ہوئے تھے ۔ اے لوگو ! یہ ہیں حسینؑ ابن علیؑ انہیں
پہچان لو ، قسم ہے اُس ذات کی کہ جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ
حسینؑ اور اُن کے دوست اور اُن کے دوست کے دوست جنت میں ہونگے ۔،،
اور خود امام حسینؑ نے بھی لوگوں کو اپنی طرف آنے کے لئے خبر دی اور اپنی نصرت
کے لئے متعدد بار بلایا - کبھی مدینہ میں اور کبھی ان دونوں کے درمیان میں اور
کبھی کربلا میں لوگوں کو اپنی نصرت کے لئے کبھی خطبہ کے ذریعہ اور کبھی خطوط
کے ذریعہ بلایا ، کبھی استغاثہ کے ذریعہ بلایا - پس لوگ امام حسینؑ کی
طرف پیادہ بھی آئے ۔ سواریوں پر بھی آئے اور امامؑ کی نصرت بعض اُن لوگوں
نے بھی کی جنھوں نے امامؑ کو اُس زمانہ میں نہیں پایا - اور وہ شیعہ لوگ
جو اُن کے سامنے شہادت کی تمنا کرتے تھے ، بعض اُن کی زیارت کرکے نصرت
کرتے ہیں ، بعض اُن پر گریہ کرکے نصرت کرتے ہیں - اور بعض فرش عزا بچھا کے

اور امامؑ کے نام پر خرچ کرکے امامؑ کی نصرت کرتے ہیں)

(۳۸)

خانۂ کعبہ کی اڑتیسویں فضیلت

خداوند عالم نے خانۂ کعبہ کے لئے قربانی کا جانور معیّن کیا ہے۔ اور وہ یہ کہ اس کو کعبہ تک پہونچایا جائے گا جیسا کہ آیۃ شریفہ میں ہے۔ "ھدیًا بالغ الکعبہ"، اُس جانور کو جو خانۂ کعبہ کے لئے ہے اُس کو وہاں تک پہونچایا جائیگا۔ اور اس حکم سے خانۂ کعبہ کی تعظیم مقصود ہے۔ اور اُس کو شرف دینا ہے۔

فضیلت امام حسینؑ۔ خداوند عالم کا احسان ہے امام حسین علیہ السلام پر کہ اُن کو کعبہ سے زیادہ مشرف و معظم قرار دیا ہے اور یہ اس لئے کہ خداوند عالم نے حکم دیا ہرنی کو کہ وہ اپنے بچے کو امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں پہونچائے قبل اس کے کہ امام حسینؑ کی آنکھوں سے آنسو نکلیں۔ چنانچہ روایت میں ہے کہ ایک اعرابی جناب رسالتمآبؐ کی خدمت میں آیا اور کہا کہ میں نے ایک ہرن کا بچہ شکار کیا ہے اور اُس کو آپ کے پاس لایا ہوں تاکہ آپ کے دونوں فرزند حسنؑ و حسینؑ کو تحفہ دوں۔ پیغمبر اسلامؐ نے اُس کے تحفہ کو قبول فرمایا اور اُس کو دعائے خیر دی۔ اُس وقت امام حسن علیہ السلام اپنے نانا کے پاس موجود تھے۔ ہرن کے بچے کی طرف رغبت کی۔ رسول اللہؐ نے وہ ہرن کا بچہ امام حسنؑ کو دیدیا۔ تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ امام حسین علیہ السلام تشریف لائے دیکھا کہ ہرن کا بچہ اُن کے بھائی کے پاس ہے اور وہ اس بچے سے کھیل رہے ہیں۔ امام حسینؑ نے فرمایا کہ اے نانا بھائی حسنؑ کو آپ نے ہرن کا بچہ دیا ہے اور مجھے نہیں دیا۔ اور یہ کہکر ہرن کا بچہ مانگنا شروع کیا۔ پیغمبرؐ خدا خاموش تھے اور امامؑ کو اپنے کلام سے تسلی دیتے تھے۔ مگر امامؑ کی حالت یہ ہو گئی کہ قریب تھا کہ رو دیں کہ ناگاہ ہم لوگوں کو (راویان حدیث) مسجد کے دروازہ پہ

شور و غل سنائی دیا۔ ہم لوگوں نے دیکھا کہ ایک ہرن اپنے بچہ کو لئے ہوئے ہے اور اس کے پیچھے ایک بھیڑیا ہے جو ہرن اور اس کے بچہ کو رسول اللہؐ کی بارگاہ میں لا رہا ہے۔ یہانتک کہ وہ سب رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس وقت ہرنی بقدرت خدا گویا ہوئی اور کہا کہ یا رسول اللہؐ میرے دو بچے تھے۔ ایک کو صیاد نے شکار کیا اور اس کو آپ کی خدمت میں لایا۔ اور دوسرا بچہ میرے پاس تھا۔ اس سے میں خوش تھی اور اس کے ذریعہ میں دردِ دل بہلا رہی تھی۔ میں نے ایک ہاتف غیبی کی ندا سنی کہ اے ہرنی اپنے بچہ کو جلد از جلد رسول اللہؐ کی خدمت میں پہونچا دے۔ کیونکہ امام حسینؑ اپنے نانا کے پاس کھڑے ہیں اور عنقریب رونے والے ہیں۔ اور جتنے ملائکہ ہیں سب نے اپنے سروں کو عبادت خانہ سے بلند کر لیا ہے۔ اگر امام حسینؑ رو دیے تو جتنے ملائکہ مقربین ہیں سب امام حسینؑ کی خاطر رو دیں گے۔ اور دوسری ندا میں نے یہ سنی کہ اے ہرنی جلد خدمتِ رسولؐ میں پہونچ اس لئے کہ حسینؑ کی آنکھوں سے آنسو نکلنے والے ہیں۔ اگر تو نے ایسا نہ کیا تو میں تیرے پیچھے ایک بھیڑیئے کو مسلط کر دیتا ہوں جو تجھکو اور تیرے بچہ کو کھا لیگا۔ یا رسول اللہؐ میں اپنے بچہ کو لے کر آپ کی خدمت میں آئی ہوں۔ اور میں نے بہت طویل مسافت طے کی ہے۔ مگر میرے لئے زمین سمٹی اس لئے میں اتنا جلد آپ کی خدمت میں آسکی۔ میں اپنے پروردگار کی حمد کرتی ہوں کہ میں آپ کی خدمت میں پہونچ گئی قبل اس کے کہ امام حسین علیہ السلام کی آنکھوں سے آنسو نکلے۔ اس واقعہ کو سنکر اصحاب نے تکبیر و تہلیل بلند کی۔ اور نبیؐ نے ہرنی کو خیر و برکت کی دعا دی۔ اور امام حسینؑ نے ہرنی کے بچہ کو لیا اور اپنی ماں جناب فاطمہ زہراؑ کے پاس لے گئے۔ جناب فاطمہؑ اس واقعہ سے بہت مسرور ہوئیں۔ ۱؎

۱؎ ناسخ التواریخ (بحوالہ بحار الانوار جلد ۶ ص ۳۷ - و مدینۃ المعاجز ص ۲۵۰ - باب ...)۔

(۳۹) خانۂ کعبہ کی انتالیسویں فضیلت

خانۂ کعبہ کے حج کے لئے محرم مہینوں میں (ذی الحجہ) جو افضل ہے اُسے منتخب کیا گیا ہے اور حج کے لئے اس مہینہ کو مخصوص کیا گیا۔ اور عمرہ کیلئے سال کا ہر دن ہے۔

فضیلت امام حسینؑ ۔ اور امام حسینؑ کے لئے بھی اُسی وقت کو (جس میں حج ہوتا ہے) معین کیا گیا۔ بلکہ خداوند عالم پہلے زائرین امام حسینؑ پر یوم عرفہ نظر کرتا ہے۔ اس کے بعد اہل عرفات پر۔ اس کے علاوہ امام کی زیارت کے لئے سال میں کئی مخصوص اوقات ہیں۔ اور سال میں ہر دن امامؑ کی زیارت کرنا مطلقاً مستحب ہے۔

(۴۰) خانۂ کعبہ کی چالیسویں فضیلت

مسجد الحرام میں ایک وقت کی نماز ایک لاکھ نماز کے برابر ہے۔

جیسا کہ روایت میں ہے۔ اور یہ بھی حدیث میں وارد ہوا ہے کہ ایک نماز مسجد رسولؐ میں ایک ہزار نماز کے برابر ہے۔ پس ہو گی یہ نماز ہزار ہزار نماز کے برابر۔

فضیلت امام حسینؑ ۔ حدیث میں وارد ہوا ہے کہ صادق آل محمدؑ نے فرمایا کہ اے شعیب جب کوئی شخص قبر امام حسینؑ کے پاس نماز پڑھتا ہے تو خداوند عالم اُس کی نماز کو قبول کرتا ہے۔ پھر امام ؑ نے فرمایا کہ اے شعیب تمہارے (زائر کے) لئے ہر رکعت کے عوض میں جو تم قبر امام حسینؑ کے پاس پڑھو گے اُس شخص کا ثواب ہے کہ جس نے ایک ہزار حج کیا ہو اور ایک ہزار عمرہ بجا لایا ہو اور ایک ہزار غلام راہِ خدا میں آزاد کیا ہو۔ اور اُس شخص کا ثواب ہے جو راہ خدا میں [illegible] ایک ہزار بار کھڑا ہو۔

(کامل الزیارات باب ۸۳ [illegible] ۲۶ - بحار جلد ۹۷ - ص ۲۰۷)

خانۂ کعبہ کی اکتالیسویں فضیلت (۴۱)

خداوند عالم نے اس پر جو خانۂ کعبہ کا حج کرے واجب کر دیا ہے کہ وہ احرام باندھے ترک مال کا۔ اور اپنی ازدواجی تعلقات کو ترک کرے۔ اسی طرح خوشبو لگانا، زینت کرنا، سرمہ لگانا، سایہ میں چلنا اور سِلا ہوا لباس پہننا ترک کرے۔

فضیلت امام حسینؑ۔ مستحب ہے اُس کے لئے جو امام حسینؑ کی زیارت کو جائے کہ وہ غبار آلود، بھوکا پیاسا ہو۔ اور خوشبو کو ترک کرے اور ہر لذیذ غذا کا تارک ہو۔ اور اپنے گھر سے کربلا تک حزین و غمگین جائے۔[1]

خانۂ کعبہ کی بیالیسویں فضیلت (۴۲)

خانۂ کعبہ مکہ جس کی پشت پر خانۂ کعبہ ہے خداوند عالم نے اسے یہ شرف عنایت کیا کہ وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مولد ہے اور خانۂ کعبہ امیرالمومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام کا مولد ہے۔

فضیلت امام حسینؑ۔ امام حسینؑ کو یہ شرف ملا کہ اُن کا مدفن زیارت گاہِ جناب محمد مصطفےٰؐ و علیٔ مرتضیٰؑ ہے۔ سال کے اکثر اوقات میں یہ دونوں بزرگوار ہمیشہ امام حسینؑ کی زیارت کرتے ہیں۔

خانۂ کعبہ کی تینتالیسویں فضیلت (۴۳)

یہیں سے اسلام کی ابتدا ہوئی ہے۔ اور اسی جگہ مشرکین سے جدائی ہوئی ہے۔

---

[1] کامل الزیارات باب ۴۸ - ص۱۳۱ -

فضیلت امام حسینؑ - اور امام حسینؑ کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ کربلا، ایمان کے ظہور کا مبدا ہے اور یہیں سے مخالفین مومنین سے جدا ہوتے ہیں۔ اس لئے کہ بعض روایات میں آیا ہے کہ کربلا، قبۂ اسلام ہے۔[1]

(۴۴) خانہ کعبہ کی چوالیسویں فضیلت

خداوند عالم نے اس جگہ ایک سو بیس[120] خاص رحمتیں مہیا کیں ہیں۔ جیسا کہ حدیث میں ہے۔

فضیلت امام حسینؑ - اور وہ چیز (زیارت) جو امام حسینؑ سے متعلق ہے اس میں ایک سو بیس[120] خاص رحمتوں سے زیادہ مہیا ہیں۔ جیسا کہ ہم نے واضح کیا وسائل امام حسینؑ میں۔ (یعنی ساتویں عنوان میں جو زیارت امام حسینؑ کے ثواب کو لکھا ہے وہ ایک سو بیس[120] "خاص رحمتوں" سے کہیں زیادہ ہے)۔

(۴۵) خانہ کعبہ کی پینتالیسویں فضیلت

مکہ ہی سے سرور کائناتؐ کو ایک بار پیادہ معراج ہوئی۔ یا تو بیت ہانی یا بیت شعیب سے ہوئی۔

فضیلت امام حسینؑ - امام حسینؑ کا مدفن پیغمبر خداؐ کی دوسری معراج ہے۔ اس لئے کہ پیغمبر خداؐ کا ارشاد ہے "اسری بی الی موضع یقال لہا کربلاء مجھے اس جگہ لیجایا گیا جسے کربلا کہتے ہیں۔ اس میں مجھے مقتل حسین دکھایا گیا"۔ اس کے علاوہ کربلا، امام حسینؑ کی یوم عاشورہ معراج ہے۔ اور اس کے علاوہ کربلا، ملائکہ کی معراج ہے۔[2]

---

[1] کامل الزیارات۔ [2] بحار الانوار ج ۲۲ - وکامل الزیارات۔

خانہ کعبہ جناب ابراہیم خلیل اللہ کی ذریت و عیال

(۴۶) خانۂ کعبہ کی چھیالیسویں فضیلت

کے ٹھہرنے کی جگہ ہے۔ خداوند عالم نے ان کو حکم دیا کہ خانۂ کعبہ کے پاس اپنے عیال کو تنہا چھوڑ دیں اور چلے جائیں۔

فضیلت امام حسینؑ ۔ (خدا نے) امام حسینؑ کو حکم دیا کہ وہ اپنے عیال کو کربلا میں اپنے مدفن و مقتل کے پاس حیران و خطشار تنہا چھوڑ دیں۔ البتہ خلیلؑ خدا نے اپنے عیال کے لئے اس طرح دعا کی ”ربنا انی اسکنت من ذریتی بواد غیر ذی زرع عند بیتک المحرم ربنا لیقیموا الصلوٰۃ فاجعل افئدۃ من الناس تھوی الیھم وارزقھم من الثمرات“ اور جب امام حسینؑ نے اپنے عیال کو چھوڑا تو اُن سے کہا کہ قید ہونے کے لئے تیار رہو اور جو مصیبتیں تم پر نازل ہونے والی ہیں اُس پر صبر کرو۔

خدائے عالم نے اُنکو حکم دیا جو خانۂ کعبہ

(۴۷) خانۂ کعبہ کی سینتالیسویں فضیلت

سے افضل ہیں۔ اشرف مخلوقات یعنی جناب محمد مصطفےٰ صلعم کو کہ خانۂ کعبہ کے ارکان کا بوسہ لیں اور اُسے جو میں خاص کر بعض ارکان کعبہ کو۔ اور یہ خانۂ کعبہ کی ایسی فضیلت ہے جو اس کے تمام فضائل پر بالاتر ہے۔

فضیلت امام حسینؑ ۔ اور ایسے ہی فضیلت ہمارے سید مظلوم امام حسینؑ کو بھی حاصل ہے۔ اس لئے کہ جناب رسول خدا ان کو گود میں لیتے تھے اور بوسہ لیتے تھے، اُن کے تمام اعضا کو چومتے تھے۔ اور اُن کے گلے، قلب، پیشانی اور ہونٹوں کو بکثرت چومتے تھے۔ اور جس طرح کہ خدا

رُکنِ عراقی و شامی کا بوسہ لینا کسی سِر (راز) کے ماتحت تھا۔ مثلاً یہ کہ یہ رکن یمین عرش سے ہے۔ یا اس کے علاوہ کوئی دوسرا علم ہے جس کے ماتحت پیغمبرؐ خدا خصوصیت سے رُکن عراقی و شامی کا بوسہ لیتے تھے تو اُسی پیغمبرؐ خدا کا امام حسین ؑ کے جسم کے مخصوص حصّہ کا کثرت سے بوسہ لینا اسرار و معجزات و اخبارات کے ماتحت تھا۔ لیکن پیغمبرؐ خدا کا امام حسین ؑ کے گلے کا کثرت سے بوسہ لینا اس کا سِر و راز ہمیں معلوم ہے۔ لیکن امامؑ مظلوم کی پیشانی کا کثرت سے بوسہ لینا، تو ممکن ہے کہ کہا جائے کہ اس لئے امامؑ مظلوم کی پیشانی کا بوسہ لیتے تھے کہ پیشانی پر وہ پتھر پڑنے والا ہے کہ جس نے پیشانی کو توڑ دیا۔ اور امام حسینؑ کے چہرۂ مبارک پر خون بہہ کر آیا یا یہ کہ وہ تیر کے واقع ہونے کی جگہ ہے۔ اور ممکن ہے کہ یہ بھی کہا جائے کہ پیشانی محل سجود ہے۔ یا اس واسطے پیشانی کا بوسہ لیتے تھے کہ پیشانی مومن کے نور کے ظاہر ہونے کی جگہ ہے۔ جیسا کہ روایت میں وارد ہے کہ مومن کی پیشانی کا بوسہ لینا چاہیئے اس لئے کہ وہ محل نور ہے۔ اور امام حسینؑ اس مقام میں خصوصیت خاصہ رکھتے تھے۔ اور سجدہ آنحضرتؐ کا سجدۂ مخصوص تھا۔ اور بیان اس کا یہ ہے کہ حالتِ سجود خود بھی جملہ حالات تقرب خدا سے ہے صورتاً اور معنیً جیسا کہ دلالت کرتا ہے اس مطلب پر خدا وندِ عالم کا قول " وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ اور سجدہ کرو اور قربِ خدا حاصل کرو "

اور حدیث میں وارد ہوا ہے کہ سب سے زیادہ نزدیک خدا وندِ عالم کی طرف بندہ کے حالات سے حالت سجود ہے۔ اور امام حسین علیہ السّلام کے لئے مخاص سجود ہیں کہ اُس وقت درجات تقرب الٰہی میں ترقی فرماتے تھے۔ جس وقت وطن سے نکلے، یہاں تک حالت سجود میں پیشانی خاک پر رکھا بارادہ سجدہ۔ اور پھر بعد اُس سجدہ کے سر بلند فرمایا۔ اور پھر سرِ مبارک بلند کیا گیا نیزہ پر جیسا کہ عبارت مذبوحٌ من القفاء سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت حالت سجدہ میں پس گردن سے ذبح کئے گئے۔ بالجملہ جناب پیغمبرؐ خدا پیشانیٔ مبارک کو بوسہ دیتے تھے۔

لیکن بوسہ دنیا جناب رسالتمآبؐ کا قلب منور کو۔ پس سر اس کا یہ ہے کہ وہ (قلب) تیر سہ شعبہ کا تھا جو حقیقت میں (یعنی تیر سہ شعبہ) امام حسینؑ کے قتل کا سبب تھا۔ لیکن بوسہ دینا جناب رسالتمآبؐ کا لب و دندان امام حسینؑ کو پس ان میں سے ایک راز یہ بھی ہے کہ دربار ابن زیاد میں سر امامؑ رکھا ہوا تھا اور وہ ملعون اپنی چھڑی سے سر مبارک پر مار رہا تھا کہ زید ابن ارقم صحابی رسولؐ اس کو برداشت نہ کر سکے اور یہ فرمایا

"ارفع قضیبک من هاتین الشفتین فلقد رأیت رسول اللہؐ یقبلهما مرارًا"

اے ابن زیاد (ملعون) اٹھالے سر مبارک سے اپنی چھڑی کو اس لیے کہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ جناب رسالتمآب صلعم امام حسینؑ کے لب و دندان کا بار بار بوسہ لیتے تھے۔"

(۴۸) خانۂ کعبہ کی اڑتالیسویں فضیلت

یہ ہے کہ کسی وقت طواف کرنے والوں سے خالی نہیں رہتا ہے نہ رات میں نہ دن میں۔

فضیلت امام حسینؑ - اور جب سے امام حسینؑ شہید ہوئے ہیں روضۂ مبارک کسی وقت زوار سے خالی نہیں رہتا ہے۔ زائر بشر سے ہوں یا ملائکہ سے، یا وحوش ہوں یا جن، اہل دنیا سے ہوں یا اہل سے دوسرے عوالم کے۔ جیسا کہ روایات اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔[۱]

(۴۹) خانۂ کعبہ کی انچاسویں فضیلت

یہ ہے کہ خداوند عالم نے اہل عالم کا امتحان

---

[۱] ملاحظہ ہو کامل الزیارات و بحار الانوار جلد ۲۲۔

فرمایا ہے حرم کعبہ ہے۔ (جیسا کہ) جناب امیر المومنین عؑ نے اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا ہے کہ خداوند عالم نے اس زمین (مکہ) کو قرار دیا ہے درمیان زمین ہائے سنگلاخ کے۔ انتفاع کے اعتبار سے بہت تنگ ہے۔ اور اس کے (مکہ معظمہ کے) اطراف سخت اور پہاڑ بکثرت ہیں اور ریتیلا میدان ہے اور پانی بہت کم ہے اور اور قریہ ایک دوسرے سے بہت دور ہے۔ یہ سب خلائق کے امتحان کے واسطے قرار دیا ہے۔

فضیلت امام حسینؑ ۔ لیکن بیت حقیقی امام حسینؑ کے ذریعہ کسوٹی امتحان عالم کی ہوئی جس وقت آواز استغاثہ فرمائی۔ زمین کے ایسے بقاع میں جو بہت ہی ضیق تھا۔ اور دشمنان دین حضرتؑ کا احاطہ کئے ہوئے تھے۔ اور چاروں طرف سے تلواروں اور نیزوں اور تیروں کے دار چل رہے تھے۔ اور چاروں طرف لاشیں خاک و خون میں غلطاں پڑی ہوئی تھیں۔ پس اس وقت خداوند عالم نے تمام خلائق کا امتحان لیا اور ان کو امام حسینؑ کی نصرت و مدد کا حکم دیا اور تلبیہ کا حکم دیا جیسا کہ ہم اس کیفیت کو باب زیارت میں بیان کر چکے ہیں۔ و نیز یہ کہ مکہ اُم القریٰ ہے اور امام حسینؑ ابو الائمۃ الطاہرین ہیں۔

خانۂ کعبہ کی پچاسویں خصوصیت (۵۰) یہ ہے کہ خداوند عالم نے تارک حج کو باوجود استطاعت کے بطور مبالغہ بزرگی و شدت عذاب کے کافر شمار کیا ہے۔

فضیلت امام حسینؑ ۔ اور جو شخص امام حسینؑ کی زیارت باوجود قدرت و استطاعت کے ترک کر دے تو تعبیر اس کی اس طرح ہوئی ہے کہ تارک زیارت امام حسینؑ یا تو مومن نہیں ہے یا ناقص الایمان ہے یا شیعہ نہیں ہے اور عاق رسول خدا ہے۔ حالانکہ زیارت امام حسینؑ مستحب ہے اور حج واجب ہے۔[۱]

(۱ ملاحظہ ہو کامل الزیارات باب ۷۹ ص ۲۹۰۔ و باب ۹۸ ص ۲۹۳)

المطلب الثالث

(تیسرا مطلب)

تیسرا مطلب ـــــــــ بیان میں اس امر کے کہ ثواب زیارت امام حسینؑ برابر ہے حج کے ثواب کے بلکہ زیادہ ہے اس کے غیر سے۔

جان تو کہ امام حسینؑ کو فعل حج میں مدخلیت خاص حاصل ہے۔ اس لئے کہ وہ (یعنی امام حسینؑ) بیت اللہ حقیقی ہیں۔ اس واسطے کہ امام مظلوم نے اللہ کے لئے چند حج مخصوص کئے ہیں۔ نہ کوئی سابق سبقت کر سکتا ہے ان حجوں کے مقابل میں اور نہ کوئی بعد حضرت کے ملحق ہو سکتا ہے۔ اور امام مظلوم کے ہر حج کے واسطے ترکیب خاص اور مواقف خاص اور مناسک مخصوصہ تھے۔ اور اس بیت اللہ حقیقی (یعنی امام حسینؑ) کے لئے حجاج مخصوص ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کے لئے مناسک خاص ہیں۔ اور وہ مخصوص حجاج چند قسم کے ہیں۔

۱۔ انبیاء و ملائکہ ہیں۔ ۳۔ شہداء (کربلا)

۲۔ امام مظلوم کے اہلبیت۔ ۴۔ امام حسینؑ کے شیعہ۔

پس ہم یہاں پانچ مقصد بیان کریں گے۔

(۱) پہلا مقصد۔ امام حسینؑ کے حج کے بیان میں۔

جان تو کہ امام حسینؑ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آنحضرتؑ نے اللہ عزوجل کی خوشنودی کیلئے آٹھ قسم کے حج بجا لائے ہیں۔

اوّل یہ کہ امامؑ مظلوم پچیس مرتبہ پیادہ خانۂ کعبہ کا حج بجالائے۔ ان میں سے بعض حج اپنے برادر حقیقی امام حسن مجتبیٰ علیہ السّلام کے ساتھ بجالائے۔ اور

ان میں سے بعض حج امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد بجالائے۔ اور ان میں سے بعض حجوں میں امیر حاج سعد ابن وقاص تھے۔ پس جبکہ قافلۂ حجاج نے اثنائے راہ میں امام حسنؑ اور امام حسینؑ سے ملاقات کی (تو دیکھا کہ) دونوں شاہزادے پیادہ چل رہے ہیں۔ اس لئے تمام حجاج مع امیر حاج کے پیادہ ہوگئے اور دونوں شاہزادوں کے ساتھ پیادہ چلنے لگے۔ پس سعد ابن ابی وقاص دونوں شاہزادوں کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا ابن رسولؐ اللہ لوگوں کو پیادہ چلنے سے تکلیف اور زحمت ہے اور سوار ہونا گوارا نہیں اس لئے کہ آپ دونوں پیادہ چل رہے ہیں۔ اس لئے بہتر ہے کہ آپ (دونوں) دونوں سوار ہوجائیں تو تمام حجاج سوار ہوجائینگے۔ یہ کہکر دونوں شاہزادوں کا راستہ حاضر کیا۔ دونوں شاہزادوں نے فرمایا کہ ہم دونوں نے اپنے نفسوں پر پیادہ بیت اللہ کا حج کرنا لازم قرار دیا ہے۔ لیکن ہم دونوں قافلہ سے علٰحدہ ہوجاتے ہیں تاکہ حجاج کو سوار ہونا ناگوار نہ ہو۔ یہ فرماکر دونوں شاہزادے قافلہ سے علٰحدہ ہوگئے اور تمام حجاج اپنے اپنے مرکبوں پر سوار ہوئے۔ [1]

(۲) **دوسری قسم** - امام مظلوم کا حج قلبی، باطنی اور روحانی تھا۔ یعنی حقائق آن اعمال حج کے باطنی اور ظاہری بطور عنوان اور دلیل کے ہیں۔ اس لئے کہ احرام کے لئے معنائے قلبی ہیں۔ اور ہر ایک عمل کے لئے جیسے سلے ہوئے لباس کا علٰحدہ کردینا اور دوسرے لباس احرام کا پہن لینا اور تلبیہ کرنا اور طواف کرنا اور سعی کرنا، اور عرفات و مشعر الحرام میں وقت معینہ پر قیام کرنا اور قربانی کرنا اور سر منڈانا اور رمی کرنا یعنی جمرۂ اولیٰ اور ثانیہ اور ثالثہ کو کنکریاں مارنا اور بیتوتہ کرنا یعنی مقام منیٰ میں تین روز تک قیام کرنا روح باطن اور حقیقت ہے۔ اور یہ صورت حج حقیقی کے واسطے وضع کی گئی ہے۔ اور تفصیل ان کی آن روایات متعددہ میں ہے کہ جن میں اسرار حج بیان کئے گئے ہیں۔ اور امام حسینؑ نے جمع فرمایا

---

[1] ارشاد مفید ص ۲۹۲۔

تمام اعمال حج کے باطن کو اور حقیقت کو اُس کے مناسک کے اور بواطن کو اُس کے ظواہر کے اور رُوح کو تمام اعمال کے اور حقائق کو اُن کی صورتوں کے اپنے حج کی عبادت میں۔ اور ان امور کے سبب سے امامؑ مظلوم نے تعمیل فرمایا اُن خطابات کو جو آنحضرتؐ کے متعلق وارد ہوئے تھے۔ جیسا کہ عارف مند برا در اہل بصیرت پر ظاہر ہے۔ اس واسطے کہ رُوح ارادۂ حج اور مناسک حج اجمالی طور سے لینے قلب کا خالی کرنا علاقہ ہائے دنیا سے اور رخصت کر دینا دنیا اور راحت دنیا کو اور تسلیم کر لینا قضائے الٰہی کو اور ترک کر دینا علائق کا یہانتک کہ لباس بھی ترک کر دے اور احرام کی گرہ کو کھول دے۔ اور درگاہِ الٰہی میں حاضر ہونا اور ایک دروازے کے بعد دوسرے دروازے پر اِذن طلب کرنا اور سعی کرنا اپنے آقا کی خدمت میں۔ اور اُن کے عذابات کی طرف دوڑے۔ اور دفع کرنا اُس کے دشمنوں کو۔ اور پناہ مانگنا اپنے آقا کے آستانہ سے۔ اور اطاعت اور امتثال حکم کرنا۔ اور امام حسینؑ سے واقع ہوئے۔ تمام حقائق اعمال حج کے۔ اور امامؑ مظلوم سے واقع ہوئے حقیقت صریحاً حج حقیقی کے اور بہ اشارۃً اور بہ ضمناً واقع ہوئے جیسا کہ مناسک حج میں ہے۔ پس امام مظلومؑ نے مثالاً ایسے اعمال کو تصور فرمایا اور خارج میں ان کو وجود میں لائے۔

(۳) **تیسری قسم** ۔ وہ حج ہے جسے حج تمتع کہا جاتا ہے۔

اس حج کا امامؑ نے احرام باندھا جبکہ مکہ معظمہ میں مقیم تھے۔ اور جب امام مظلومؑ کو یہ معلوم ہو گیا کہ وہ (یعنی حج تمتع) تمام نہ ہوگا۔ اور امام مظلومؑ نے یزید کی جانب سے اپنی ہلاکت کا خطرہ محسوس کیا۔ یعنی اگر حج کو تمام کرتے تو شیاطین بنی اُمیہ آنحضرتؑ کو دھوکے سے حرم میں قتل کر دیتے۔ اس لئے امام مظلومؑ نے حج کو عمرۂ مفردہ سے بدل دیا اور اُس کے مناسک کو بجا لائے اور اس کے بعد محل ہو گئے۔ اور دوسرے حج کا احرام باندھا اور اسی طرح محرم اور محل ہوئے۔ یعنی احرام باندھنا امام حسینؑ کے خصائص میں سے ہے۔ جس کی تفصیل عجیب و غریب ہے۔ (اور وہ) امام مظلومؑ

کے خصائص میں سے ہے۔

پس ہم کہیں گے اس کے بیان میں کہ امام حسین علیہ السلام محل ہوئے اُس حج سے جس کی طرف ندا دینے والے (جناب ابراہیمؑ) خلیلؑ تھے۔ جس وقت ندا فرمائی عباد اللہ ھلمّ الی الحج بندگان خدا حج کی طرف دوڑو۔ پس جن کے نطفہ نے جو مردوں کے صلبوں میں تھے خلیلؑ خدا کی آواز پر جواب دیا اُن کے حق میں خالقِ کائنات نے حج کو مقدر کر دیا۔ اور احرام باندھا ایسے حج کا کہ جس کی ندا خداوند جلیل کی طرف سے تھی آسمانوں کی خلقت سے پہلے۔ (خطاب الٰہی ہوا) اشتر نفسک للہ اے حسینؑ اپنے نفس کو خدا کی راہ میں فروخت کر دو۔

اور محل ہوئے امام حسینؑ ایک ایسے حج سے کہ جس کی میقات مسجد شجرہ ہے۔ (مسجد شجرہ مدینہ طیبہ میں واقع ہے جہاں حاجی احرام باندھتے ہیں) اور احرام باندھا ایک ایسے حج کا کہ جس کی میقات شجرہ (مبارکہ موسٰیؑ) ہے۔ کہ جس سے جناب موسٰیؑ نے انّی انا اللہ لا الٰہ الا انا کی آواز سنی۔ (شجرۂ مبارکہ موسٰیؑ سرزمین کربلا مقتل امام حسینؑ میں تھا جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا ہے[1])۔

اور امام حسین محل ہوئے اُس حج سے جس میں سلے ہوئے لباس جسم سے علیحدہ کر دیئے جاتے ہیں۔ اور دو چادر سفید بصورت کفن باندھ لیتے ہیں۔ اور احرام باندھا اُس حج کا جس میں لباس جسم مبارک سے علیحدہ کر دیئے گئے یہاں تک کہ جامۂ پوشیدہ کو جسے زیر لباس پہنا تھا۔ بلکہ اُس جامہ کو جا بجا چاک کر ڈالا تھا تاکہ اُس کی طرف کوئی متوجہ نہ ہو۔ اُس کو بھی اشقیا نے جسم پارہ پارہ پر رہنے نہ دیا۔ بلکہ امام مظلومؑ نے دو قسم کے لباس پہنے ایک خون کا لباس دوسرے غبار کا لباس۔ (یعنی امام مظلومؑ کا لاشہ خون آلود و گرد آلودہ پڑا تھا)۔

اور امام حسینؑ محل ہوئے اُس حج سے کہ جس کے نزدیک تیل سے ترک خضاب ہے

---

[1] بحار الانوار جلد ۴۴ -

ریش کے لئے اور پیا تھ پاؤں میں مہندی لگانا جائز نہیں ہے۔ اور احرام باندھا ایسے حج کا کہ جس کے اعمال میں سے یہ تھا کہ چہرۂ مبارک اور ریش مقدس اور سرِ مبارک (بلکہ تمام اعضائے بدن) خون سے رنگین ہو جائیں۔

اور محل ہوئے امام حسینؑ ایک ایسے حج سے کہ اس میں ترکِ تظلیل (سایہ) ہے۔ چاہے وہ مشی (چلنے) کی حالت میں ہوں یا حالت قیام میں ہو یا حالت نوم میں ہوں۔ اور احرام باندھا ایک ایسے حج کا کہ جس میں سایہ نہ تھا نہ چلنے کی حالت میں اور نہ قیام کی حالت میں اور نہ حالت نوم میں۔

اور محل ہوئے امام حسین علیہ السلام اُس حج سے کہ جس کا احرام کشف الراس یعنی سر کے بال کا منڈانا ہے۔ اور احرام باندھا اُس حج کا کہ جس کے افعال سے راہِ خدا میں سر کٹانا تھا۔

اور امام حسینؑ محل ہوئے ایسے حج سے کہ جس کے اعمال میں سے ایک یہ بھی ہے کہ حرم کے پرندوں کو دانۂ گندم وجو دینا مستحب ہے۔ اور احرام باندھا ایک ایسے حج کا کہ جس کے اعمال سے یہ ہے کہ جو حرم امام حسینؑ کے طائر ہوں گے ان کو دل کی محبت کا دانہ دیا جائے۔

اور امام حسینؑ محل ہوئے ایک ایسے حج سے کہ جس میں میت کو کافور کا حنوط نہیں کیا جاتا ہے۔ اور احرام باندھا ایک ایسے حج کا کہ جس میں آب سدر و آب کافور اور خالص پانی سے بغیر لازمی ہے۔ (یعنی شہید راہِ خدا کو آب کافور اور آب سدر اور خالص پانی سے غسل نہیں دیا جاتا بلکہ اُن کی لاش اُسی حالت میں دفن کرنا واجب ہے)۔

اور امام حسینؑ محل ہوئے حج تمتع سے۔ اور احرام باندھا ایک ایسے حج کا کہ جس میں عمرۂ تمتع اور افراد اور حج تمتع اور قران وافراد تھا۔

اور محل ہوئے امام حسینؑ ایک ایسے حج سے کہ جسے اللہ کی زیادہ تر عبادت کرنے والے بجا لائے تیس ہزار سال پہلے جناب آدمؑ کی خلقت سے۔

اور احرام باندھا ایک ایسے حج کا کہ جسے (سوائے امام مظلوم ؑ کے) کوئی نہیں بجالایا۔

اور امام حسین علیہ السلام محل ہوئے حج اصغر سے۔ اور حج اکبر کا احرام باندھا۔

اور محل ہوئے امام حسین علیہ السلام حج ظاہری سے۔ اور حالات کی نسبت کے لحاظ سے حج ظاہری اور حج باطنی کا احرام باندھا۔

اور محل ہوئے امام حسین علیہ السلام ایسے حج سے جس کی استطاعت (بجالانے کی) بہت سے لوگ رکھتے ہیں۔ اور احرام باندھا ایسے حج کا کہ جس کے بجالانے کی استطاعت کوئی نہیں رکھتا (سوائے امام حسین ؑ کے)۔

اور محل ہوئے امام حسین ؑ اس حج سے کہ جس کی بابت اللہ نے حکم دیا ہے قرآن مجید میں جو نازل ہوا نبی ؐ کی زبان پر تمام جن و انس کے لئے۔ اور احرام باندھا ایک ایسے حج کا جس کے بجالانے کے لئے خداوند تعالیٰ نے حضرت امام حسین ؑ کو اپنے رسالہ خاص میں حکم دیا تھا۔ اور اسی صحیفہ خاص میں بارہ مہریں سونے کی لگی ہوئیں تھیں جسے کبھی آگ نے مس بھی نہیں کیا تھا۔ اور وہ صحیفہ جناب جبرئیل امین پیغمبر خدا ؐ کے پاس لائے تھے۔ اس میں کی ایک ایک مہر ہر امام کے نام سے تھی۔ تیسری مہر جو امام حسین ؑ کی جانب منسوب تھی اس میں امام مظلوم ؑ سے خطاب تھا یا حسین اشر نفسک للہ واخرج باقوام للشہادۃ لھم الا معک وقاتل حتی تقتل "اے حسین ؑ اپنے نفس کو خدا کی راہ میں فروخت کر دو۔ اور ہمراہ اپنے اہلبیت اور بعض اصحاب کے جو آپ کے ساتھ شہید ہوں گے سفر غربت اختیار کرو۔ اور ان کی شہادت نہیں ہوگی مگر آپ کے ساتھ اور خدا کی راہ میں جہاد کرو یہانتک کہ شہید ہو جاؤ"[1]

---

[1] اصول کافی جلد ۱۔ محمد بن یعقوب کلینی باب ۵۱ الائمۃ لم یفعلوا شیئاً (بقیہ ص ۲۴۱ پر ملاحظہ)

اور محل ہوئے امام حسینؑ ایک ایسے حج سے کہ جس کے موذن خلیلؑ خدا حضرت ابراہیمؑ تھے کہ وہ مخاطب کئے گئے خداوند عالم کے اس قول سے واذن فی الحج للناس یاتوک رجالاً وعلیٰ کل ضامرٍ۔ اور احرام باندھا اس حج کا جس کے موذن اعلان والے رسول اللہؐ تھے اس وقت جبکہ امام مظلومؑ قبر جناب رسالتمآبؐ پر رخصت آخری کے لئے تشریف لائے تھے اور اپنے نانا کی اُمت کی شکایت کی تھی اور اُن کے ظلم و جور کو بیان فرمایا۔ یہانتک نیند کا غلبہ ہوا۔ امام مظلومؑ نے اپنے سر مبارک کو قبر مطہر پر رکھا اور نوم خفیف میں تھے۔ گویا امام مظلومؑ بیدار تھے۔ خواب میں دیکھا کہ جناب پیغمبرؐ خدا تشریف لائے ہیں اور اور اپنے سینہ سے لگایا اور دونوں آنکھوں کے درمیان کا بوسہ لیا۔ اور امام حسینؑ کو شہادت کے لئے خروج کا حکم دیا۔ اور جو مصائب امام مظلومؑ پر وارد ہونے والے تھے وہ سب حضرتؐ نے بیان فرمایا[1]۔ اور دوسری مرتبہ حالت بیداری میں مدینہ منورہ میں بھی بیان فرمایا تھا جس وقت کہ جناب جابر ابن عبداللہ انصاری نے امام حسینؑ سے مدینہ میں کہا تھا کہ میں آپ کے حق میں بہتر سمجھتا ہوں کہ آپ بنی اُمیہ سے صلح کرلیں جیسا کہ آپ کے بڑے بھائی امام حسنؑ مجتبیٰ نے صلح کرلی تھی اور موفق ہوئے۔ تو امام مظلومؑ نے جابر ابن عبداللہ انصاری سے فرمایا کہ سامنے نظر کرو۔ پس جناب جابر نے حکم امامؑ سے نظر کی تو دیکھا کہ سامنے جناب رسولؐ خدا و علی مرتضیٰؑ اور امام حسنؑ مجتبیٰ ہیں۔ یہ لوگ ارشاد فرما رہے ہیں کہ اے جابر امام حسینؑ کے فعل میں جو وہ کر رہے ہیں شک مت کرو۔ (امام حسنؑ نے اللہ کے حکم سے صلح کرلی تھی اور امام حسینؑ اللہ کے حکم سے جہاد کے لئے جا رہے ہیں)۔ جیسا کہ معالم الزلفیٰ میں سید ہاشم بحرانی نے روایت کی ہے۔

(بقیہ صفحہ ۲۴۰) ولا یفعلون الا بعھد من اللہ عزوجل۔ از ص ۲۷۹ تا ص ۲۸۵۔

[1] ناسخ التواریخ جلد ۶ ص ۱۵۹۔ واسرار الشہادہ آقائے دربندی۔

اور محل ہوئے امام حسینؑ ایک ایسے حج سے کہ جس کی ایک ہی قسم ہے۔ یعنی جب اُس کے مناسک سے حاجی فارغ ہوجاتا ہے تو وہ محل ہوجاتا ہے۔ اور احرام باندھا (امام مظلومؑ نے) ایک ایسے حج کا کہ جو پانچ حجوں سے مرکب تھا۔ یعنی جب امام مظلومؑ ایک حج کے مناسک سے فارغ ہوجاتے تھے اور محل ہوجاتے تھے تو پھر دوسرے حج کا احرام باندھتے تھے اور محرم ہوجاتے تھے۔

اور اس کا اجمالی بیان یہ ہے کہ امام مظلومؑ نے احرام باندھا میقات مدینہ سے اور تلبیہ فرمایا مثل جناب موسیٰ کلیم اللہؑ کے حج کے۔ جبکہ (جناب موسیٰ نے) جبکہ فرعون سے بیزار ہوکر ترک وطن فرمایا۔ اور اُس وقت اس آیت کی تلاوت کی "عسیٰ ربی آن یھدینی سواء السبیل" عنقریب میرا رب میری ہدایت کریگا ہدایت سیدھے راستے والے کی طرف"
اور یہ اُس وقت فرمایا جبکہ فرعون اور اُس کی قوم کو ترک کیا بایں وجہ فرمایا
"فخرج منھا خائفاً یترقب قال رب نجنی من القوم الظالمین"
پس (جناب موسیٰؑ) شہر مصر سے نکلے خوفزدہ ہوکر اور فرمایا کہ پالنے والے مجھکو قوم ظالمین سے نجات دے۔" اور اسی آیت کی امام حسینؑ نے تلاوت فرمائی جب مدینہ سے عازم سفر عراق ہوئے۔

اور جب جناب موسیٰؑ چاہِ مدین پر پہونچے تو فرمایا "عسیٰ ربی ان یھدینی سواء السبیل" اور امام حسین علیہ السلام جب مکہ معظمہ میں وارد ہوئے تو اسی آیت کی تلاوت فرمائی۔[۲] (جیسے جناب موسیٰؑ فرعون سے خوفزدہ ہوکر شہر مصر سے نکلے ویسے ہی امام حسینؑ یزید لعین سے خوفزدہ ہوکر مدینہ سے نکلے اور مامن خانہ کعبہ میں پناہ لی)۔

اور جب محل ہوئے اور فارغ ہوئے امام مظلومؑ اس حج سے جو حج جناب موسیٰؑ کے حج سے مشابہ تھا تو احرام باندھا دوسرے حج کا مکہ معظمہ میں۔ یہ حج

---

[۱] ارشاد مفید ص ۲۲۲ [۲] ارشاد مفید ص ۲۳۳۔

مشابہ ہے خلیل خدا جناب ابراہیمؑ کے حج سے جس کی نیت کی تھی (جناب ابراہیمؑ نے)
اپنے قول انی ذاھب الی ربی سیھدین سے۔ یعنی میں اپنے رب کی طرف
جا رہا ہوں عنقریب وہ میری ہدایت کرے گا۔

پس امام حسینؑ نے تلبیہ فرمایا (اُس حج کا جو جناب ابراہیمؑ کے حج سے مشابہ تھا)
اور جب محل ہوئے اور فارغ ہوئے مناسک سے اُس حج کے تو احرام باندھا
امام مظلومؑ نے تیسرے حج کا خیموں سے (کربلائے معلیٰ میں) اور تلبیہ فرمایا اس حج مخصوص
کا اپنے لئے اور اپنے اہلبیتؑ کے لئے۔

اور جب محل ہوئے اور فارغ ہوئے اُس حج کے مناسک سے اور اس کے
تلبیہ سے تو امام مظلومؑ نے احرام باندھا چوتھے حج کا موقف سے۔ (یعنی) قصد
فرمایا میدان جنگ میں مقابلہ کرنے کے لئے اشقیائے اُمت سے۔

اور جب امام مظلومؑ فراغت پائی اس حج کی قربانی سے اور تلبیہ سے تو
پانچویں حج کا احرام باندھا مقتل سے۔ یعنی وہ جگہ جہاں حضرتؑ کے پچھاڑے جانے
کی جگہ ہے۔ اور امام مظلومؑ نے تلبیہ فرمایا ایک حج مخصوص کے لئے جسم مبارک
سے روح کے جدا ہونے کے بعد۔

اور ہر حج کے لئے مخصوص موذن ہیں جنھوں نے اذان دی اُس حج خاص میں۔
اور تمام حجوں میں اعلان دعوت ہے امتثال کے لئے اس امر خاص سے جس کا حکم
کیا گیا اُس صحیفہ میں جو مخصوص ہے امام مظلومؑ سے جس کا ذکر پہلے گذر چکا۔

اور بیان اس کا یہ ہے کہ امام مظلومؑ نے رسول اللہ کی اذان سُنی پہلے حج میں۔
اور اُس حج کی میقات قبر رسولؐ ہے۔ (جب امام مظلومؑ قبر رسالتمابؐ سے رخصت
ہونے کے لئے آئے تو اُس وقت جناب پیغمبرؐ خدا نے سفر عراق کا حکم فرمایا۔ پس
امامؑ نے سفر عراق کا احرام باندھا، تلبیہ فرمایا اور مدینہ سے باہر نکلے)
اور جب امام مظلوم نے اس حج کے مناسک سے فراغت پائی تو مکہ معظمہ
میں اذان ثانی کی آواز سُنی۔ امام نے تلبیہ فرمایا اور دوسرے حج کا احرام باندھا

اور جب امام مظلومؑ نے فراغت پائی دوسرے حج کے مناسک سے اُس وقت جب کربلا پہونچے تا عصر تاسوعا یعنی نویں محرم تک تو تیسرے حج کی اذان خیموں کے سامنے سُنی۔ یہ اذان امام مظلومؑ کے لئے دشوار تر تھی

اور جب امام مظلومؑ نے فراغت پائی تیسرے حج کے مناسک سے بعد زوال یوم عاشورہ تو چوتھے حج کی اذان سُنی جسے حجِ اکبر کہا جاتا ہے۔ یعنی یہ خطاب ہوا قاتل حتیٰ تقتل "اشقیائے اُمت سے جہاد کرو اور شہید ہو جاؤ۔" اور اس حج کے مؤذن شہزادہ علی اکبرؑ تھے جو اپنے جد (جناب رسالتمآبؐ) کی زبان میں اذان دے رہے تھے۔ (جب جناب علی اکبرؑ گھوڑے سے زمین پر گرے تو ندا دی "یا ابتاہ ادرکنی" تو امام حسینؑ اُن کے بالیں پر تشریف لائے۔ جناب علی اکبرؑ نے آنکھیں کھول دیں اور عرض کی اے بابا اس وقت میرے پاس میرے جدا مجد جناب رسالتمآبؐ اور علی مرتضیٰؑ اور حسن مجتبیٰؑ موجود ہیں۔ اور ہمارے جد کے دستِ مبارک میں دو جام ہیں۔ ایک جام مجھکو دیا ہے جس کے پینے کے بعد میں کبھی پیاسا نہ ہوں گا اور دوسرا جام آپ کے لئے ہے۔ اور جناب پیغمبرِ خدا فرماتے ہیں کہ اے حسینؑ جلد آؤ ہم لوگ تمہارے منتظر ہیں۔ [1] تو امام حسینؑ نے تلبیہ کیا اور احرام باندھا موقف (میدان جنگ) سے

اور امام حسینؑ نے اس حج کے مناسک سے اُس وقت فراغت پائی جبکہ افتادہ تھے۔ اور سرِ مطہر قطع کیا گیا تو ندا دی گئی ایک حج اعظم کی یا پانچویں اذان کے ذریعہ۔ اور اس حج کی اذان دینے والا بلا واسطہ خداوند عظیم ہے۔ پس امام مظلومؑ نے اس حج کے لئے تلبیہ فرمایا اس عالم میں (جبکہ سر قلم کر لیا گیا تھا) اور قصد فرمایا ایک ایسے حج کا جو حضرت ہی کے لئے مخصوص تھا۔ اور وہ

---

[1] ناسخ التواریخ ج ۶ - ص ۲۸۲ -

اس حج میں بلا شرکت غیرے ہیں۔ (وحدہٗ لاشریک لہٗ)

بیان اس کا تفصیلی یہ ہے کہ جب لوگوں نے چاہا کہ امام مظلومؑ سے فرعون اُمت یزید ملعون ابن معاویہ کی بیعت لیں تو امامؑ نے ترک وطن کیا اور مدینہ سے نکلے اور مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہوگئے خوفزدہ ہوکر۔ بس امام مظلومؑ نے تلبیہ فرمایا ترک بیعت کا اُن کے ساتھ اپنے رب کی خوشنودی کے لئے اور (تلبیہ فرمایا) اظہار مخالفت کا باوجود قلت ناصر و مددگار کے۔ اور حضرتؑ کو یہ علم تھا کہ لوگ ان کی (امام حسینؑ کی) مخالفت کریں گے اور مدد نہ کریں گے تو حضرتؑ نے اُن سے مخالفت اور مقاتلہ کا احرام باندھا اور تقیہ کو ترک فرمایا۔ اور مکہ معظمہ امامؑ تشریف لائے اور لوگوں کو حق کی طرف دعوت دی اور اس بات کا اعلان فرمایا کہ بنی اُمیہ باطل پر ہیں اُن سے جہاد کرنا واجب ہے۔

اور جب امام مظلومؑ اس حج کے اعمال و مناسک سے فارغ ہوئے اور محل ہوئے خلیلؑ خدا کے حج سے تو احرام باندھا ایک ایسے حج کا جس کی میقات مکہ (معظمہ) ہے۔ وقت احرام یوم عرفہ ہے۔ اور یہ حج حج قران ہے اور قربانی اس حج کی جناب مسلمؑ ابن عقیل ہیں۔ اور مشعر الحرام اس حج کا جناب مسلمؑ کی تنہا دن سے اسی دن ہیں۔ اور جناب مسلمؑ نے شعور فرمایا اُن مصائب کا جو امام حسینؑ پر وارد ہونے والے تھے اور جو اُن کے ساتھ شہید ہونیوالے تھے۔ اور اس حج کے مؤذن جناب رسالتمآب ہیں کہ آنحضرتؐ نے مکہ معظمہ میں امام حسینؑ سے فرمایا۔

" اخرج یا حسینؑ فان اللہ قد شاء ان یراک قتیلا " ؎

" اے حسینؑ تم جلد عراق کی طرف روانہ ہو جاؤ کیونکہ خداوند عالم کے علم میں یہ گذر چکا ہے کہ تم شہید کر دیئے جاؤ گے۔ اور اپنے ساتھ اپنے اہلحرم کو بھی لیجاؤ۔ کیونکہ خداوند عالم کے علم میں یہ چیز آچکی ہے کہ تمہارے اہلبیتؑ دشمنوں میں اسیر و دست گیر ہوں گے۔ ؎

؎ ناسخ التواریخ ج ۶ ۔ ص ۲۰۳ ۔

پس امام حسین علیہ السلام نے تلبیہ فرمایا لبیک اللّٰھم لبیک خرجت
بنفسی واولادی واخوانی وبنی اعمامی وخواص اصحابی ۔۔۔۔۔ الخ

امام مظلومؑ نے فرمایا " بار الٰہ لبیک میں حاضر ہوں اور جاتا ہوں اپنی اولاد اور برادران اور بنی اعمام اور اپنے خاص اصحاب کے ساتھ تیری راہ میں قتل ہونے کے لئے ۔ اور میں لیجاتا ہوں اپنے ساتھ اپنے الحرم کو اور اپنی بہنوں کو اور بیٹیوں کو اسیری کے لئے تیری راہ میں ۔"

" لبیک اللّٰھم فی امرک " امام مظلومؑ نے فرمایا کہ
" لبیک تیرے امر کے امتثال کیلئے حاضر ہوں "

(پھر رسولؐ خدا نے ندا دی) " اخرج باقوام ۔۔۔۔ الخ
" اے حسینؑ نکلو اپنے مخصوص اصحاب کے ساتھ کہ نہیں ہے شہادت اُن کے لئے مگر تمہارے ساتھ ۔"

پس امام مظلومؑ نے احرام باندھا امن سے یعنی وہ مقام جو جائے امن ہے ۔ (جہاں سے دقت وداع کوئی احرام نہیں باندھتا ہے) پس لوگوں کیلئے خانۂ کعبہ امن کی جگہ ہے اور امام مظلومؑ کے لئے خانۂ کعبہ جائے امن نہ تھا۔ چرند پرند اور وحوش کے لئے خانۂ کعبہ جائے امن ہے مگر امام حسینؑ کے لئے جائے امن نہ تھا۔ خانۂ کعبہ اشجار و نباتات کے لئے مامن تھا لیکن امام حسینؑ کے لئے مامن نہ تھا۔ کفار و مشرکین کیلئے خانۂ کعبہ جائے امن تھا لیکن نبیؐ کے نواسہ کے لئے مامن نہ ہوا۔ پس امام مظلومؑ نے احرام باندھا امن کا لیکن راستے میں بھی جو شخص اثنائے راہ میں ملاقات کرتا تھا وہ حضرتؑ کو بیداری کی حالت میں خوف دلاتا تھا اور کہتا تھا کہ آپ شمشیر براں کی باڑھ پر جا رہے ہیں [1] (اور) ہاتف غیبی سے

---

[1] ارشاد مفید ۲۲۰ پر لکھا ہے کہ عمر ابن لوذان نے راستہ میں امام حسینؑ (بقیہ ص ۲۴۷ کے حاشیہ پر)

امام علیہ السلام کے قتل کی ندا آئی تھی ۔ ہر ایک سے حضرت فرماتے تھے کہ میں رضائے الٰہی پر راضی ہوں ۔ بلکہ ہر منزل پر امامؑ کی خبر شہادت دیتے تھے جیسا کہ جناب زینبؑ نے منزل خزیمہ جنگل بیابان میں نصف شب میں چند اشعار سُنے کہ ہاتف غیبی کہتا ہے کہ اس گروہ کو موت اُن کے وعدہ گاہ کی طرف لیجاتی ہے ۔ پس جناب زینبؑ نے سُنکر یہ حال امام حسینؑ سے بیان فرمایا ۔ حضرتؑ نے ارشاد فرمایا کہ جو تقدیر الٰہی میں گذرا ہے وہ ہو کر رہیگا ۔ (اور ہم اہلبیتؑ رضائے الٰہی پر راضی ہیں) اور جب امام مظلومؑ آرام فرماتے تھے تو خواب میں اسباب خوف حاصل ہوتے تھے ۔ چنانچہ ایک روز (راہ سفر میں) خواب سے بیدار ہوئے اور گریہ فرمانے لگے جناب علی اکبرؑ نے فرمایا کہ اے بابا آپ گریہ کیوں کر رہے ہیں ۔ امام مظلومؑ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں ایک شخص کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ یہ قوم راہ سفر میں جا رہی ہے اور موت اُن کا پیچھا کئے ہوئے ہے ۔ جناب علی اکبرؑ نے فرمایا اَلَسْنَا عَلَی الحق "کیا ہم لوگ حق پر نہیں ہیں" حضرت امام حسینؑ نے فرمایا کہ قسم ہے اُس خدا کی کہ جس کی طرف خلائق کی بازگشت ہوتی ہے کہ ہم لوگ حق پر ہیں ۔ جناب علی اکبرؑ نے فرمایا کہ پھر کیا پرواہ ہے ہم کو موت کی ۔ [1]

اور احرام باندھا امام مظلومؑ نے اس اُمید پر کہ خلائق آنحضرتؑ کی نصرت و مدد کرے گی ۔ اور کبھی لوگوں سے اتمام حجت کے واسطے طلب نصرت کرتے تھے ۔

اور احرام باندھا امام مظلومؑ نے اُمید زندگانی سے ۔ پس امام مظلومؑ نے فرمایا عمر بن بوذان سے جبکہ وہ حضرتؑ کو خوفزدہ کر رہا تھا جنگ کیلئے بنی اُمیہ کے ساتھ ۔ امام مظلومؑ نے فرمایا کہ یہ مجھ پر پوشیدہ نہیں ہے ۔ خدا کی قسم مجھکو

(بقیہ ص۲۴۶) سے یہ کہا کہ آپ شمشیر براں کی باڑھ پر جا رہے ہیں

[1] ناسخ التواریخ ج ۶ ۔ وارشاد مفید ۔

یہ گروہ (بنی اُمیہ) ہرگز نہ چھوڑے گا یہانتک کہ نکالیں گے وہ (یعنی بنی اُمیہ) علقہ کو میرے جوف سے۔

پس امام مظلومؑ داخل ہوئے مناسک میں اُس حج کے اور احرام باندھا تمام اماکن اور بلاد کا۔ اور سعی فرمائی کوہ صفا کی طرف کہ وہ کربلاء ہے۔ اور امام مظلومؑ نے وقوف مشعر کے واسطے سرزمین کربلا پر مع اپنے اصحاب واہلبیتؑ کے قیام فرمایا۔ پس احرام باندھا اس مقام میں ہر قسم کے کھانے سے۔ اور احرام باندھا پانی کے پینے سے قرب عاشورہ۔ (یعنی ساتویں محرم سے آب طعام کے ترک کرنے کا احرام باندھا) اور اس حج (دوم) کے مناسک کے تمام کرنے میں داخل ہوئے جس میں حکم تھا خروج کرو ایک قوم کے ساتھ۔ جن کو حکم تھا کہ وہ امام حسینؑ کے ساتھ تکلیفیں اُٹھانے اور اُن سے عہد و پیمان لیں قتل ہونے پر۔ پس جبکہ اعمال و افعال سے اس حج دوم کے فارغ ہوئے تو بلند ہوئی تیسری اذان تیسرے حج کے لئے امام مظلومؑ اور اُن کے اصحاب کے لئے اور اہلبیتؑ کیلئے۔ اور اس حج کی میقات کربلا میں خیام حسینیؑ ہے۔ اور منادی اس حج کے رسول اللہؐ علیؑ و فاطمہؑ اور امام حسنؑ ہیں اور اُن کے ساتھ ایک ملک تھا خداوند عالم کی جانب سے جس کے ہاتھ میں ایک شیشہ زمرد سبز کا تھا۔ اور اس حج سوم کا وقت یوم تاسوعا نویں محرم وقت عصر یوم پنجشنبہ لیلہ عاشورہ ہے۔ اُس وقت امام حسینؑ اپنے سر مبارک کو زانو پر رکھکر فی الجملہ استراحت فرمارہے تھے اور تلوار سامنے رکھی ہوئی تھی۔ پس امام مظلومؑ نے عالم رُویا میں دیکھا کہ جناب پیغمبرؐ خدا فرمارہے ہیں کہ اے فرزند تو شہید آل محمدؑ ہے۔ اور تمام اہل آسمان اور صفیح اعلیٰ کے ساکنین تمہارے منتظر ہیں۔ پس جلدی کرو کل کی شب ہمارے ساتھ جنت میں افطار کرنا۔ اور یہ ملک جو میرے ساتھ آیا ہے تاکہ تمہارے خون کو زمرد سبز کے شیشہ میں جمع کرے۔ پس امام مظلومؑ اس اذان کو سنکر مسرور ہوئے۔ (یعنی لقائے الٰہی کے لئے۔ اور جد و پدر اور بھائی کی ملاقات سے) پس امام مظلومؑ

نے اس حج کیلئے تلبیہ فرمایا اور احرام باندھا [redacted] جب جناب زینبؑ
مطلع ہوئیں اس حج کی اذان سے اور تلبیہ سے تو اپنے سر کو برہنہ کر لیا اور اپنے منہ
اپنے بھائی کی طرف دوڑیں۔ اور اس عالت میں اپنے منہ پر طمانچے مارتی تھیں
اور چیخ مار کر گرتی تھیں۔ اور فرمایا کہ اے بھائی کاش کہ موت میری جان کو معدوم
کر دیتی (اور اپنی آنکھوں سے یہ حالت نہ دیکھتی) اے بھائی یہ کلام یاس اس
شخص کا ہوتا ہے جو یقین رکھتا ہو اپنے قتل کا۔ امام مظلومؑ نے اپنی بہن جناب
زینبؑ سے فرمایا کہ ہاں بہن ایسا ہی ہے۔ میں نے اپنے کو شہادت کیلئے سپرد کر دیا ہے
اور کوئی چارہ و علاج اس کا نہیں ہے اور تمام اسباب امید دل سے منقطع ہو گئے
جناب زینبؑ نے فرمایا کہ اے برادر یہ بات اور زیادہ قلب کو پارہ پارہ کرتی
ہے کہ جس کے دفعیہ کیلئے نہ کوئی چارہ ہے نہ کوئی علاج۔ یہ فرما کر اپنا گریبان چاک
کر دیا اور چیخ مار کر بیہوش ہو گئیں اور زمین پر گر پڑیں۔ پس امام حسینؑ جناب
زینبؑ کے سرہانے بیٹھے۔ اور چہرۂ مبارک پر ان کے پانی چھڑکا یہاں تک کہ
غش سے افاقہ ہوا۔ اور جناب زینبؑ کو وعظ و پند فرمایا اور تلقین صبر فرمایا۔

نوٹ :- روایت مذکورہ کے متعلق صاحب
ناسخ التواریخ تحریر فرماتے ہیں کہ یہ روایت دوسری محرم سے
متعلق ہے۔ اس لئے کہ ساتویں محرم سے مکمل بندش آب
ہو چکی تھی۔ نو محرم الحرام کو پانی کا وجود خیام حسینیؑ میں قطعی
نہ تھا۔ (ناسخ التواریخ ص ۲۱۹ مطبوعہ طہران)

پس امام مظلومؑ تیسرے حج کے مناسک کے بجالانے میں مشغول ہوئے۔ اور
اس حج کے مناسک میں طواف بیت محبت رب ہے۔ عبادت اور نماز اور تلاوت قرآن
کے ساتھ۔ اور قرار دیا اس کے طواف کو طواف رضاعی۔ اور اس حج کی قربانی
(بارگاہ صمدی میں) پیش کی۔ اور (اس کے علاوہ) بہت سی مختلف اقسام کی
قربانیاں پیش کیں۔ اور وہ قربانی شتر کی نہ تھی جسے شعائر اللہ میں شمار کیا گیا ہے۔

اور نہ گوسفند کی قربانی تھی جو جناب اسمٰعیلؑ کے لئے بنا۔ بلکہ اللہ کے برگزیدہ
بندے اور اُس کے دوستوں کی قربانیاں پیش کیں۔ جو سیرت میں صورت
میں، رفتار میں گفتار میں جناب اسمٰعیلؑ سے افضل تھے۔ اور وہ لوگوں کی آنکھوں
کی روشنی اور قوت بازو تھے۔ پس امام مظلومؑ نے قرار دیا اُن کو نسک اور قربانی۔
اور اُن کو اللہ کی رضا اور خوشنودی کے لئے قربان کر دیا۔ اور مشغول سعی ہوئے
اس حال میں جو اُن کے لئے زیادہ تھی ستر شوط سے۔ (یعنی مشغول سعی ہوئے
درمیان صفا و مروہ کے۔ یعنی ستر مرتبہ سے زیادہ خیمہ گاہ سے قتلگاہ کی طرف، اور
قتلگاہ سے خیمہ گاہ کی طرف سعی فرمائی) اور بعض مقامات پر ہرولہ فرمایا یعنی دوڑے مثل
حاجیوں کے اور بعض مقامات پر آہ سرد کھینچی۔ پس جبکہ امام مظلومؑ اس حج سوم کے
اعمال سے فارغ ہوئے اور اس کے مناسک کو بجا لا چکے تو اذان چہارم کی ندا آئی۔
اور موذن اس حج کے شبیہ مصطفیٰ جناب علی اکبرؑ تھے۔ جو پیغمبرؐ خدا کی زبان میں ندا
دے رہے تھے۔ پس ندا دی اپنے والد بزرگوار کے لئے ایک ایسے حج کی کہ اس کا
حکم دیا تھا اللہ نے اپنے قول "قاتلوا حتیٰ تقتلوا" سے۔ یعنی مقاتلہ کرو یہاں تک کہ
شہید ہو جاؤ۔ اور وہ حج اکبر ہے۔ اس حج کے موذن علی اکبرؑ ہیں۔ اُس وقت اذان
دی ہے جبکہ گھوڑے سے زمین پر شہید ہو کر گرے۔ اور اُن کی اذان یہ ہے یا ابتاہ
ھذا جدی رسول اللہ یقول لک العجل العجل۔ "اے پدر بزرگوار یہ پیغمبر
جد امجد جناب رسالتمآبؐ میرے پاس تشریف لائے ہیں اور آپ کے منتظر ہیں اور
فرماتے ہیں کہ اے حسینؑ جلد آؤ جلد آؤ۔" اور اس اذان کا وقت ظہر عاشورہ ہے
پس امام حسینؑ نے تلبیہ فرمایا اس حج کا اُس کی میقات میں۔ اور موقف اس کا میدان
(قتلگاہ) ہے۔ فرمایا لبیک اللھم لبیک قدمت امامی اولادی و
اصحابی و بنی اعمامی فلم یبق احد فیھم "خداوندا پیشتر نذر کر چکا ہوں اپنی
اولاد کو اور اپنے اصحاب کو اور بھائیوں کو اور اپنے بنی اعمام کو۔ اور اب اُن میں سے
میرا کوئی یار و مددگار باقی نہیں رہا ہے۔"

پس وداع فرمایا اپنے الحرم اور بیٹیوں اور بہوؤں کو اور عرض کیا لبیک بار الٰہا اللّٰہم لبیک۔ میں نے الحرم اور بیٹیوں کی (جو کہ امانت رسولؐ خدا ہیں) بھوکا، پیاسا مضطر، پریشان، گریاں و نالاں چھوڑا ہے۔ پس امام مظلومؑ نے اس ہی کے واسطے لباس کہنہ کا احرام باندھا۔ اور اس لباس کو جا بجا چاک کر دیا مواضع کثیرہ میں۔ (لیکن افسوس ہے کہ اشقیاء نے اس پارینہ کہنہ کو امام مظلومؑ کے بدن مبارک پر بعد شہادت نہ چھوڑا بلکہ نعش مبارک کو برہنہ جلتی ہوئی ریت پر دھوپ میں چھوڑ دیا)۔

پس امام مظلومؑ اپنے گھوڑے پر (ذوالجناح) سوار ہوئے اور وقوف فرمایا موقف عجیب میں کہ اس طرح کا وقوف کسی حاجی نے پیش نہیں کیا اپنے رب کی خدمت میں عرفہ میں اور نہ منیٰ میں اور نہ مشعر الحرام میں۔ اور نہ کسی نے وقوف کیا میدان جنگ میں اور نہ کسی ایک نے جنگ کی امام حسینؑ کے مثل۔

امام مظلومؑ نے فرمایا لبیک اللّٰہم لک لبیک وحدک لا شریک لک لبیک ..... الخ۔ "بار الٰہا لبیک تو وحدہٗ لا شریک ہے۔ لبیک میں آیا ہوں تیری بارگاہ میں تنہا اور میرے قلب نے علائق دنیا کے ترک کرنے کا احرام باندھ لیا ہے سوائے تیرے۔ پس نہ تو اپنی غربت کا خیال ہے جو موجب کرب و حزن ہے۔ اور نہ اپنی تنہائی کا خیال ہے جو موجب وحشت ہے۔ اور نہ میری اولاد کے قتل نے میرے جگر کو ضعیف کیا ہے اور نہ میرے عیال کی غیر حالت نے مجھ کو مضطرب کیا ہے۔ اور نہ مردوں کے قتل نے میرے حالات میں تغیر کیا ہے۔ اور نہ آنکھوں کی بصارت زائل ہوئی پیاس کی شدت سے۔ اور نہ میں اپنے دشمنوں کی کثرت سے خوف رکھتا ہوں۔ اور نہ میں مضطرب ہوں شدت بلا سے۔" اسی وجہ سے امام مظلومؑ کے اعضا و جوارح مطمئن تھے اور نفس مطمئن تھا۔ اور تو میں پھیلتا ہی نہیں، اور رخسارہ مبارک سے چمکنے لگا تھا۔ یہاں تک کہ امام مظلومؑ کے بعض شخص تعجب کرتے تھے جو آپ کی طرف ملتفت ہوتے تھے۔

فرمایا امام مظلومؑ نے ۔ اللّٰہم لبیک بار الہا لبیک ،، میں نے احرام باندھا ہے تیری رضا کے حاصل کرنے کے لئے اپنے سَر کا اپنے بدن پر سوار ہونے کے لئے۔ اور میں نے اپنے بدن کا احرام باندھ لیا ہے قیام کرنے کے لئے اپنے دونوں پاؤں پر۔ اور میں نے اپنے ہاتھ کا احرام باندھ لیا ہے کہ کوئی شئے ہاتھ سے نہ لوں گا۔ اور میں نے اپنے کلیجے کا احرام باندھ لیا ہے پانی سے خشک ہونے کے لئے۔ اور میں نے اپنے بدن کا احرام باندھ لیا ہے راحت و سلامتی کے ترک کرنے کے لئے۔ اور میں نے اپنے بالوں کا احرام باندھ لیا ہے خضاب سے زینت کے لئے۔ اور میں نے احرام باندھ لیا ہے رنگ کی بقا کیلئے۔ اور میں نے اپنے اعضاء کا احرام باندھ لیا ہے دوسرے اعضاء کے اتصال سے۔ اور میں نے اپنے گوشت کا احرام باندھ لیا ہے ہڈیوں کے ملنے سے اور میں نے اپنی ہڈیوں کا احرام باندھ لیا ہے ترکیب کے ہونے سے۔ اور اپنے قلب کا احرام باندھا اطمینان و آسودگی سے۔ اور میں نے اپنی بقاء صورت کیلئے احرام باندھ لیا ہے۔ اور میں نے اپنے خون قلب کا احرام باندھ لیا ہے اپنے قلب میں خون پوشیدہ رہنے کے لئے۔ اور میں نے اپنی رگ گردن کا احرام باندھ لیا ہے تعلق سے اپنے سَر کے۔ اور میں نے رگوں کا احرام باندھ لیا اپنی گردن کے وصل سے۔

پس امام مظلومؑ نے طواف کیا بیت اللہ کے اطراف و جوانب۔ اور سعی فرمائی اور وقوف فرمایا امام مظلومؑ نے اپنے مواقف میں جو امام عالیمقام کا مرکز ہے وقوف کا (یعنی ایسے مقام پر امامؑ نے قیام فرمایا جہاں سے خون کا دریا آنحضرتؑ کے جسم مبارک سے جاری ہوا) کہ بندگان الٰہی نے ایسا وقوف نہیں کیا۔ پس تھی حضرت امام حسینؑ کے لئے یہ حقیقت عرفہ اور مشعر حق۔

پس امام مظلومؑ نے رمی فرمائی تین جمرات پر یعنی لشکر کفار پر تین حملے کئے۔ (جب حاجی مقام منیٰ میں پہونچتا ہے تو تین پہاڑ پر سنگریزے مارتا ہے۔ اس کو رمی جمرات کہتے ہیں) اس کی تشبیہ مصنف کتاب نے امام مظلومؑ کے تین حملے سے دی ہے عنقریب اس کی تفصیل باب شہادتؑ میں بیان ہوگی۔

پس امام مظلومؑ منیٰ میں تشریف لائے سر منڈانے کے واسطے یا قربانی کا جانور ذبح کرنے کے لئے یا ناقہ نحر کرنے کے لئے، نہیں بلکہ سر کٹوانے کے لئے۔ اور اپنے نفس کو قرار دیا وہ قربانی جو ذبح کی جاتی ہے اور وہ قربانی جو نحر کی جاتی ہے ایک ساتھ۔

اور بیتوتہ کو مقام منیٰ میں تمام فرمایا تیرہ ۱۳ تاریخ تک ایام تشریق سے۔ (یعنی تین روز تک امام مظلومؑ کا لاشہ سر زمین کربلا بر بے گور و کفن پڑا رہا جس کی تعبیر مصنف علیہ الرحمۃ نے قیام منیٰ سے فرمائی ہے۔ اس لئے کہ حاجی مقام منیٰ میں تین روز تک ۱۱، ۱۲، ۱۳ ذی الحجہ کو قیام کرتا ہے جسے ایام تشریق کہا جاتا ہے) اور اس حج کے مناسک کے تمام ہونے کے بعد اور اس حج چہارم کے احرام سے محل ہونے کے بعد ندا آئی معدن عظمت کبریا سے ایک حج اعظم کی جو امام مظلومؑ کے لئے مخصوص ہے۔ اور یہ حضرتؑ کے پانچویں قسم کا حج ہے۔ اور یہ وہ حج ہے کہ امام مظلومؑ سے پہلے کسی نے ایسا حج نہیں کیا اور نہ بعد میں کر سکے گا۔

پس امام حسین علیہ السلام کی وہ مقدس ذات ہے جو استطاعت رکھتی ہے اس حج کی طرف سبیل کی۔ اور اس حج کی اذان خدا وند متعال کی جانب سے ہوئی بدون واسطہ کے۔ یعنی خطاب ہوا

"یا ایتہا النفس المطمئنۃ ارجعی الیٰ ربک راضیۃ مرضیۃ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی

یعنی اے صاحب نفس مطمئن اور صاحب قلب مطمئن اب ہمارے پاس چلے آؤ در انحالیکہ ہم تم سے راضی و خوشنود ہیں اور تم مجھ سے راضی ہو۔ اور ہمارے خاص بندوں میں شامل ہو کر میری جنت میں داخل ہو جاؤ ....."

پس مخاطب اس آیت میں امام حسین علیہ السلام ہیں جیسا کہ روایت میں ہے۔ اور وہ صاحب نفس مطمئنہ تھے۔ اور وقت احرام اس حج کا عصر عاشورہ ہے بعد جلا ہونے روح کے۔ اور میقات اس حج کی مقتل ہے۔ اور اس حج کا اعمال تلبیہ

داعیٔ حق کے لئے نہیں ہے۔ جیسا کہ تلبیہ کرتے ہیں ایسی دعوت دینے والے کی طرف ہر ایک زبردستی۔ بلکہ اس حج کا تلبیہ خاص تھا جس کی تعبیر کی گئی ہے علاوہ استعمال کے خطاب رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً سے۔ پس امام مظلومؑ اس حالت عظمیٰ اور مصیبت کبریٰ کے ساتھ جبکہ آنحضرتؐ کا نفس جسم مبارک سے جدا ہو رہا تھا راضی تھے ______ نہ بطریق صبر کے راضی تھے بلکہ انتہائی رضا تھی کیونکہ خداوند عالم نے آیت شریفہ میں رَاضِيَةً کو مقدم فرمایا صفت مرضیہ پر۔ اس لئے کہ امام مظلوم راضی تھے نہ یہ کہ صبر کے سبب سے راضی تھے۔ پس اس دقیق امور میں تم لوگ تامل کرو تو ظاہر ہوں گے تم لوگوں پر امور عجیبہ۔ پس امامؑ نے (بعد لبیک کے) اپنے ہتھیار کو علیحدہ کر دیا۔ اس کے بعد اپنے بدن مبارک سے جامۂ کہنہ کو جدا کر دیا۔ یہاں تک کہ احرام کے لباس کو جسے امام مظلومؑ نے حج سابقہ میں زیب تن فرمایا تھا۔ ہاں البتہ اس کے بعد دو قسم کے لباس احرام کے پہنے جو بنے ہوئے تھے ہواؤں اور سرخ غبار سے صحرائے کربلا کے (یعنی دو لباس احرام کے زیب تن کئے جن کا تار غبار صحرائے کربلا کا تھا اور خون سے امام مظلومؑ کے تھا) بعد ازاں امام مظلومؑ نے ترک زینت فرمائی۔ نہ تنہا انگوٹھی موضع خاتم یعنی انگشت مبارک بھی اس انگوٹھی کے ساتھ راہِ خدا میں دیدی۔

بعد اس کے برہنہ فرمایا سر مبارک کو اور اس کی برہنگی پر باقی رہے جیسا کہ حکم محرم کا ہے جبکہ وہ مر جاتا ہے تو اس کا سر کھلا رہتا ہے۔ پھر امام مظلومؑ نے سر مبارک کو برہنہ کرنے کے بعد سر کو کٹوا ڈالا اپنے بدن سے اور تین روز تک سایہ میں امامؑ نہ رہے۔ اس کے بعد حنوط نہ فرمایا تین روز تک (یعنی نعش مبارک تین روز تک عریاں جلتی ہوئی ریت پر پڑی رہی)۔ اس کے بعد ترک فرمایا اپنے اہل حرم، عیال و اولاد کو۔ اس کے بعد ترک فرمایا تمام انسان کو۔ بعد ازاں طواف فرمایا روح بیت کا جس کا طواف امام حسینؑ سے پہلے کسی نے نہیں کیا۔ بعد طواف اوّل بیت المعمور کا طواف اس وقت کیا جبکہ امام مظلومؑ کی نعش مبارک کو

(ملائکہ مقربین) آسمان کی طرف لے گئے۔ اور پھر طواف کے بعد نعش مبارک کو زمین کربلا پر ملائکہ واپس لائے۔ پس جتیوں نہ فرمایا اپنے بدن کے ساتھ تین روز تک موضع لشریق میں۔ (یعنی تین روز تک امام مظلوم کی نعش عریاں ٹھنی ہوئی ریت پر تھی)۔ پس سعی فرمائی سر مبارک نے صفا سے مروہ تک یعنی کربلا سے کوفہ تک اور کوفہ سے شام تک اور شام سے مدینہ تک۔ اور سعی فرمائی سر مبارک نے آسمان کی طرف اس کے بعد صفا، کربلا کی طرف سعی فرمائی۔

پس چند مقامات پر راہِ شام میں ذکر الٰہی فرمایا اور تلاوت قرآن کی۔ پھر احرام باندھا سر مبارک کا نہ فقط تنہا سایہ میں رہنے کے لئے بلکہ سر مبارک کو زمین پر رکھنے کیلئے بھی احرام باندھا۔ پس کبھی سر مبارک نیزہ پر بلند کیا گیا اور کبھی درخت پر سولی دی گئی۔ اور کبھی باب دمشق پر آویزاں کیا گیا۔ اور کبھی یزید لعین کے محل کے دروازے پر لٹکایا گیا۔ ہاں البتہ امام حسین علیہ السلام نے اس حج میں خضاب کو حرام نہیں کیا بلکہ احرام باندھا امام مظلوم نے اس حج میں تمام بدن کو خون سے رنگین ہونے کے لئے۔ اور احرام باندھا ریش مبارک کا خون سے رنگین ہونے کے لئے اور چہرہ کا خون سے رنگین ہونے کے لئے۔ اور سر مبارک کا احرام باندھا خون سے رنگین ہونے کے لئے۔

اور اس حج میں امام مظلوم کیلئے محل نہ ہونا تھا۔ (یعنی جبکہ امام مظلوم نے نے خطاب کیا چہرۂ مبارک کا اور ریش مقدس کا اپنے خون سے تو کسی شقی نے یہ کہا کہ اے حسین آپ کیا کر رہے ہیں۔ امام نے جواب میں فرمایا ھٰکذا القی اللہ تعالیٰ وانا مخضب جدی۔ میں ایسا ہی کروں گا یہانتک کہ میں خداوند عالم کی بارگاہ میں پہونچوں اور اپنے خون میں ڈوبا ہوا رہوں۔ مطلب حضرت کا یہ تھا کہ اسی طرح میدان محشر میں اپنے خدا سے ملاقات کروں گا۔ پس امام مظلوم محشور ہوں گے اس طرح سے کہ تمام بدن خوں آلود ہوگا اور رگوں سے خون جاری ہوگا۔

اور اسی طرح امام حسین اس حج میں وحوش وطیور کے شکار سے بھی اجتناب

نہیں فرمایا بلکہ تمام وحوش اپنی گردنیں اٹھائے ہوئے شب میں امام مظلوم ع کے جسدِ مبارک کے پاس گریہ کر رہے تھے اور آنحضرت ع کی مصیبت کا مرثیہ پڑھتے تھے۔ یہانتک کہ صبح صادق نمودار ہوئی اور طیور و پرندے اپنے کو جسدِ مبارک پر گراتے تھے اور اپنے پروں کو خون سے رنگین کرتے تھے۔ اور متفرق ہو کر مختلف شہروں میں جاتے تھے۔ اور امام مظلوم ع پر مختلف شہروں میں نوحہ پڑھتے تھے اور گریہ کرتے تھے۔

خاتمہ

پس جبکہ یہ بات ثابت ہو گئی کہ امام حسین علیہ السلام کو خصوصیت خاصہ حاصل ہے خصوصاً اس (حج ثامن) آخری حج سے کہ ایسی عبادت حق تعالیٰ کی کسی عابد نے نہیں کی امام مظلوم ع کے مثل۔ پس عجب نہیں ہے کہ قرار دیا حق تعالے نے اجر زیارت امام حسین ع کا برابر حج و عمرہ کے۔

پس بہ تحقیق یہ اجر ملیگا زیارت کرنے والوں کو امام حسین ع کے حج کے عوض میں۔ اور تعجب نہیں ہے زیادہ ہونا اس زیارت کے خصوصیات میں بحسب خصوصیات زیارت کے۔ یہانتک کہ ثواب اس کا ایک لاکھ حج کے برابر ہو جائے۔ بلکہ بعید کیا ہے کہ ثواب ہر ہر قدم پر اور ہر ہر خطوہ پر برابر حج کے ہو۔ اور عجب نہیں ہے کہ عطا کیا جائے امام حسین ع کے زائر کو ثواب حج کرنے کا ساتھ پیغمبر خدا اور امام زمان عجل اللہ فرجہٗ ظہورہ کے۔ اور تعجب نہیں ہے کہ عطا کیا جائے زائر کو اس سے زیادہ ثواب۔ اور یہ بھی تعجب نہیں ہے کہ عطا کیا جائے زائر کو اجر نوّے حج کا حج نبی ص سے ——

پس تحقیق کہ یہ اجر ہے امام حسین علیہ السلام کے حج کا۔

المقصد الثانی

(دوسرا مقصد)

بیان میں مخصوصین حجاج کے جو امام حسین علیہ السلام کے ساتھ حج میں شریک تھے۔ وہ ملائکہ اور انبیاء اور ان کے علاوہ بہت سے حجاج امام مظلومؑ کے لئے مردوں میں سے جن کا تعلق بشریت سے ہے۔ جن میں صنف رجال اور صنف نسواں بھی شامل ہیں۔ لیکن مردوں میں اول جناب ختمی مآب حضرت رسالتمآب صلعم ہیں پس آنحضرتؐ کیلئے (جناب رسالتمآبؐ کیلئے) حج مخصوص اور مناسک خاص ہیں جن کی تفصیل انشاء اللہ تعالیٰ بیان کی جائیگی۔

جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد شہدائے کربلاء میں جو امام مظلومؑ کے ساتھ حج بجا لائے۔ پس شہدائے کربلاء حضرت امام حسین علیہ السلام کے ساتھ حج حقیقی بجا لائے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ شہدائے کربلا نے اپنے لئے حرام کر دیا اپنی ہر عادت کو اور ہر رغبت کو۔ اور قربان کر دیا امام حسینؑ پر اپنی عورتوں اور بچوں اور اموال اور حیات کو۔ اور تین شبانہ روز مقام منیٰ میں بیت اللہ حقیقی (حضرت امام حسینؑ) کے ساتھ بیتوتہ فرمایا۔ اور بدنوں سے لباس جدا کر دیئے۔ بلکہ وہ لباس جو زیب تن نہیں کئے ہوئے تھے اُس کو بھی بیت اللہ حقیقی حضرت امام حسینؑ پر قربان کر دیا اور بدون غسل وکفن کے دفن ہوئے۔ اور حالت سیر میں سایہ کو ترک کیا اور قربان کر دیا غیر تظلیل کو علاوہ سایہ کے حالت وقوف میں بھی۔ اور کیفیات اُن کے حج کی مختلف ہیں اُن کے مناسک کے مختلف ہونے کے سبب سے۔ اور اُن کے حج بیت حقیقی امامؑ تھے۔

پس شہدائے کربلا نے بیت اللہ حقیقی کے اطراف و جوانب طواف کیا۔ وہ طواف صرف اور دگرد گھومنا نہ تھا۔ اور اُن کے لئے سعی بھی تھی نہ وہ سعی جس میں منتہی ہوئی ہے نقطہ اور اُن کے (شہدائے کربلا کے) لئے امام حسینؑ کے ساتھ وقوف بھی تھا۔ یہ وقوف نہیں تھا امام مظلومؑ کی خدمت میں قیام کرنا موقف میں فقط۔ اور اُن کے لئے حضرتؑ کے ساتھ نمازِ طواف بھی تھی۔ (اور) نہیں تھی وہ نماز، نمازِ طواف فقط۔ اور ان لوگوں نے نیت بھی کی تھی امام حسینؑ کے ساتھ اس مناسک میں۔ (اور) نہیں تھیں وہ نیتیں جیسا کہ تمام حجاج نیت کرتے ہیں۔ اور نہیں تھیں وہ نیتیں جیسا کہ تمام شہداء کرتے ہیں بلکہ وہ نیت خالصہ تھی جن کے لئے خصوصیات ہیں۔ اور عارض ہوئی اُن کے لئے ایک حالت اس نیت کے ساتھ جس کی تفسیر باحاطۂ تحریر سے باہر ہے۔ جبکہ دیکھا اصحاب نے امام مظلومؑ کی تنہائی و بیکسی اور بے بسی کو اور اُن کے عیال و اطفال کو تو وہ بے اختیار ہوکر میدان میں چلے گئے تھے اور اپنے تئیں تلواروں اور نیزوں اور تیروں کے درمیان ڈال دیئے تھے۔

اور مختلف تھے اُن کے اعمال اور اُن کے مناسک (اس حج میں)۔ پس بعضوں نے احرام باندھا لیکن حج کے باقی مناسک کے بجالانے پر قادر نہیں ہوئے مثل اُن لوگوں کے جو دل ظہر عاشورہ شہید ہوئے۔ اور بعضوں نے آستاں بوسی پر اکتفا کی اس بیت حقیقی کے۔ کیونکہ وہ مضطر تھے نیت میں اپنے حج کی۔ (اور) وہ حُرّ بن یزید ریاحی ہیں۔ اور بعض نے اکتفا کی بجا احرام کے طواف پر اردگرد بیت حقیقی کے۔ جیسے سعد ابن عبداللہ (کہ بدن کو اپنے تیروں کا نشانہ بنالیا) یہاں تک کہ شہید ہوگئے۔ اور بعض نے طواف بھی کیا اور سعی بھی اور وقوف بھی کیا۔ اور ان میں سے بعض نے نماز طواف پڑھی بیت اللہ حقیقی (امام حسینؑ) کے ساتھ۔ اور بعض نے بیت اللہ حقیقی کے نزدیک نماز ادا کی۔ اور ان میں سے بعض کے لئے خصوصیات ہیں اور وہ یہ کہ اُن لوگوں نے بوسہ دیا ارکان بیت کا طواف کے وقت۔ اور اُن میں سے بعض وہ ہیں کہ جن کو چوما، بوسہ لیا بیت نے۔ اور بوسہ لیا اُن کا ارکان بیت نے اُن کی شہادت

کے بعد جیسے غلام ترکی (کہ امام حسینؑ نے ان کا بوسہ لیا)۔

لیکن بقیونہ ایام تشریق میں ہر ایک کے لئے ثابت ہے۔ یعنی تین روز تک نعشہائے شہدائے امام حسین علیہ السلام کے لاشے کے ساتھ پڑی رہیں۔ اور تفصیل اس کی عنوان شہداء میں آئیگی۔

لیکن مخدرات عصمت وطہارت جنہوں نے حج کیا بیت اللہ حقیقی کا۔ پس اُن میں سے بعض مخدرات وہ ہیں جو امام مظلومؑ کے ساتھ کربلا میں موجود تھیں جن کا حج خاص متحقق ہے اس بیت حقیقی (امام حسینؑ) کے لئے۔ پس ایک اُن میں سے مادر وہب ہیں جو نصرانی تھیں اور تازہ اسلام لائی تھیں۔ اُنھوں نے احرام باندھا حج بیت اللہ حقیقی کا۔ اور وقوف کیا مشعر میں۔ اور شعور کیا کہ امام حسین علیہ السلام کی نصرت ومدد کرنا واجب ہے۔ اور عکم ہے آنحضرتؑ کی نصرت کا۔ اور یہ کہ امام حسینؑ بیت اللہ حقیقی ہیں۔ اس لئے ہدی پیش کرنا یعنی قربانی پیش کرنا امام حسینؑ کے پاس لازم وضروری ہے۔ پس مادر وہب نے اپنے فرزند کی قربانی پیش کی۔ اپنے فرزند وہب کے پاس آئیں اور فرمایا اے وہب کھڑے ہوجاؤ اور فرزند بنت رسولؐ کی نصرت ومدد کرو۔ وہب نے عرض کی کہ اے مادر گرامی انشاء اللہ تعالیٰ ایسا ہی کروں گا اور کوتاہی نہ کروں گا۔ پس جہاد کے لئے میدان میں رجز خوانی کرتے ہوئے آئے اور سترہ سواروں کو اور بارہ پیادوں کو قتل کیا۔ پس پلٹے اور اپنی ماں اور اپنی زوجہ کے پاس آکر کھڑے ہوئے۔ اور اپنی ماں سے کہا کہ اے مادر گرامی کیا آپ مجھ سے راضی ہوئیں۔ مادر وہب نے جواب دیا کہ ابھی راضی نہیں ہوں جبتک کہ تو اپنی جان نثار نہ کرے سامنے فرزند بنت رسولؐ کے تاکہ وہ شفیع ہوں تیرے قیامت کے دن۔ اے میرے فرزند میدان جنگ کی طرف چلے جاؤ۔ جناب وہب دوبارہ میدان جنگ میں تشریف لے گئے۔ اشقیاء کو قتل کرنا شروع کیا یہانتک کہ درجۂ شہادت پر فائز ہوئے۔ پھر مادر وہب نے اعداء کے لئے ایسی ہی جرأت کی کہ کسی نے آج تک ایسی کاری جرأت نہیں کی جیساکہ اس کا بیان آئیگا۔ (حاشیہ صفحہ ۲۶۲ پر ملاحظہ ہو)

دوسری خاتون حاجیات میں سے زوجہ وہب ہیں جن کو پہلے اس بیت تحقیقی کی معرفت نہیں تھی اسی وجہ سے حج کا احرام نہیں باندھا بلکہ اپنے شوہر کو بھی (اس حج سے) منع کیا۔ پس اپنے شوہر سے کہا کہ مجھے اپنے قتل سے رنجیدہ نہ کر مادر وہب نے جب یہ کلام سُنا تو فرمایا کہ اے فرزند ہرگز اس کے قول کا خیال نہ کرنا۔ پس اس کے بعد زوجۂ وہب پر ایک ایسی حالت طاری ہوئی کہ جب اُس نے مشاہدہ کیا امام مظلوم کی حالت کا تو احرام باندھ لیا اُس حج کیلئے اور ندا دی اپنے شوہر وہب کو کہ جہاد کرو فرزند رسولؐ کے سامنے۔ پس اس کے بعد زوجۂ وہب نے طواف کیا اطراف و جوانب بیت اللہ تحقیقی کے اور ہرولہ کیا میدان قتال کی طرف۔ یہانتک کہ شمر ملعون کے غلام نے اُس زن صالحہ کو قتل کیا۔ اور نعش مبارک کو جلتی ہوئی ریت پر چھوڑ دیا۔ اور یہ مخصوص ہے بنبوتہ سے منی میں تین شبانہ روز یعنی تین شبانہ روز اُس زن صالحہ کی نعش شہدائے کربلا کے ساتھ جلتی ہوئی ریت پر پڑی رہی۔ لیکن یہ نہیں معلوم کہ اُس زن صالحہ کا سر مبارک بدن سے جدا کیا گیا سرہائے شہدا کے ساتھ یا نہیں۔

تیسری خاتون حاجیات میں سے وہ ہیں کہ جن کے شوہر اور ایک کمسن بچہ (میدان کربلا میں موجود تھے) اس زن صالحہ کا شوہر یوم عاشورہ شہید ہو چکا تھا

بقیہ حاشیہ
(صفحہ ۲۵۹ سے متعلق) لہ ناسخ التواریخ جلد ۶ - صفحہ ۲۵۱ -

(نوٹ) مادر وہب نے اپنے بچے میں رجز پڑھا اس کے معنی یہ ہیں کہ جناب وہب کی شہادت کے بعد مادر وہب اشقیاء کو خیمہ کے ستون سے مارتی تھیں۔ اس کے بعد چوب خیمہ لیکر اشقیاء پر حملہ کیا اور کئی ایک اشقیاء کو واصل جہنم کیا۔ پس امام حسینؑ تشریف لائے اور فرمایا کہ اے کنیز خدا حق تعالیٰ تجھے جزائے خیر دے ہم اہلبیتؑ کی طرف سے۔ اپنے خیمہ میں واپس جاؤ عورتوں سے جہاد اٹھا لیا ہے۔
(ناسخ التواریخ ص ۲۷۲)

(صفحہ ۲۶۰ سے متعلق) لہ ناسخ التواریخ جلد ۶ ص ۲۵۴ و بحار الانوار -

پس دیکھا امام حسینؑ نے کہ زن صالحہ کا فرزند میدان قتال میں جا رہا ہے۔ حضرتؑ نے اُسے دیکھ کر فرمایا کہ اس کا باپ ابھی میدان جنگ میں شہید ہو چکا ہے۔ پس شائد اس کی ماں ناپسند کرے اس کے خروج کو۔ پس بچہ نے کہا کہ یا ابن رسول اللہ میری ماں ہی نے مجھکو بھیجا ہے۔ اور مجھکو آپ پر جان نثار کرنے کے لئے حکم دیا ہے۔ اور مجھ سے یہ کہا ہے کہ تم کھڑے ہو جاؤ اور مقاتلہ کرو فرزند رسولؐ کے سامنے۔ پس پیش کیا اس خاتون نے اپنے فرزند کو اپنے حج میں بطور قربانی۔ جانتا کہ زن صالحہ کا فرزند راہِ خدا میں شہید ہوا از اشقیاء نے اُس کا سر کاٹ کر اُس کی ماں کی طرف پھینکا اور ماں نے اپنے فرزند کا سر اٹھا لیا اور بوسہ دیا۔ اور اُس سر کو ان اشقیاء کی طرف پھینک دیا[1]۔ اور فرمایا کہ جو چیز ہم راہِ خدا میں دیتے ہیں اُسے واپس نہیں لیتے۔

لیکن حقیقت حج جو امام حسینؑ کا حج ہے (یعنی امام حسینؑ کو کعبۂ حقیقی سمجھکر حج کرنا) وہ صرف ایک حج کرنیوالی معظمہ کیلئے مختص ہے۔ اور وہ یہ کہ اس حج کے مناسک کو اُن کے پہلے کسی نے ادا کیا نہ بعد میں ادا کیا۔ اور تمھیں کیا معلوم کہ وہ مخصوص حج کرنیوالی کون معظمہ ہیں۔ وہ مخصوص حج کرنیوالی جناب زینبؑ ہیں۔ تمھیں کیا معلوم کہ اُن کا حج کیا ہے۔ مناسک کیا ہے اور احرام کیا ہے۔ اور تمھیں کیا معلوم کہ ان کا کعبہ، اُن کا ارکان، اُن کا مستجار کیا ہے۔ اس کی تفصیل ایک خاص عنوان میں جلد ثانی کے عناوین میں سے آئیگی۔

---

[1] ناسخ التواریخ جلد ۶ ص ۲۵۰ - و بحار الانوار۔

العنوان العاشر

(دسواں عنوان)

خصائص میں امام حسینؑ کے جو متعلق ہیں ملائکہ سے۔ اس میں چند مقصد ہیں۔

پہلا مقصد: — بیان میں اُن چیزوں کے جو حضرت امام حسینؑ کو عطا کی گئی ہیں ملائکہ سے۔

دوسرا مقصد: — اُس چیز کے بیان میں جو عطا کی گئی ہے امام حسینؑ کو صفات ملائکہ سے۔

تیسرا مقصد: — اُس چیز کے بیان میں جو عطا کی گئی ہے ملائکہ کو امام حسینؑ کی جانب سے۔

مقصد اوّل

بیان میں اُن چیزوں کے جو خداوند عالم نے امام مظلومؑ کو عطا کئے ہیں ملائکہ سے۔ اور اس کی تین قسمیں ہیں۔

قسم اوّل — ملائکہ خدمتگذار ہیں آنحضرتؑ (امام حسینؑ) کے حالت حیات میں اُن حضرتؑ کے۔ پس بتحقیق کہ روایات میں وارد ہوا ہے کہ ایک روز جناب جبرئیل کے مقابل میں جناب اسرافیل نے فخر کیا۔ اور یہ کہا کہ میرا ثانی کون ہو سکتا ہے اس لئے کہ میں حامل عرشِ الٰہی ہوں۔

اور صاحب صور ہوں۔ اور مقام کے لحاظ سے خداوند عالم کے نزدیک تمام ملائکہ سے زیادہ تر قریب ہوں۔ پس جناب جبرئیل نے جناب اسرافیل کے مقابل میں فخر کیا اور کہا کہ میرا ثانی کون ہو سکتا ہے میں امین وحی ہوں اور صاحب قذوف و خسوف ہوں یعنی آفتاب و ماہتاب کو گہن میں لاتا ہوں۔ اور صاحب صیحہ و صاحب زلازل ہوں۔ پس دونوں ملک نے بارگاہ ایزدی میں محاکمہ کیا۔ پس دونوں ملک کی طرف وحی ہوئی کہ خاموشی اختیار کرو۔ قسم ہے مجھ پر میری عزت و جلال کی کہ ہم نے پیدا کیا برگزیدہ بندوں کو کہ وہ تم دونوں سے بہتر ہیں۔ پس دونوں ملک نے کہا یہ کیونکر ہو سکتا ہے حالانکہ ہم لوگوں کو اپنی عظمت و جلالت کے نور سے تو نے خلق فرمایا۔ (پس دونوں ملک کی طرف وحی ہوئی کہ ساق عرش کی طرف نظر کرو۔ پس دونوں ملک نے ساق عرش کی طرف نظر کی۔ پس دیکھا کہ ساق عرش پر لکھا ہوا ہے لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ وعلیٌ وفاطمۃ والحسنؑ والحسینؑ اُمناء اللّٰہ رحمۃ۔ تو اس وقت دونوں ملائکہ شرمندہ ہوئے۔ پس جناب جبرئیل نے عرض کی کہ پالنے والے تجھ سے سوال کرتا ہوں ان کے عزت کی قسم دے کر مجھکو قرار دے محمدؐ و آل محمدؐ کا خادم۔ پس خداوند عالم نے جناب جبرئیل کی دعا کو مستجاب فرمایا۔ پس جبرئیل خادم تھے محمد و آل محمد علیہم الصلوٰۃ والسلام کے۔ [۱]

لیکن انوار خمسہ میں امام حسینؑ کیلئے خصوصیت خاصہ تھی اور وہ یہ کہ جناب جبرئیل امین گہوارہ جنبانی فرماتے تھے اور لوریاں دیتے تھے [۲] اور لوریاں دیتے وقت یہ فرماتے تھے ان فی الجنۃ نھراً من لبن لعلیؑ و حسینؑ و حسنؑ وعلی من کان محبّاً لھم بدخل الجنۃ من غیر فتن یعنی یہ تحقیق

---

[۱] مدینۃ المعاجز۔ سید ہاشم بحرانی باب ۲۶۳۔ ص ۱۵۶۔

[۲] مدینۃ المعاجز ص ۲۵۹۔ باب ۱۲۲۔

جنت میں حق تعالیٰ نے ایک دودھ کی نہر جو علیؑ اور حسینؑ اور حسنؑ
کے لیے بنائی ہے ۔ اور ہر وہ شخص جو اُن کا محب ہوگا وہ جنت میں
داخل ہوگا بغیر آزمائش کے ؛؛

اور جبرئیل امین میوہ ہائے بہشتی امام حسینؑ کے لیے جنت سے لاتے تھے ۔ اور حلہ ہائے جنتی کئی مرتبہ لائے ۔ اور امام مظلومؑ کا لباس رنگتے تھے ۔ اور کبھی تعزیت کے واسطے نازل ہوتے تھے (جناب رسالتمآبؐ کے پاس) اور کبھی تربت امام حسینؑ کی اُن کے جد کے پاس لے کر آتے تھے ۔ اور کبھی نازل ہوئے زمین کربلا پر امام حسینؑ کیلئے حالانکہ بعد وفات سرورِ کائناتؐ نازل نہیں ہوئے مگر امام حسینؑ کی شہادت کے وقت نازل ہوئے جیسا کہ روایت سجادؑ میں وارد ہوا ہے کہ جب امام حسینؑ شہید ہوئے تو ایک شخص کو لوگوں نے دیکھا کہ وہ لشکر کے درمیان فریاد کر رہا ہے ۔ پس اس سے کہا گیا کہ کیوں فریاد کر رہے ہو تو اُس شخص نے جواب دیا کہ کیوں نہیں فریاد کروں اس لئے کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ رسول اللہؐ ایستادہ ہیں ۔ کبھی زمین کی طرف دیکھتے ہیں اور کبھی لشکر کفار کی طرف ۔ میں خوف کرتا ہوں کہ وہ بددعا کریں اللہ سے اہل ارض پر ۔ (یعنی میں ڈرتا ہوں کہ حضرت نفرین فرما دیں اہل زمین پر) پس میں بھی ان میں ہلاک ہو جاؤں ۔ پس بہت سے لوگ اُن میں سے متنبہ ہو گئے ۔ امام زین العابدینؑ فرماتے ہیں کہ فریاد کرنے والے جناب جبرئیل تھے ۔ اگر اُن کو اجازت دی جاتی تو اشقیاء کے درمیان ایسی چیخ مارتے کہ اُن کی روحیں اُن کے بدنوں سے جدا ہو جاتیں ۔ لیکن بعض مصالح کی بنا پر اُن کو مہلت دی گئی ۔[1]

یہ بیان اُن کی خدمت گذاری کا ہے جو ملائکہ میں سب سے افضل تھے ۔ لیکن علاوہ جبرئیل امین کے دیگر ملائکہ ہیں جن کو خداوند عالم نے مقرر فرمایا ہے بہت سے امور کے لئے ۔ اُن میں سے بہت سے ملائکہ امام مظلومؑ کے خدام ہیں ۔ اور اُن میں بہت سے

---

[1] ناسخ التواریخ ج ۶ ۔ ص ۲۹۶ ۔

ملائکہ ہیں جو تربت امام حسینؑ کو لے کر جناب رسالتمآبؐ کی خدمت میں آئے تھے۔ اور ان میں سے بہت سے ملائکہ ہیں جو امام حسینؑ کی ولادت کے وقت جناب رسالتمآبؐ کی خدمت میں تہنیت کے لئے آئے تھے۔ اور ان کے علاوہ کثرت سے ملائکہ ہیں جو خدمتگزار ہیں۔ جن کا علم بہت سی حکایات و روایات میں معلوم ہوا۔ [1]

الصِّنفُ الثَّانی

دوسری قسم کے وہ ملائکہ ہیں جو امام حسینؑ کی نصرت و مدد کیلئے آئے تھے

پس تحقیق کہ وہ ملائکہ آئے امام حسینؑ کی نصرت کیلئے چند مقامات پر۔

۱۔ اوّل بیرون مدینہ۔ جب امام عالیمقام مدینہ سے چلے تو اس وقت حضرت امام حسینؑ سے ملاقات کیلئے ملائکہ کی فوجیں آئیں۔ اور ان کے ہاتھوں میں حربے تھے اور وہ مرکبہائے بہشتی پر سوار تھے۔ پس ملائکہ نے امام مظلومؑ پر سلام کیا اور عرض کیا اے حجت خدا اُس کی مخلوق پر بعد اپنے جد و پدر و برادر کے بیشک خداوند تعالیٰ سبحانہٗ نے ہم لوگوں کو آپ کے جد کی مدد کے واسطے بہت سے مقامات پر بھیجا تھا۔ اور بیشک اللہ مدد کرے گا آپ کی ہمارے ذریعہ سے۔ پس امام حسینؑ نے فرمایا ان لوگوں (ملائکہ) سے کہ ہماری اور تمہاری وعدہ گاہ کربلاء ہے جہاں میں شہید کیا جاؤں گا۔ یعنی حضرت نے فرمایا کہ میری وعدہ گاہ میری قبر ہے اور ہمارا بقعہ ہے جہاں میں شہید کیا جاؤنگا۔ اور وہ کربلا ہے۔ جب میں وہاں پہونچ جاؤں تو تم لوگ میرے پاس وہاں آنا۔ پس ملائکہ نے یہ کہا کہ اے حجت خدا آپ ہم لوگوں کو حکم دیجئے ہم آپ کے ساتھ چلیں گے اور آپ کی اطاعت کرینگے اور آپ کا حکم سُنیں گے۔ پس اگر آپ کو دشمن سے خوف ہو کہ وہ آپ سے ملاقات کرینگے تو ہم لوگ آپ کے ساتھ ہو جائیں گے۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ کسی کو ہم پر اختیار نہ ہوگا اور نہ میرے پاس زبردستی آسکتے ہیں جبتک کہ میں اپنی وعدہ گاہ نہ پہونچ جاؤں۔ [2]

۲۔ دوسرا مقام مکہ معظمہ ہے۔ (جس میں ملائکہ امام حسینؑ کی

---

[1] ملاحظہ ہو کامل الزیارات و بحار الانوار۔ [2] ناسخ التواریخ ج ۶ ص ۱۶۳۔

نصرت و مدد کیلئے آئے تھے) جیسا کہ واقدی اور زرارہ ابن صالح سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے ملاقات کی امام حسینؑ سے قبل اس کے کہ وہ مکہ معظمہ سے عراق کی طرف روانہ ہوں تین روز قبل۔ اور ہم نے امام حسینؑ کو خبر دی کہ اہل کوفہ آپ کی طرف مائل ہیں اور اُن کے قلوب آپ کے ساتھ ہیں اور اُن کی تلواریں آپ کے خلاف ہیں۔ پس امام حسینؑ نے اپنے دست مبارک سے آسمان کی طرف اشارہ فرمایا۔ حضرتؑ کے اشارہ سے آسمان کے دروازے کھل گئے اور امام مظلومؑ کے پاس کثرت سے ملائکہ نازل ہوئے کہ اُن کا شمار کوئی نہیں کر سکتا سوائے اللہ سبحانہٗ کے پس امام حسینؑ نے فرمایا کہ اگر اجر شہادت اور تقدیر الہٰی کا خیال نہ ہوتا اور اس اجر کے ضبط ہونے کا خطرہ لاحق نہ ہوتا تو ہر آئینہ گروہ ملائکہ میرے ساتھ اشقیائے بنی امیہ سے ضرور مقابلہ کرتے۔ لیکن میں بطور یقین جانتا ہوں کہ میری اور میرے اصحاب کی جائے قتل کربلاء ہے۔ اور نجات نہیں پائیگا ہم میں سے کوئی سوائے میرے فرزند علیؑ بن الحسینؑ کے۔ ؎۱

۳۔ تیسرا مقام کربلاء میں۔ (امام حسینؑ کی نصرت کیلئے ملائکہ آئے) جبکہ امام مظلومؑ پر سختی وارد ہوئی تو ملائکہ امام حسینؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ظفر و نصرت نازل ہوئی امام مظلومؑ پر۔ پس حضرتؑ کو اختیار دیا گیا درمیان نصرت اور لقاء الہٰی کے۔ پس آنحضرتؑ نے ملائکہ کی نصرت کو قبول نہیں فرمایا اور خداوند عالم کی ملاقات کو پسند فرمایا۔ ؎۲

الصنف الثالث

تیسری قسم کے وہ ملائکہ ہیں جو مشغول خدمات ہیں امام مظلومؑ کے۔ اور وہ امور جو اُن سے متعلق ہیں آنحضرتؑ (امام حسینؑ) کی قبر مطہر کے پاس ؎۱

؎۱ اسرار الشہادۃ آقائے دربندی بحوالۂ ملہوف ص ۲۲۳۔

؎۲ اسرار الشہادہ " " ص ۲۵۳ بحوالۂ ملہوف

ان فرشتوں کیلئے اعمال اور مختلف مشاغل ہیں اور اُن اعمال کو بجالانے کے لئے ملائکہ کے چند فرقے ہیں۔

۱۔ پہلا فرقہ اُن کا مجاورین میں سے امام مظلومؑ کی قبر کا جو پریشان و غبار آلود مشغول بکا ہیں امام عالیمقام پر۔ بس وہ ملائکہ رات دن گریہ فرماتے ہیں اور وہ گریہ کرنے سے خستہ نہیں ہوتے اور وہ چار ہزار ملائکہ ہیں۔

۲۔ دوسرا فرقہ ملائکہ کے وہ گروہ ہیں جن کا مشغلہ یہ ہے کہ وہ امام مظلومؑ کے زوّار کا استقبال کرتے ہیں اور وہ اُن کی مشایعت کرتے ہیں۔ اور عیادت کرتے ہیں جب امام مظلومؑ کا کوئی زائر مریض ہو جاتا ہے۔ اور وہ حاضر ہوتے ہیں زائرین کی موت کے وقت۔

۳۔ تیسرا فرقہ ملائکہ کے وہ گروہ ہیں جو ندا دیتے ہیں امام مظلومؑ کی قبر کے پاس ہر صبح کو یا باغی الخیر اقبل الی خالصۃ اللہ ۔ اے خیر کی تلاش کرنے والے خلوص نیت کے ساتھ اللہ کی طرف درود (اور) کرامت الہیہ کے ساتھ کوچ کرو تاکہ ندامت سے مامون رہو۔" بس ملائکہ اس پر قربان ہو جاتے ہیں۔

۴۔ چوتھا فرقہ ملائکہ کے وہ گروہ ہیں جو ندا دیتے ہیں امام مظلومؑ کے زائر کو جب وہ پلٹتے ہیں امام عالیمقام کی قبر کے پاس سے کہ خوشا حال تمہارا اے بندۂ خدا کہ غنیمت پائی تم نے اور سلامتی کو پا لیا تم نے اور اللہ نے تم کو بخش دیا۔ پس جدید عمل کرو۔

۵۔ پانچواں فرقہ ملائکہ کے وہ گروہ ہیں جو امام حسینؑ کے زوار ہیں۔ اور گریہ کنندگان ہیں جو آسمان سے امام عالیمقام کی قبر کے پاس نازل ہوتے ہیں اور وہ قیام فرماتے ہیں آنحضرتؑ کی قبر کے پاس اور واپس چلے جاتے ہیں ہر روز اور وہ چار ہزار ملائکہ ہیں۔ اور اُن پر کوئی سبقت نہیں کرتا ہے۔

۶۔ چھٹواں فرقہ ملائکہ کے وہ گروہ ہیں جو امام حسینؑ پر درود بھیجتے ہیں امامؑ پر ہر شب و روز میں۔ اور وہ ایک لاکھ ملائکہ ہیں۔

۷ ساتواں فرقہ ملائکہ کے وہ گروہ ہیں جو امام حسینؑ کے زوار کیلئے استغفار کرتے ہیں۔

۸ آٹھواں فرقہ ملائکہ کے وہ گروہ ہیں جو ملائکہ عائر سے مصافحہ کرتے ہیں۔ وہ شب کے ملائکہ اور دن کے ہیں جو حفاظت کرتے ہیں حرم امام حسینؑ کی۔ بس آسمانی ملائکہ حاضر ہوتے ہیں ملائکہ حائر کے پاس اور وہ اُن سے مصافحہ کرتے ہیں۔ اس کے بعد آسمان کی طرف روانہ ہو جاتے ہیں۔

۹ نواں فرقہ ملائکہ کے وہ گروہ ہیں جو درود پڑھتے ہیں امامؑ مظلوم کے زائر پر۔

۱۰ دسواں فرقہ ملائکہ کے وہ گروہ ہیں جو سلام پہونچاتے ہیں آنحضرتؐ (امام حسینؑ) کی خدمت میں زائر کا جو دُور سے سلام کرتے ہیں۔ اور وہ فطرس ملک ہے۔ خدا وند عالم نے فطرس ملک کو مخصوص کر دیا تھا زائر کا سلام پہونچانے کے لئے اُسی دن سے جس دن سے اُس نے نجات پائی تھی امامؑ عالیمقام کے گہوارے سے اپنے جسم کو مس کر کے۔

۱۱ گیارہواں فرقہ ملائکہ کے وہ گروہ ہیں جو زائرین کی پیشانی پر سے نور خدا کی مہریں لگاتے ہیں کہ یہ بہترین شہداء کی قبر کا زائر ہے۔ پس ملائکہ پہچان لینگے قیامت کے دن زائر امام مظلومؑ کو اس نور کے ذریعہ۔ پس نبیؐ اور پیغمبر کُل امین اُن کے بازوؤں کو تھام لیں گے (اور جنت میں داخل کرینگے)۔

۱۲ بارہواں فرقہ ملائکہ کے وہ گروہ ہیں جو مومنین کے اشکوں کو جمع کرتے ہیں۔ وہ مومنین جو امام مظلومؑ پر بکا کرتے ہیں۔ جیسا کہ حدیث میں ہے کہ ملائکہ جمع کرتے ہیں کہ ملائکہ جمع کرتے ہیں اشکوں کو اور اس کو ملا دیتے ہیں آب حیات سے (یعنی آب حیات سے) پس اس کا مزہ اور بھی بہت بڑھ جاتی ہے۔

۱۳ تیرھواں فرقہ ملائکہ کے وہ گروہ ہیں جو آسمان پر دائم ہیں اور اُن کے بدن کے جوڑ جوڑ لرزتے رہیں گے قیامت تک شدت خوف سے۔ اُس وقت

اُن کے بدن لرزتے ہیں جب سے کہ امام حسینؑ کی روح اُن کی صفوں کے درمیان سے گذری ہے۔ اور وہ ستر ہزار ملائکہ ہیں ہر آسمان میں۔ جیسا کہ حدیث ابی ذر رضی اللہ عنہ میں ہے۔ [1]

۱۴ چودھواں فرقہ ملائکہ کے وہ گروہ ہیں جو امام حسینؑ کے انصار ہوں گے زمانۂ رجعت میں آنحضرتؑ کے ساتھ۔ اور وہ، وہ ملائکہ ہیں جن کو خداوندِ عالم نے اجازت دی تھی یوم عاشورہ امام مظلومؑ کی نصرت و مدد کیلئے جبکہ امام مظلومؑ پر مصائب کی شدت تھی۔ پس جبکہ اجازت دی ملائکہ کو آنحضرتؑ کی نصرت کیلئے تو ملائکہ نے پہونچنے میں تاخیر کی۔ پس جب وہ ملائکہ نازل ہوئے تو دیکھا کہ امام مظلومؑ شہید ہو چکے ہیں تو ملائکہ نے کہا کہ بارالہا تو نے ہم لوگوں کو زمین کربلا و پر امام حسینؑ کی نصرت کے لئے بھیجا تھا۔ ہم لوگ زمین کربلا پر پہونچے مگر ہم لوگ آنحضرتؑ کی نصرت سے معذور رہے اس لئے کہ وہ شہید ہو چکے تھے پس خداوندِ عالم نے اُن کی طرف وحی کی کہ تم لوگ تحت قبہ قیام کرو اور انتظار کرو امام مظلومؑ کے زمان رجعت کا اور اُن کی زمانۂ رجعت میں نصرت کرو۔ اور اُن پر گریہ کرو اس امر پر کہ جو امر تم لوگوں سے فوت ہو گیا ہے (یعنی نصرت) پس وہ ملائکہ اُسی مقام پر ہیں اور وہ گریہ کرتے ہیں۔ پس جب امام حسینؑ رجعت فرمائیں گے تو یہ ملائکہ آنحضرتؑ کے انصار میں سے ہوں گے۔

مصنف فرماتے ہیں کہ میں کہتا ہوں جبکہ کوئی شخص گریہ کرتا ہے امام مظلومؑ کے شیعوں میں سے کہ فوت ہو گئی اس سے امام مظلومؑ کی نصرت (یوم عاشورہ) تو میں اُمید رکھتا ہوں کہ اس کا شمار اُن ملائکہ میں ہوگا کہ جن سے امام مظلومؑ کی نصرت فوت ہوئی۔

۱۵ پندرھواں فرقہ ملائکہ کے وہ گروہ ہیں جو بھیجے گئے

---

[1] مذکورہ بالا روایت کو سید ہاشم بحرانی نے معالم الزلفیٰ میں لکھا ہے۔

جناب رسالتمآبؐ کی جانب سے زائر امام حسینؑ کو سلام۔ جیسا کہ روایت میں وارد ہوا ہے۔

۱۶ **سولھواں فرقہ** ملائکہ کے وہ گروہ ہیں جیسا کہ روایت عقبہ میں ہے عقبہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا کہ وہ حضرت فرماتے تھے کہ خداوند عالم کی جانب سے قبر امام حسینؑ پر ستر ہزار ملائکہ مقرر ہیں جو عبادت خدا بجالاتے ہیں قبر امام حسینؑ کے پاس۔ اور ہر ایک نماز اُن کی برابر ہے بنی آدم کی ایک ہزار نماز کے اور ثواب اُن نمازوں کا زائر امام حسینؑ کے لئے ہے۔

۱۷ **سترھواں فرقہ** ملائکہ کے وہ گروہ ہیں جو مشایعت کرتے ہیں امام حسینؑ کے زائر کی خداوند عالم کے حکم سے (یہانتک کہ وہ زوار اپنے گھر میں داخل ہوتے ہیں) پس ملائکہ خداوند عالم کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں کہ اے میرے رب یہ تیرا بندہ ہے ہم نے اس کو اس کی منزل تک پہونچا دیا۔ پس بعد اس کے ملائکہ مامور ہوتے ہیں کہ وہ مقیم ہوں زائر کے گھر کے دروازے پر اور عبادت خدا بجالادیں اس کی (زائر کی) طرف سے۔ پس ملائکہ حکم الٰہی کو بجالاتے ہیں یہانتک کہ جب یہ زائر انتقال کرتا ہے تو ملائکہ بارگاہ احدیت میں عرض کرتے ہیں کہ یا لنے والے تیرے عبد نے دار فانی سے انتقال کیا۔ پس وحی ہوتی ہے اُن کی (ملائکہ کی) طرف کہ زیارت کرو امام حسینؑ کی، اس زائر کی نیابت میں یوم قیامت تک۔

۱۸ **اٹھارھواں فرقہ** ملائکہ کے وہ گروہ ہیں جو تشییع کرتے ہیں زائر امام حسینؑ کی۔ اور وہ قیام کرتے ہیں زائر کی وفات کے بعد مجاور بنکر اس کی قبر کے پاس اور وہ ملائکہ استغفار کرتے رہیں گے [illegible] ہیں قیامت تک۔

۱۹ **انیسواں فرقہ** ملائکہ کے وہ گروہ ہیں جو آسمان سے ہر روز نازل ہوتے ہیں اور وہ ایک ہزار ہیں۔ اور ضریح اقدس کے اردگرد قیامت تک وہیں رہیں گے۔

۲۰ [illegible] **فرقہ** ملائکہ کے وہ گروہ ہیں جو نالہ و فریاد کرتے ہیں

خداوند عالم کی بارگاہ میں اس کے امر ہیں۔ اور وہ جمیع ملائکہ میں جو دفعۃً واحدہ صیحہ بجا کرنے لگے۔ اور یہ اُس وقت ہوا جب امام مظلومؑ خاک پر تشریف لائے اور سر مبارک اُن کا جدا کیا گیا۔ (چنانچہ) امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ تمام فرشتوں نے گریہ و بکا شروع کیا اور بارگاہ احدیت میں عرض کیا کہ اے آقا و رب ہمارے اس طرح کا ظلم کرتے ہیں حسینؑ کے ساتھ جو تیرا برگزیدہ بندہ ہے اور تیرے نبیؐ کا بیٹا ہے اور تیرا منتخب کردہ ہے تیری مخلوق سے۔ پس وحی فرمائی خداوند عالم نے اُن کی (ملائکہ کی) طرف کہ خاموش ہو جاؤ میرے ملائکہ بس بس! اپنی عزت و جلال کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان اشقیاء سے ضرور انتقام لوں گا اگرچہ ایک مدت کے بعد۔ پس خداوند عالم نے ملائکہ کو ائمہ معصومینؑ کی شبیہیں دکھلائیں جو امام حسینؑ کی اولاد سے تھے۔ اور اُن کے درمیان قائم آل محمدؑ عجل اللہ فرجہ تھے۔ وہ قائم تھے اور نماز پڑھ رہے تھے۔ پس خداوند عالم نے ملائکہ سے فرمایا کہ اس قائم کے ذریعہ سے میں انتقام لوں گا اُن سے (یعنی اشقیاء سے)۔

۲۱ اکیسواں فرقہ۔ ملائکہ کے وہ گروہ ہیں جو لے گئے امام حسینؑ کی تربت کو اُن کی شہادت کے بعد آسمانوں کی طرف۔ چنانچہ منقول ہے کہ ایک ملک ملائکہ میں سے فردوس (اعلیٰ) سے نازل ہوا بحر پر اور اپنے بالوں کو پھیلا دیا تمام دریاؤں پر۔ اور فریاد کیا کہ اے اہل دریا اب لباس ہائے ماتمی پہن لو، اس لئے کہ فرزند رسولؐ ذبح کیا گیا۔ چنانچہ وہ ملک تربت امام حسینؑ کو اپنے بالوں پر آسمانوں کی طرف لے گیا اور کوئی ملک باقی نہیں رہا مگر یہ کہ اس تربت کو سونگھا اور باقی رہ گیا اس ملک کے پاس اُس تربت مطہر کا اثر۔

۲۲ بائیسواں فرقہ ملائکہ کے وہ گروہ ہیں جو نازل ہوئے امام مظلومؑ کی تجہیز و تکفین کیلئے۔ چنانچہ اس کا ذکر آئیگا عنوان میں اتمامہ تجہیز کے۔[۱]

---

[۱] مذکورہ بالا روایتوں کا تذکرہ کامل الزیارات و بحار الانوار جلد ۲۲ میں ہے۔ ملاحظہ ہو۔

المقصد الثانی

دوسرا مقصد

اُن چیزوں کے بیان میں جو عطا کی گئیں ہیں امام حسین ؑ کو صفات ملائکہ سے۔ یعنی ملائکہ کے اُن صفات کے بیان میں جن سے امام حسین ؑ متصف تھے۔

(مصنف فرماتے ہیں کہ) ہمارا مقصود یہ نہیں ہے کہ امام حسین علیہ السلام متصف تھے صفت سے کسی ایک فرشتے کے۔ کیونکہ وہ فضیلت حضرت ؑ کے واسطے نہیں ہے بلکہ میرا مقصد یہ ہے کہ جبکہ دیکھا جائے مجموع ملائکہ کو جو تعداد میں زیادہ ہیں جمیع مخلوقات سے اور ملاحظہ کیا جاوے اُن کی مجموع عبادات کو انواع مختلفہ میں جن کا شمار و حصر نا ممکن ہے ان کی ابتدائے خلقت سے لے کر آخر زمانہ تک۔ پس تحقیق کہ جمع فرمایا امام حسین ؑ نے کل عبادات کو (ملائکہ کی) ایک دن میں (یعنی یوم عاشورہ) پس گویا امام حسین علیہ السلام مجموع ملائکۃ اللہ ہیں۔ پس سن تو ملائکہ کے بعض صفات کو جسے جناب امیرالمومنین علیہ السلام نے بیان فرمایا ہے بیان میں اصناف ملائکہ کے۔ (نہج البلاغہ میں) ۔ فرمایا صلوات اللہ علیہ نے کہ اُن میں سے کچھ ایسے سجدہ کرنے والے ہیں جو حالت سجدہ ہی میں ہیں رکوع نہیں کرتے ہیں۔ اور کچھ ایسے رکوع کرنے والے ہیں جو رکوع سے سر نہیں بلند کرتے ہیں۔ اور کچھ صف باندھ کر عبادت کرنے والے ہیں کہ جب سے اُن کی صفیں بندھ گئیں آج تک ٹوٹی نہیں۔ اور کچھ ایسے تسبیح کرنے والے ہیں جو تھکتے نہیں اور نہ اُنھیں کبھی نیند آتی ہے۔ اور نہ وہ بھولتے ہیں۔ اور نہ عبادت کی وجہ سے اُن کے جسم میں سستی و کاہلی پیدا ہوتی ہے۔ اور نہ اُن میں کبھی غفلت و

نسیان طاری ہوتے ہیں۔ اور ان میں وہ ملائکہ ہیں جو وحیٔ الٰہی کے امانت دار ہیں اور
اُس کے رسولوں کے پاس پیغامبر بنکر اور الٰہی احکام لے کر آنے جانے والے ہیں۔
اور اُن میں سے وہ بھی ہیں جو اللہ کے بندوں کے نگہبان ہیں اور اُس کی جنت کے
دروازوں کے نگہبان ہیں۔ اور اُن میں سے بعض طویل القامت ہیں جن کے قدم
تحت الثریٰ میں ہیں اور اُن کی گردنیں فلک اول سے نکل گئیں ہیں اور اُن کے
جسم اطراف دنیا سے نکلے ہوئے ہیں اور قائمۂ عرش الٰہی سے اُن کے کاندھے ملے ہوئے ہیں۔

(مصنف فرماتے ہیں) میں کہتا ہوں کہ جب آپ حضرت سید الشہداء کے
حالات کو ملاحظہ فرمائیں گے تو اُن کو آپ پائیں گے کہ وہ عبادت کرنے والے ہیں تمام
ملائکہ کی عبادت کی۔ اور ملائکہ کی عبادتوں میں ہر ایک کے لئے ایک مقام معلوم
ہے۔ اور ایک قسم ہے عبادت کی (یعنی اگر کوئی رکوع میں ہے تو وہ ہمیشہ رکوع ہی میں ہے)
پس امام حسینؑ نے جمع فرمایا یوم عاشورہ ملائکہ کی کل عبادت کو۔ پس سجدہ فرمایا امام مظلومؑ
یوم عاشورہ (جو ملائکہ کے تمام سجدوں کا مجموعہ تھا) اس طرح سے کہ پھر اس سجدے سے سر
نہ اُٹھایا۔ اور رکوع فرمایا اللہ کیلئے ایسا رکوع کہ جو ملائکہ کے تمام رکوع کا مجموعہ تھا۔
اسی ہیئت پر باقی رہے کہ اس رکوع کے بعد قیام پر قادر نہ ہوئے۔ اور قیام فرمایا
شب عاشور میں اور اپنے رب کی ایسی عبادت کی کہ پلک تک نہ جھپکائی اور نہ پہلو طاری
ہوا مشغول رہے۔ اور یوم عاشورہ اپنے نفس کو تعب و مشقت میں ڈالدیا (وہ یہ تھے)
اعمال و افعال، آمد و رفت، حرب و ضرب، دشمن پر حملہ کرنا اور حملے کو دشمن کے
روکنا، اور فریاد کرنا، اور استغاثہ کرنا، اور نہیں عارض ہوئی امام حسین علیہ السلام
کے بدن پر تعب و سستی۔ گویا وہ بدن شریف نہیں تھا بدن انسانی۔

اور جب آپ ملاحظہ کریں گے امام حسینؑ اور اُن کے اصحاب کو اور اُن کی صفوں
کو اُن کی عبادتوں میں جیسا ہم نے اس کو ذکر کیا ہے اشارہ میں سورۂ صافات کے
تو آپ کو یہ معلوم ہوگا کہ امام حسینؑ اور ان کے اصحاب مثل ملائکہ صافین کے تھے کہ
جو اپنی جگہ سے حرکت نہیں کرتے تھے۔ امیر المومنینؑ نے ارشاد فرمایا ہے بیان میں

ملائکہ کی صفتوں کے (اور وہ یہ ہیں) کہ ملائکہ اُس کی معرفت کی شیرینی چکھ چکے ہیں اور اُس کی محبت کے جام سے سیراب ہو چکے ہیں اور اُن کے دلوں کے سیاہ نقطوں، روحانی معارف کی منزلوں میں اُس کے خوف کی جڑیں جاگزیں ہو چکی ہیں۔ جب ہی تو اُنھوں نے اپنی پشتوں کے اعتدال کو اس کی محراب درازیٔ بندگی میں ختم کر دیا ہے۔ اُن کے خضوع و خشوع کے سوتے کو اس کی طرف طویل میدان پایاب نہیں بناتا۔ تقرب کی بڑی سی منزل (بھی) اُن سے فروتنی کی رسن کو علیٰحدہ نہیں کرتی۔ خود پسندی اُن پر قابو نہیں پا لیتی ہے کہ یہ (اس کی وجہ سے) پہلے اُن سے جو طاعتیں ہو چکی ہیں اُن کو زیادہ سمجھنے لگیں۔ نہ فروتنی ہیبتِ جنابِ باری تعالیٰ نے اُن کے لئے اچھے کاموں کو عظیم سمجھنے کا کوئی حصہ باقی چھوڑا ہے۔ نہ سستیاں اُن کے سجدوں میں طویل مشقت کے باوجود دروال ہوتی ہیں۔ نہ ان کی رغبتیں کم ہونے پر آتی ہیں کہ اپنے پالنے والے کی اُمید سے کنارا کرنے لگیں۔ نہ مناجات کی کثرت سے اُن کی تسبیح و تہلیل کرنے والی زبان کے کنارے خشک ہوتے ہیں۔ نہ دنیا کے کاروبار اُن پر مسلط ہوتے ہیں کہ اُن کی آواز اُس کی بارگاہ کے سامنے آہستہ دعا کرنے سے باز آ جائیں۔ نہ طاعت و فرماں برداری کی صفوں میں اُن کے کاندھے (جہت تقرب سے) منحرف ہوئے ہیں۔ نہ یہ کہ اُس کے حکم (کی تعمیل) میں کوتاہی کر کے آرام کی طرف اپنی گردنیں موڑتے ہیں۔ نہ اُن کی سعیٔ محکم پر غفلتوں کی بے شعوری حملہ آور ہوتی ہے۔

(مصنف فرماتے ہیں) میں کہتا ہوں کہ اگر تو دیکھے گا بچشم حقیقت سے (کہ ایسی نسبت؛ ملائکہ نے معرفت کی نہیں چکھی) بلکہ تو پائے گا معرفت کی شیرینی کو جسے چکھا امام حسینؑ نے (یعنی معرفت کی شیرینی) اور جامِ محبت کو پیا۔ (امام حسین علیہ السلام نے)

پس یہ تحقیق کہ چکھا امام مظلومؑ نے شیرینی معرفت کی کہ نہیں پایا اس کے ساتھ تلخی باوجودیکہ امام مظلومؑ پر دنیا کی تمام تلخیاں قلبی حیثیت سے اور روحانی حیثیت سے اور نفسانی حیثیت سے اور جسمانی حیثیت سے ظاہرا اور

باطناً جمع ہوگئی تھیں۔ اسی وجہ سے امام مظلومؑ نے فرمایا کہ مجھے موت کا مزہ شیریں معلوم ہوتا ہے۔ اور ایسا محبت کا جام پیا کہ شدتِ عطش نے امامؑ عالیمقام کے قلبِ مبارک میں اثر نہ کیا جس کا اثر امام مظلومؑ کے لبوں پر تھا۔ یہانتک کہ دونوں (شدتِ عطش سے) خشک ہوگئے تھے اور شدتِ عطش کا اثر امامؑ کی زبان پر تھا یہانتک کہ شدتِ عطش سے زبان کو چباتے تھے۔ اور (شدتِ عطش کا اثر) امام مظلومؑ کے کلیجے میں تھا یہانتک کہ پارہ پارہ ہوگیا اور (شدتِ عطش کا اثر) دونوں آنکھوں میں تھا یہانتک کہ امام مظلومؑ اور آسمان کے درمیان مثلِ دھوئیں کے حائل ہوگیا (یعنی پیاس نے روشنی چشم کو تیرہ و تاریک کردیا) لیکن قلب مبارک امام مظلومؑ کا جام محبت سے سیراب تھا۔ اور شاید کہ جام محبت وہی تھا جو جناب رسالتمآبؐ کے ہاتھوں پر موجود تھا۔ جس کے منتظر امام حسینؑ تھے۔ جس کی خبر آپ کے فرزند جناب علی اکبرؑ نے دی تھی۔ تھا وہ پانی قسم ہے اس جام محبت کے یا وہ جامع تھا آب ظاہری اور آب باطنی کے لئے۔ اور اگر تامل کیا جائے نگاہِ بصیرت سے حضرت امیرالمومنینؑ کا قول صفت ملائکہ میں کہ ضم کردیا انھوں نے طولانی اطاعت کے ساتھ اپنی پشتوں کے اعتدال کو تمہیں معلوم ہوگا کہ زیادہ منفرد اور زیادہ حقدار میں اس کے مصادیق کے امام حسین علیہ السلام۔ کیونکہ امام مظلومؑ نے خم کردی اطاعت الٰہی میں ایک ساعت کے اندر اپنی سیدھی پشت کو۔ اور کبھی خم کردیا جبکہ تیر سہ شعبہ لگا ہے جو قلب میں پیوست ہوگیا اور پشت مبارک سے باہر نکل آیا اور اس سے خون مثل آب جاری کے بہہ رہا تھا۔ اور ضم ہونا کمر کا اطاعت الٰہی میں اعضاء کا جدا ہونا ہے اور کل اعضاء کا ٹکڑے ٹکڑے ہونا ہے۔

اگر تو غور و فکر کرے حق ہے تدبر کا تو پائیگا تو کہ بیشک امام مظلوم علیہ السلام اعظم مصادیق میں جیسا کہ جناب امیرالمومنینؑ نے فرمایا ہے ولم ینفذ طول الرغبة الیه مادة تضرعهم۔ اور نہیں ختم ہوا طولانی رغبت سے خدا کی طرف

مادہ اُن کے تضرع کا ،، یعنی اُن کے خضوع و خشوع کے ہوتے کو خدا کی طرف طلبی حیلا
کو باریاب نہیں بناتا۔ اس کے بھی مصداق امام حسینؑ ہیں۔ اس لئے کہ اس کے
معنی یہ ہیں کہ تضرع و عاجزی میں اپنے کسی مطلب کا خیال نہ کرے تاکہ منقطع ہو جائے
مادہ اُن کے تضرع کا جیسا کہ تمام اہلِ مطالب حصولِ مقصد کا خیال کرتے ہیں۔ پس
وہ لوگ ارادہ کرتے تھے تضرع کا اور دوست رکھتے تھے خداوند عالم کو اپنے نفس
کیلئے جبتک کہ وہ زندہ ہوتے ہیں۔ اور امام حسینؑ کیلئے ایک خصوصیت ہے
اس صفت خاصہ میں جو فوقیت رکھتی ہے ملائکہ پر۔ کیونکہ امام حسینؑ نہیں چاہتے
تھے کہ منقطع ہو جائے مادہ تضرع کا جبتک کہ زندہ رہیں بلکہ اللہ کے لئے مصائب
کے متحمل ہوئے۔ اپنی شہادت کے بعد (بھی) اپنے جسم شریف پر انواع مصائب
سے، اور سر مبارک پر مختلف اقسام کی بلا سے، اور پھر بعد پر مختلف اقسام کے
مصائب سے۔ اور امام مظلومؑ اپنی حیات میں ان تمام مصائب کے برداشت
کرنے کی نیت کر چکے تھے۔ اور حالتِ حیات میں خیال فرما چکے تھے پامال ہونا
جسمِ اقدس کا بعد شہادت کے اور اپنے ہاتھوں کا قطع ہونا بعد شہادت کے۔
(کمر بند کیواسطے) اور بے ادبی ہونا چوب خیزران سے دندان مبارک پر ہے اور
زبان مبارک پر۔ اور پھر سر مبارک کا بلند ہونا (نیزہ پر)۔ اور قرار دیا تھا
ان تمام مصائب کو مدارِ عبادت سے آنحضرتؑ کے جیسا کہ ظاہر ہوتا ہے امام
مظلومؑ کے کلمات سے هذا ذرة في المقام من المقال وبقي الباقي
في الخيال والله المتعال ،، یہ ایک ذرہ ہے مقام میں مقال کے اور باقی
رہ گیا باقی خیال میں اور اللہ بلند عظمت والا ہے ،،

المقصد الثالث (۳)

(تیسرا مقصد)

بیان میں اُس فیض کے جو عطا ہوئی ملائکہ کو امام حسینؑ کی جانب سے اور وہ چند امور ہیں۔

۱ **اوّل** یہ کہ امام مظلومؑ کو شفیع قرار دیا (یعنی شفاعت کرنے والا) ملائکہ کا جو ان میں سے گناہگار تھے۔ پس امام مظلومؑ نے شفاعت فرمائی فطرس (ملک) اور دردائیل (ملک) کے حق میں (اپنی ولادت کے دن) جس کا ذکر گذر چکا۔

۲ **دوسرے** یہ کہ خداوند عالم نے امام مظلومؑ کی قبر مبارک کو ملائکہ کے لئے معراج قرار دیا۔ جیسا کہ روایت میں ہے۔

۳ **تیسرے** یہ کہ خداوند عالم نے امام حسین علیہ السلام کی ذات مقدس کو ملائکہ کے لئے منبع فیض قرار دیا۔ کیونکہ ملائکہ امام حسینؑ کی خدمت کے سبب سے ایسے مقامات پر پہنچتے ہیں کہ جہاں نہیں پہونچ سکتی تھی انکو (ملائکہ کو) اُن کی تسبیح و تقدیس۔ اسی وجہ سے خداوند عالم نے فضل ملائکہ کے حق فرمایا ہے جبکہ انھوں نے یہ کہا تھا "ہم تو تیری تسبیح و تقدیس کرتے ہیں" تو خداوند عالم نے اُن کے جواب میں فرمایا کہ خاموش ہو جاؤ۔ میں جانتا ہوں اس امر کو جسے تم لوگ نہیں جانتے۔ چونکہ علم غیب مختص ہے ذات اقدس جناب باری سے اور ملائکہ کو وہ فیض جو زمانہ مستقبل میں حاصل ہونے والا تھا معلوم نہ تھا۔ اس لئے خداوند عالم نے فرمایا إِنِّي أَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ "جو میں جانتا ہوں اس کا علم تم لوگوں کو نہیں ہے"۔ پس حصول فیض جو ملائکہ سے مختص تھا (۲) کا علم اُن کو بعد میں

پس خداوند عالم نے قرار دیا ملائکہ کیلئے چند اسباب اُن کی بلندئ درجات کیلئے جو متعلق تھے امام حسین سے مختلف طریقوں سے۔ مثلاً گریہ و بکا کرنا امام حسینؑ پر اور زیارت کرنا آنحضرتؑ کی۔ اور خدمت کرنا امام مظلومؑ کے زائر کی اور خدمت کرنا اُن کے مزار اقدس کی۔ جیسا کہ معلوم ہوا تفاصیل سے جو عطا کی گئیں امام حسینؑ کو ملائکہ کی جانب سے۔ (جس کا بیان مفصلاً گذر چکا)۔

العنوان الحادی عشر

گیارھواں عنوان

خصائص میں امام حسین علیہ السلام کے جو متعلق ہیں خداوند عالم کے مقرر کردہ انبیاء عظام سے۔ اور اس میں چند مقاصد ہیں۔

۱ **پہلا مقصد** بیان میں اُس چیز کے جو عطا کی گئی امام حسینؑ کو (حق تعالیٰ کی جانب سے) انبیاء علیہم السلام کے صفات سے۔

۲۔ **دوسرا مقصد** بیان میں اُن صفات کے جو عطا کئے گئے امام حسینؑ کو انبیاء سے عموماً۔

۳۔ **تیسرا مقصد** بیان میں اُس چیز کے جو کہ مخصوص ہے آنحضرتؑ (امام حسینؑ) میں، انبیاء علیہم السلام کے فضائل سے۔ (یعنی خداوندِ عالم نے سرفراز فرمایا امام حسین علیہ السلام کو انبیاء علیہم السلام کے فضائل خاصّہ سے) اور آزمائش فرمائی امام حسینؑ کی اُن چیزوں سے جس میں انبیاء کرام مخصوص طور سے مبتلا کئے گئے۔ اور اس مقصد میں چند باب ہیں۔

۴۔ **چوتھا مقصد** بیان میں اُن چیزوں کے جو عطا کی گئیں انبیاء علیہم السلام کو امام حسین علیہ السلام کی جانب سے۔

پہلا مقصد

اُن کے (انبیاء علیہم السلام کے) صفات کے بیان میں

روایات میں ہے کہ خداوند عالم نے مخصوص فرمایا ہے اپنے انبیاء کو بارہ صفتوں سے۔ اور ہم نے اس کو ذکر کیا ہے صفات میں امام حسینؑ کے۔ (یعنی وہ تمام صفات جو کہ انبیاء میں تھے امام حسینؑ میں موجود تھے) بلکہ بطورِ اکمل موجود تھے۔ اور منجملہ صفات انبیاء کے کہ خداوند عالم نے آزمائش کی ہے اپنے بندوں کی کہ اُن کو قرار دیا ضعیف (مقابلہ میں قوی کے) تاکہ لوگ اُن کے حالات کو دیکھکر عبرت حاصل کریں۔ اور نہیں مقرر کیا اُن کے لئے دنیا اور زینت دنیا کو۔ اور یہ بات ثابت ہے کہ جمع ہو گئے تھے جمیع حالات جن سے انبیاء علیہم السلام کی آزمائش کی گئی دقتوں میں امام حسینؑ کے یوم عاشورہ تمام حالات۔

اور کبھی تقابل فرمایا اس ابتلاء سے جو لوگوں کے لئے ہے کہ جمع ہو گئے تمام حالات ابتلاء امام حسین ع میں اس طرح کہ ظاہر ہوئی ان حالات میں حقیقت اخلاص کی اللہ کیلئے کہ سوائے خدا کے اور کسی کا علاقہ نہ تھا۔ اور اسی وجہ سے متصف ہو گئے تھے ان حالات میں جو امام حسینؑ کی اتباع کرتے تھے۔ بتحقیق کہ وہ لوگ سادات الشہداء ہیں۔ اور اولیاء خدا ہیں اور اُس کے برگزیدہ بندے اور اُس کے دوست ہیں۔

اور منجملہ خصائص انبیاء سے یہ بھی تھا کہ نہیں گذرا کوئی پیغمبر ان میں سے مگر اُن کی آزمائش کی گئی فقر سے یا بھوک سے یا پیاس سے یا برہنگی سے یا ضرب سے یا قتل سے یا استخفاف و ذلت سے۔ پس ہر ایک میں ایک صفت تھی (مذکورہ بالا میں سے) ان میں سے بعض گرسنہ بھوکے دُنیا سے کوچ کر گئے۔ اور ان میں سے بعض پیاسے برہنہ مر گئے۔ (کسی نبی میں صفات مذکورہ بالا جمع نہ تھے) لیکن امام حسینؑ میں یہ تمام صفات جمع تھے۔ (بلکہ اُن سے زیادہ جمع ہو گئے تھے) یہ تمام صفات مذکورہ نہیں جمع تھے غیر حسینؑ میں۔ اگرچہ جمع تھے اکثر انبیاء میں یہ صفات مذکورہ مگر محفوظ رہے بعض صفات مذکورہ سے مگر امام حسینؑ میں کل صفتیں جمع تھیں۔ یہاں تک کہ صفت سلامتی امام مظلومؑ میں مفقود تھی۔ (اور ہمیشہ مبتلائے بلا رہے)۔

اور کل انبیاء کے صفات سے یہ بھی ہے کہ اُن کے بدن سے خوشبو سونگھی جاتی تھی مثل بعض پھل کی۔ جیسا کہ حدیث میں ہے۔

اور امام حسینؑ میں بھی خوشبو سیب کی پائی جاتی تھی جیسا کہ حدیث تفاح سے ظاہر ہے۔ وہ سیب جو کہ امام حسینؑ کے ساتھ وقت شہادت تک تھا اور اس وقت بھی خوشبو آتی ہے سیب کی امام مظلومؑ کی قبر مطہر سے۔ چنانچہ امام حسینؑ کے مخلص شیعہ اس سیب کی خوشبو سونگھتے ہیں خصوصاً سحر کے وقت (روضہ مطہر میں) جیسا کہ روایت میں ہے۔ (جس کا ذکر تفصیل سے عنوان سابق میں گذر چکا)۔

المقصد الثانی

دوسرا مقصد

اُس چیز کے بیان میں جو عطا کی گئی خداوند عالم کی جانب سے امام حسینؑ کو انبیاء سے عموماً - اور وہ چند چیزیں ہیں -

۱ـ **اوّل** یہ کہ تمام انبیاء علیہم السلام نے زیارت کی ہے آنحضرتؑ (امام حسینؑ) کے مدفن کی قبل دفن آنحضرتؑ (امام حسینؑ) کے - پس حدیث میں ہے کہ کوئی پیغمبر نہیں گزرا ہے مگر یہ کہ اُس نے کربلاء کی زیارت کی - اور جو نبی نہیں گئے وہاں (کربلا میں) پس یہ تحقیق وہ گئے (شب معراج میں) کربلا کی طرف جیسا کہ فرمایا جناب رسالتمآبؐ نے کہ معراج کی شب مجھکو لے گئے ایک ایسے مقام پر کہ جس کا نام کربلا تھا - اور دکھایا گیا مجھکو اس مقام میں مقتل (میرے فرزند) امام حسین ابن علی علیہما السلام کا -

۲ـ **دوسرے** یہ کہ جمیع انبیاء کیلئے ہمیشہ اوقات مخصوصہ میں کہ وہ حضرات (یعنی انبیاءؑ) زیارت سے مشرف ہوتے ہیں آنحضرتؑ (امام حسینؑ) کی قیامت تک - ان میں سے شب قدر ہے - اور ان میں شب نیمہ شعبان ہے -

المقصد الثالث

(تیسرا مقصد)

اُس چیز کے بیان میں جو مخصوص ہے آنحضرتؑ (امام حسینؑ) میں فضائل انبیاء کے اور مبتلا ہونا انبیاء علیہم السلام کا (بلاؤں میں) فرداً فرداً۔ اور اس میں چند باب ہیں۔

جان تو کہ بہ تحقیق وارد ہوا ہے زیارت میں امام حسینؑ کے کہ خطاب کیا گیا ہے اس زیارت میں امام حسینؑ کو بوراثت بعض انبیاء کے ان کے اسماء کے ساتھ اور وہ زیارت وارثہ مشہور ہے۔ اور کبھی وارد ہوا ہے بعض زیارت امام حسینؑ میں سلام انبیاء پر اُن کے ناموں کے ساتھ۔ (جیسا کہ زیارت ناحیہ مقدسہ میں ہے) اور اُن کی صفت ممتازہ کے ساتھ۔ پس ہم داخل ہوتے ہیں تفصیل میں اس عنوان کے۔

پس ہم بیان کرینگے بعض انبیاء کی وجوہ وارثیت کو (یعنی امام حسینؑ انبیاء کے کیوں وارث ہیں) اور کیفیت وارثیت کو بیان کرینگے۔ اور ہم ذکر کرینگے کہ بعض عنوان میں سلام کیا گیا ہے اس نبی کی خاص پر۔ اور ہم بیان کرینگے کہ اس بات کو زیارت امام حسینؑ میں جو انبیاء کا نام لیا گیا ہے ممکن ہے کہ مراد اس اسم سے وہی پیغمبر ہوں۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ قصد کیا گیا ہو اس اسم نبی سے (بطور استعارہ) امام حسینؑ کو۔ پس بہ سبب کثرت صفات کے ہونے امام حسینؑ انبیاء کے مثالی اور اسی وجہ سے امام حسینؑ کی جگہ پر انبیاءؑ کا نام لیا گیا۔ مثلاً جب تو سلام کریگا جناب ابراہیمؑ نبی کی صاحبہ پر تو

ممکن ہے کہ مراد بیاں وہی حضرت ایوب نبی ہوں۔ اور ممکن ہے کہ (بطور استعارہ) مراد ایوبؑ امام حسینؑ ہوں اس لئے کہ جناب ایوبؑ بھی صابر ہیں (اور امام حسینؑ بھی صابر ہیں) اور جبکہ تو سلام کرے جناب یحییٰؑ نبی مظلوم پر پس ممکن ہے کہ تو قصد کرے اس سلام سے نفسِ یحییٰؑ کو۔ اور ممکن ہے کہ بطور استعارہ اس زیارت میں تو قصد کرے اسم یحییٰؑ سے امام حسینؑ کو۔ اس لئے کہ جناب یحییٰؑ بھی مظلوم ہیں (اور امام حسینؑ بھی مظلوم ہیں) اور اسی طرح کہیں گے باب آدمؑ میں کہ سجدہ کیا اُن کو (یعنی جناب آدمؑ کو) سب ہی فرشتوں نے۔ یعنی جناب آدمؑ ملائکہ کے لئے قبلہ قرار دیئے گئے۔ اور (امام) حسینؑ وہ ہیں کہ ملائکہ اُن پر درود بھیجتے ہیں اور طواف کرتے ہیں اُن کی قبر کا۔ اور امام مظلومؑ کی قبر معراج کی جگہ ہے ملائکہ کے لئے۔

جناب آدمؑ وہ ہیں جن کو خداوند عالم نے ساکن کیا جنت میں۔

اور (امام) حسین وہ ہیں کہ جن کے نور سے جنت اور حورالعین وجود میں آئیں

جناب آدمؑ کو خداوند کریم نے مزیّن فرمایا لباس جنت سے۔

اور امام حسین علیہ السلام زینت جنت ہیں۔

جناب آدمؑ کو خداوند کریم نے منتخب فرمایا۔

اور (امام) حسین کو بھی اللہ نے مصطفٰے بنایا۔

جناب آدمؑ مبتلا ہوئے فراق جنت میں۔

اور امام حسینؑ (بھی) مبتلا ہوئے فراق میں اپنے دوستوں کے۔

جناب آدمؑ مبتلا ہوئے قتل سے اپنے فرزند (ہابیل) کے۔ پس دیکھا اُن کے (ہابیل کے) خون کو کہ زمین نے پی لیا۔

(اور امام) حسینؑ مبتلا ہوئے کہ اپنے فرزند (جناب علی اکبرؑ) کے جگر کو پارہ پارہ دیکھا۔

جناب آدمؑ مبتلا ہوئے درخت گندم سے کہ جس کے کھانے کی اُن کو

ممانعت ہوئی تھی۔ پس بھول گئے جناب آدمؑ اور نہیں پایا اپنے لئے عزم۔

اور (امام) حسینؑ مبتلا ہوئے تمام علائق کے منقطع کرنے پر اور اکل و شرب کے ترک کرنے پر۔ (پس امام مظلومؑ نے خداوند عالم کے حکم کی تعمیل فرمائی) اور اس حکم کو بھولے نہیں اور پایا اپنے لئے عزم کو جو نہیں پایا گیا کسی غیر حسینؑ میں۔

جناب آدمؑ اللہ کی صفوۃ ہیں اس کی مخلوق میں سے صورتوں میں۔ پس یہ تحقیق کہ یہی آدم صفوۃ ہیں۔

اور (امام) حسین علیہ السلام صفوۃ ہیں اس صفوۃ میں سے عالم معانی میں پس امام حسینؑ صفوۃ سے ہیں۔ اور صفوۃ امام حسینؑ سے ہے۔

جناب آدمؑ وہ ہیں کہ ان کے مقابل میں شیطان نے فخر کیا اپنے قول اَنَا خَیْرٌ مِّنْهُ سے۔ (شیطان نے یہ کہا کہ) میں حضرت آدمؑ سے بہتر ہوں" (اس لئے کہ شیطان کی خلقت آگ سے ہوئی تھی) جبکہ دیکھا شیطان نے کہ آدمؑ کی خلقت نرم مٹی سے ہوئی جو نہایت پست تر (اور) ساکن ہے۔

اور (امام) حسینؑ وہ ہیں کہ ان کے مقابل میں یزید لعین نے فخر کیا جبکہ دیکھا اس نے اپنے نفس کو تخت سلطنت پر اور اس نے اپنے اتباع کرنیوالوں (ملازم اور سپاہی) کو کہ وہ نہایت کثرت سے اس کے ارد گرد بیٹھے ہیں اور ان کے جسم پر مختلف اقسام کے لباس ہیں۔ اور دیکھا اس (ملعون) نے اپنے عیال کو کہ وہ پس پردہ قصر ہائے عالیشان میں تکبر کر رہے ہیں۔ سونے (اور) حریر و دیبا کے لباس میں۔ اور امام عالیمقام کے عیال لباس بوسیدہ پارہ پارہ پہنے ہوئے رسیمان ظلم سے بندھے ہوئے دربار عام میں نامحرموں کے سامنے کھڑے ہوئے ہیں۔ اور یزید لعین نے دیکھا اپنے دونوں فرزند خالد اور معاویہ کو کہ وہ دونوں بیٹھے ہوئے ہیں اس کے پہلو (یزید کے) میں نہایت زیب و زینت سے اسلحہ و جواہرات کے ساتھ (یعنی وہ دونوں یزید لعین کے بیٹے ہتھیار لگائے ہوئے جواہر سے غرق پہلو میں یزید کے بیٹھے ہوئے ہیں) اور دیکھا اس ملعون نے کہ دو فرزند (امام) حسینؑ کے

علیؑ اور علیؑ - اُس شقی (یزید) کے سامنے ہیں - اُن میں سے ایک جس کا سر الحمد للہ سامنے رکھا ہوا ہے - وہ فخرِ موجودات خاتم الانبیاء جنابِ رسالتمآب سے سیرت میں، صورت میں، گفتار میں، رفتار میں مشابہ تھا۔ یعنی جناب علی اکبر (شبیہ پیغمبر) -

دوسرے علیؑ زینتِ تمام عابدوں کے ہیں - لقب اُن کا زین العابدینؑ اور نام علی ابن الحسینؑ تھا) بیمار، نحیف و زار و ضعیف - غل و زنجیر میں گرفتار سامنے کھڑے ہیں - اور دیکھا یزید شقی نے اپنے تئیں کہ اس کے (یزید کے) سر پر تاجِ شاہی رکھا ہوا ہے اور وہ یعنی یزید تختِ شاہی پر بیٹھا ہوا ہے (اور امام) حسینؑ کا سرِ مبارک مجلسِ یزید میں برہنہ بلا حجت کے زمین پر اُس کے سامنے مع سرہائے فرزندان و برادران اور بنی اعمام اور اصحاب اطہار وغیرہ کے رکھا ہوا ہے - اور اس مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے دشمنانِ امام حسین علیہ السلام اور مشائخ بنی اُمیہ کرسی پر - لیکن یزید لعین اس حالت میں اپنی مجلس پر مسرور ہوا ہے اور سرِ امام حسینؑ کی طرف شماتت سے دیکھتا تھا اور اُس کی مذمت کرتا تھا اور تئیں فخر کرتا تھا اور وہ اشارہ کرتا تھا سرِ اقدس کی طرف - پس یزید نے یہ کہا کہ یہ شخص مجھ پر ہمیشہ فخر و مباہات کیا کرتا تھا اور کہتا تھا کہ میرا باپ افضل ہے یزیدؑ کے باپ سے، اور میری ماں افضل ہے یزیدؑ کی ماں سے، اور میرا جد افضل ہے یزید کے جد سے اور میں بہتر ہوں یزیدؑ سے - پس یہی وہ سبب ہے کہ میں نے اس کو قتل کیا - لیکن امام حسینؑ کا یہ قول کہ میرے پدر بزرگوار افضل ہیں یزید کے باپ سے - تو اس کا سبب یہ ہے کہ یزید شقی کے باپ معاویہ نے محاجہ کیا تھا امیر المومنین علیہ السلام سے - پس خداوند عالم نے حکم کیا اُس شقی کی طرف امام حسینؑ کے پدر بزرگوار کے مقابل میں۔

لیکن یہ جو کہا کہ میری ماں بہتر ہیں یزید کی ماں سے - پس قسم ہے مجھے اپنی جان کی کہ یہ بہت صحیح ہے کہ فاطمہ بنت رسول اللہ بہتر ہیں میری ماں سے۔

لیکن یہ جو کہا کہ میرے جد افضل ہیں یزید کے جد سے۔ پس نہیں ہے کسی ایک کے لئے جو اللہ پر اور یوم آخر پر ایمان رکھتا ہے کہ وہ کہے کہ یزید کا جد افضل ہے محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔

اور لیکن یہ جو کہا امام حسینؑ نے کہ میں افضل ہوں یزید سے پس گویا انھوں نے نہیں پڑھا ہی آیۂ شریفہ کو قل اللّٰھم مالک الملک تؤتی الملک من تشاء وتنزع الملک ممن تشاء وتعز من تشاء وتذل من تشاء "کہدو کہ وہ مالک الملک ہے۔ جسے چاہتا ہے تو (خدا) ملک دیتا ہے۔ اور جس سے چاہتا ہے ملک لے لیتا ہے۔ اور جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ذلت دیتا ہے"

پس غور کر اے صاحب غیرت یزیدؑ کے قول پر کہ اس شقی بدبخت نے کس طرح اپنے زعم باطل میں ارادۂ تحقیر آنحضرتؐ کا کیا ہے اپنے قول سے اس حالت میں۔ پس اے اعزاز و اکرام کرو اے شیعہ امام حسین علیہ السلام کا۔ اور اے ارباب ہمت، اے ارباب حمیت وغیرت و مروت!

پس تحقیق کہ جلتا ہے قلب یزید لعین کے اس قول سے جو بنظر حقارت اس نے کہا ہے۔ پس آپ بھی مقابلہ کیجئے اس ملعون کی تحقیر کرنے کے لئے اعزاز و اکرام سے۔ اس طرح کہ اے ملعون تو اس بزرگوار کی طرف اشارہ نظر حقارت سے کرتا ہے۔

(پس ہم کہیں گے کہ) یہ بزرگوار (یعنی امام حسین علیہ السلام) زینت آسمان و زمین ہیں، یہی زینت عرش الٰہی ہیں، یہی اللہ کے پیارے اور عزیز رسولؐ ہیں، یہی وہ ہیں جسے لے گئے رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر اور فرمایا! ھٰذا الحسین بن علیؑ فاعرفوہ "یہی حسینؑ ابن علیؑ ہیں پس انھیں پہچانو!" (اور) یہی عزیز زہرا علیہا السلام ہیں۔ (مصنف فرماتے ہیں کہ) کہنے والا میں ہوں جو یہاں کہہ رہا ہوں۔ مگر وہاں

یعنی دربار یزید لعین میں کوئی کہنے والا نہیں تھا۔ ہاں البتہ وہاں بھی کچھ کہنے والوں نے کہا۔ کہا جو کچھ کہ کہا سفیر روم نے کہا۔ اور جو کچھ کہ کہا جناب زینب نے کہا اور اس کی تفصیل اس کے محل میں آئیگی انشاءاللہ تعالیٰ۔

اور پھر تم ملاحظہ کرو جو مطابقت ہے ابلیس اور یزید میں اس بارے میں کہ ابلیس نے دیکھا مٹی کی تواضع اور اس کی نرمی اور ذلت ظاہری کو اور آگ کی حدت تیزی اور اس کی حرارت اور اس کی بلندی اور اس کے احراق کو۔ پس ترجیح دیا ابلیس نے اپنے قیاس باطل سے آگ کو مٹی پر۔ حالانکہ خاک کی شرافت سے غافل تھا کہ زمین سے روئیدہ ہوتی ہیں کلیاں، گلاب کے پھول، خوشبو، دانے، پھل، میوے اور اشجار۔ اور یہ کہ زمین معدن ہے ہر قسم کے فلزات اور ہر قسم کے جواہرات کی۔ اور زمین میں خزانہ ہے پانی کا جس سے ہر ذی حیات کی حیات قائم رہتی ہے۔ اور اس کے علاوہ بہت سی شرافتیں حق تعالیٰ نے اسے عطا فرمائی ہیں۔

اور یزید نے بھی دیکھا اپنے کو کہ تخت سلطنت پر متمکن ہے اور سر اقدس امام حسین ع کا طشت میں رکھا ہوا ہے۔ اور اس کی سانسیں خاموش اور ساکن تھیں اور دیکھا یزید لعین نے اپنے اتباع کرنے والوں کو کہ وہ مختلف اقسام کی زیب و زینت سے آراستہ اور لباس فاخرہ پہنے ہوئے مسلح اس کی خدمت میں کھڑے ہوئے ہیں۔ پس خیال کیا یزید لعین نے اس امر سے اپنی فضیلت اور اپنی بزرگی کو امام حسین ع پر۔ اور استدلال کیا اس بات پر کہ خداوند کریم نے اس کو (یزید کو) ملک عطا کیا ہے اور اسے عزیز و محترم کیا۔ اور (معاذاللہ) ذلیل کیا امام حسین ع کو۔ اسی وجہ سے آیت مذکورہ کی اس ملعون نے تلاوت کی۔ اور نہیں ملتفت ہوا ملعون اس بات کی طرف کہ وہ (یزید) اس حالت میں ذلیل ہے۔ اور امام حسین علیہ السلام اس حالت میں عزیز و محترم تھے۔ اور بیشک خداوند کریم نے عطا کیا ملک امام حسین ع کو اس حالت میں بھی۔ اور انتزاع سلطنت کیا یزید لعین سے اس کے

فعل کے سبب سے جو اُس نے کیا۔ اسی وجہ سے جائز سمجھتے تھے گالی دینا یزید کو تمام مخالفین جو جائز نہیں جانتے گالی دینا خلفاء میں سے کسی ایک کو۔

پس حکومت امام حسینؑ کی (خدا وند عالم نے) کل اہل دنیا کے دلوں پر کندہ کر دیا۔ پس دیکھا گیا کہ قلوب کفار منکسر ہیں امامؑ پر اور راغب ہیں امام علیہ السلام کی طرف۔ پس جب تم ارادہ کرو کہ پہچانو مصداق کو آیۂ شریفہ تعز من تشاء وتذل من تشاء ۔۔۔ الخ کے تو نظر کرو قبر ابی عبداللہ علیہ السلام کی طرف اور اور اس کے احترام کو اور اُس کی بزرگی کو، اور زیادتی زینت اور اُس کی بناوٹ اور اُس کی عمارت کی طرف کہ روز بروز ترقی پر ہے جب سے امامؑ قتل ہوئے ہیں۔ اور یہ سلسلہ قیامت تک باقی رہیگا۔

اور نظر کرو قبر یزید لعین کی طرف جو ملک شام میں ہے۔ روز دفن سے آج تک جو وہاں جاتا ہے پتھر اُس کی قبر پر مارتا ہے۔ اور اٹھا لیتا ہے پہلے ہی سے پتھر اُس کی قبر پر مارنے کے لئے۔ ہر وہ شخص جو ارادہ رکھتا ہے اُس کی قبر کے پاس سے گذرنے کا۔ اور اس فعل کو سنی، شیعہ، یہود و نصاری بجا لاتے ہیں۔ اور یہ بات تجربہ میں آ چکی ہے کہ جو شخص اُس کی قبر پر پتھر نہیں مارتا اُس کی حاجت پوری نہیں ہوتی ہے۔ اور اُس کی قبر جس پر پتھروں کا ایک کوہ عظیم ہو گیا ہے۔

اور متنبہ کیا ہے اُس کے (یزید کے) تخیل کے بطلان پر زینبؑ بنت علیؑ ابن ابیطالبؑ نے اپنی گفتگو میں جو یزید سے کی ہے۔ اور وہ عجیب ہیں۔ جس پہلے ہم نے ایک مستقل عنوان ذکر کیا ہے۔

جناب آدمؑ مبتلا ہوئے مفارقت جنت پر شیطان کے مکر و فریب کے سبب سے دفعتاً نہ رہ سکا۔ پس (جناب آدمؑ) نکلے (محل) انس ریاض قدس سے غبار آلود زمین کی طرف جو معدن ہے آفات و شرور، درندوں اور موذی جانوروں کی۔ پس فرمایا کہ بلاد متغیر ہیں۔ اور جو بلاد پھر آباد ہیں۔ (وہ بھی متغیر ہیں) پس زمین کا بالائی حصہ غبار آلود (اور) کریہ المنظر ہے۔

متغیر ہے ہر کھانے کی چیز اور اُن کے رنگ اور کم ہوگئی ملیح چہرے کی بشاشت۔
اور (جناب امام) حسین علیہ السلام بھی مبتلا ہوئے مثل اس کے۔
(مثل آدمؑ کے)۔ پس یکدفعہ جنت سے جو مقام اجتماع کا تھا احباب اور اولاد اور بھائیوں کا (اور یہ واقعہ گذرا) عرصہ میں دو ساعت زمان کے اعتبار سے جیسا کہ روایت میں ہے۔ جب کوئی امامؑ کا نام دمددگار نہ رہا تو ایک بچہ خیمہ سے نکلا۔ اُس کے کانوں میں دو گوشوارے لٹک رہے تھے اور وہ بہت خوفزدہ تھا (امام حسینؑ سے فریاد کر رہا تھا) کبھی داہنی طرف اور کبھی بائیں طرف دیکھتا تھا۔ پس اس کے پاس ہانی ابن شبیب (ملعون) آیا۔ پس اس بچہ کو اپنی تلوار سے مارا۔ پس وہ معصوم شہید ہو گیا۔ (اور جبکہ وہ شاہزادہ شہید ہو گیا) اور کوئی باقی نہ رہا جس سے (امامؑ عالیمقام) مانوس ہوتے تو اپنی بہن (جناب زینبؑ) سے فرمایا کہ لاؤ میرے فرزند صغیر کو (تاکہ اُس کے لئے پانی کی سبیل کروں) پس جناب زینبؑ نے فرزند شیر خوار کو امامؑ عالیمقام کی خدمت میں پیش کیا (پس اُس طفل شیر خوار کو امام مظلومؑ اشقیاء کے سامنے لے گئے اور سوال آب کیا یہاں تک کہ امامؑ عالیمقام کے ہاتھوں پر حرملہ بن کاہل اسدی کے تیر سہ شعبہ سے وہ بچہ شہید ہو گیا) اور جبکہ کوئی ایک بھی باقی نہ رہا کہ جس سے امام عالیمقامؑ تکلم فرماتے مگر اہل حرم۔ پس امامؑ عالیمقام نے اہل حرم کو پکارا (اور خیمہ میں داخل ہوئے اور ایک ایک سے رخصت ہوئے) اور جب اہل حرم سے رخصت ہو کر خیمے سے باہر نکلے اور تنہا چلے (اشقیاء سے مقابلہ کیلئے) اور دیکھا کہ بلاد غبار آلود ہیں اور کوئی بھی امامؑ عالیمقام کے ساتھ نہ تھا تو وہی اشعار پڑھے جو حضرت آدمؑ نے مذمت دنیا میں پڑھے تھے۔ اور اپنے رب کو پکارا جیسا کہ آدمؑ نے اپنے رب کو پکارا تھا فراقِ جنت کے وقت۔

جناب آدمؑ نے فراقِ بہشت پر بہت زیادہ گریہ فرمایا۔ اور روایت میں ہے کہ جناب آدمؑ دو سو برس تک فراق جنت پر گریہ کرتے رہے۔

(اور جناب امام) حسینؑ فقط ایک روز مصروف گریہ و بکا رہے تھے اور وہ عاشورہ کا دن تھا موا ضع خاصہ ہیں۔ لیکن امامؑ عالیمقام کے گریہ و بکا کا قیاس نہیں کیا جا سکتا ہے جناب آدمؑ کے گریہ و بکا پر۔ اس لئے کہ گریۂ آدمؑ فراق جنت کیلئے تھا۔ اور گریۂ امام حسینؑ فراق و مصائب اہلبیتؑ کے تھا۔ از روئے رقت و ترحم کے نہ یہ کہ امام حسینؑ اپنے نفس کے لئے گریہ فرماتے تھے۔

جناب آدمؑ کا گریہ طولانی تھا۔ یہانتک کہ نہریں اشکوں کی جاری ہوئیں۔ گریہ امام حسینؑ تھوڑا تھا لیکن خون کے ساتھ جو پھوٹ کر قلب سے نکلے۔ گریہ آدمؑ تسلی کے ساتھ تھا۔ اور گریۂ امام حسینؑ کے ساتھ کوئی ایسا نہ تھا جو آنحضرت کو تسلی دیتا۔

گریۂ آدمؑ اپنے ایک فرزند مقتول کیلئے تھا۔ اور گریۂ امام حسینؑ اپنے بھائیوں اور اپنی اولاد اور بنی اعمام و اصحاب اور اہل و عیال و اطفال کیلئے تھا۔

جناب آدمؑ مبتلا ہوئے تحصیل قوت اور طعام میں اپنی زوجہ اور اپنے نفس کیلئے اس چیز سے کہ جس سے کوئی ایک مبتلا نہیں ہوا۔ کیونکہ تحصیل قوت کے اسباب میں سے کوئی شئے روئے زمین پر نہ تھی۔ پس گویا کہ جناب آدمؑ نے تحصیل معیشت کے اسباب کے علم حاصل کرنے میں سعی فرمائی اور مہیا کیا اسباب معیشت کو بلا مدد ان کے جو بنانے والے تھے اس جنس کے۔ اور یہ چیز جناب آدمؑ کے لئے انتہائی دشوار تھی۔ (اس لئے کہ اس زمانہ میں اسباب معیشت مشکل سے حاصل ہوتے تھے) اگر تائید الٰہی نہ ہوتی تو حضرت آدمؑ معذور ہوتے۔ (اور عیش کرنا ممکن نہ تھا)

اور (امام) حسینؑ بھی مبتلا ہوئے پانی کے اسباب کے حاصل کرنے کے لئے تاکہ دور کریں پیاس اپنے عیال و اطفال کی جبکہ منع کر دیا تھا اشقیا نے ان کو پانی پینے سے باوجودیکہ وہاں پانی موجود اور جاری تھا۔ پس امام مظلومؑ نے (تحصیل آب کے سلسلہ میں) بہت زحمتیں اٹھائیں اور متحمل ہوئے

جملہ اقسام کے تعب بدنی اور نفسانی کے (تحصیل آب کے واسطے) پس کبھی تو خود گروہ اشقیاء کو موعظہ فرماتے تھے اور کبھی کسی کو بھیجتے تھے جو اشقیاء کو موعظہ کرتے تھے۔ اور کبھی بھیجتے تھے اُن کو جو قوم اشقیاء سے پانی طلب کرتے تھے۔ اور کبھی بھیجتے تھے شب تاریک میں (اپنے اصحاب کو تحصیل آب کیواسطے) اور کبھی کنواں کھودتے تھے (تحصیل آب کیواسطے) اور کبھی طلب فرماتے تھے پانی اپنے اہل حرم کے واسطے فقط۔ اس لئے کہ وہ یعنی اہل حرم اہل قتال سے نہیں تھے (اور فرماتے تھے ان عورتوں نے کیا تصور کیا ہے عداوت تو مجھ سے ہے) اور کبھی پانی طلب فرماتے تھے اپنے طفل شیر خوار کے واسطے فقط۔ اور کبھی اس بچہ کو دکھا کر ان اشقیاء کو فرات کا پانی طلب کرتے تھے (اور فرماتے تھے کہ یہ بچہ پیاس سے ہلاک ہو رہا ہے) اور کبھی طلب فرماتے تھے خود پانی اپنے لئے۔ اور کبھی پانی طلب فرماتے تھے حالت احتضار میں اپنے لئے۔

اور جناب آدمؑ کو حاصل ہوا بعد تعب (و مشقت کے) طعام۔ اور (امام) حسینؑ نے بعد زحمت بسیار کے دنیا سے بھوک اور پیاس کے عالم میں رحلت فرمائی۔ فدا ہو جائیں روح عالمین آنحضرت امام حسینؑ پر۔

حضرت آدمؑ مبتلا ہوئے (فراق میں اپنے فرزند ہابیلؑ مقتول کے) کہ قابیل نے قتل کر دیا (اپنے بھائی) ہابیلؑ کو۔ اور وہ (یعنی جناب ہابیلؑ) دفن بھی ہو گئے۔ اور نہیں دیکھا (آدمؑ نے) اپنے فرزند ہابیلؑ کے خون کو۔ اس لئے کہ زمین ہابیل مقتول کے خون کو پی گئی تھی۔ پس جناب آدمؑ نے زمین پر لعنت کی۔ پس اس کے بعد زمین نے کسی کے خون کو نہیں پیا۔

اور (امام) حسینؑ مبتلا ہوئے فراق میں اپنے فرزند دلبند علی اکبرؑ کے۔ جو پیغمبر خدا سے مشابہ تھے۔ جس کے جسم کو اشقیاء نے پارہ پارہ کر دیا۔ (اور دیکھا امام حسینؑ نے اپنے فرزند) جناب علی اکبرؑ کے بدن کو ٹکڑے ٹکڑے ہوئے اور دفن نہیں ہوئے تھے۔ اور نہ کفن پہنے ہوئے تھے۔ پس جناب امامؑ کے

قویٰ ضعیف ہو گئے نعش علی اکبرؑ کے دیکھنے سے۔

جس طرح سے جناب آدمؑ نے اپنے فرزند ہابیلؑ پر چالیس شبانہ روز گریہ فرمایا۔ پس جناب رب العزت کی جانب سے جناب آدمؑ پر وحی ہوئی کہ اے آدمؑ ہم نے تم کو ہابیلؑ مقتول کے عوض میں ہبۃ اللہ شیثؑ کو دیا۔ پس جناب شیثؑ پیدا ہوئے۔

اور (امام) حسین علیہ السلام نے گریہ فرمایا نصف ساعت جو برابر ہے چالیسویں سال کے۔ جس میں امام مظلومؑ کے قویٰ کمزور ہو گئے۔

اور جناب علی اکبرؑ کی شہادت کے بعد امام حسینؑ مبتلا ہوئے قتل فرزند شیر خوار علی اصغرؑ پر۔ اس کے بعد ایک دوسرے علیؑ سے جدا ہوئے (یعنی بیمار کربلا امام زین العابدین علیہ السلام سے)۔

باب ادریسؑ

(حضرت) ادریسؑ کو لے گیا خداوند عالم ایک بلند مقام پر درمیان آسمان پنجم اور آسمان چہارم کے۔

اور (امام) حسینؑ کی نعش مبارک لے گئے (ملائکہ) ایک بلند مقام پر۔

اور معراج ہوئی روح امام حسینؑ کو ایک بلند مقام پر۔ اور لے گئے (ملائکہ) خون امام حسینؑ کو ایک بلند مقام پر۔ (اور وہ رب العزت کا خاص خزانہ ہے)

اور بنایا خداوند عالم نے مثال حضرت امام حسین علیہ السلام کی ایک بلند مقام پر۔

اور لے گئے ملائکہ تربت امام حسین علیہ السلام کو ایک بلند مقام پر۔ ہر ایک کے لئے الگ تفصیل ہے جس کو ہم ذکر کرینگے اس کے محل میں۔

(جناب) ادریسؑ نے شفاعت فرمائی ایک ملک کے حق میں۔

اور (امام) حسینؑ نے شفاعت فرمائی دو ملک کے حق میں۔ فطرس اور دردائیل ملک۔ (بلکہ صلصائیل اور مرصائیل ملک کے حق میں۔ جیسا کہ روایت میں وارد ہوا ہے)۔

اور (جناب) ادریسؑ کبھی مبتلا ہوئے فرار ہونے کے لئے سلطان جابر کے ظلم و تشدد سے۔ اور چھوڑ دیا اپنے اعوان و انصار کو اور بھوکے پیاسے رہے بیس دن۔

اور (امام) حسین علیہ السلام کا بھی امتحان فرار سے ہوا تاکہ نہ قتل کئے جائیں اللہ کے حرم میں اور آخر احرام کے لئے۔

اور امتحان لیا گیا امام مظلوم کا مقاتلہ سے بھی۔ اور مبتلا ہوئے تین دن کی بھوک اور پیاس میں۔ یہاں تک کہ ندبہ فرمایا امام حسینؑ کی بہن (جناب زینبؑ) نے کہ میرا ماں جایا پیاسا ذبح کیا گیا۔ یہاں تک کہ رحلت فرمائی۔

بابِ نوحؑ

(حضرت) نوح علیہ السلام شیخ المرسلین تھے۔

اور (امام) حسین علیہ السلام اہلِ جنت کے سردار ہیں۔

(جناب) نوحؑ کے بیت کو (خداوند عالم نے) مشرف فرمایا اور وہ مسجد کوفہ ہے۔

اور (امام) حسین علیہ السلام کے مدفن کو (خداوند عالم نے) مشرف فرمایا مجلد کو دو کے مقابل میں تمام جہت سے۔

اور (جناب) نوح ع وہ ہیں کہ جن کے حق میں خداوند عالم نے خطاب فرمایا سلامٌ علیٰ نوحٍ فی العالمین یعنی سلامتی ہو نوح ع کی تمام عالم میں۔ (کشتی پر بسر کریں مگر سلامت رہیں اور کوئی گزندنہ پہونچے اُن کو جو اس کشتی پر سوار ہوں) پس بہ تحقیق کہ نجات ملی لوگوں کو طوفان سے جناب نوح ع کے سبب سے۔

اور (امام) حسین علیہ السلام وہ ہیں کہ جن کے حق میں خداوند عالم نے ارشاد فرمایا .. سلامٌ علی الحسین ع فی العالمین یعنی سلام ہو حسین ع پر (جو) عالمین کے امام ہیں،، اس لئے کہ نجات ہوگی (جہنم کی) آگ سے۔ امام حسین علیہ السلام کے سبب سے۔

(اور) نوح ع صاحب سفینہ تھے۔ یعنی وہ کشتی جسے جناب نوح ع نے اپنے ہاتھوں سے بنائی تھی وہ پانی کی موجوں پر چلتی تھی۔

اور (امام) حسین ع (بھی) صاحبِ سفینۂ ناجیہ ہیں جو جاری ہے۔ جو شخص سفینۂ (امام حسین ع) پر سوار ہوگا نجات پائیگا طبقات نار سے۔

(حضرت) نوح ع نے قیام فرمایا اپنی قوم میں ساڑھے نوسو برس تک۔ پس اُن کی قوم اُن کو (یعنی جناب نوح ع کو) بہت مارتی تھی پتھر سے یہانتک کہ تین روز تک عالم غش میں پڑے ہوئے تھے۔ اور جناب نوح علیہ السلام کے کان سے خون جاری رہتا تھا۔

اور (امام) حسین علیہ السلام نے قیام فرمایا اپنی قوم کے درمیان نصف ساعت تک۔ اور اُن کو دعوت دیتے تھے (خداوند عالم کی جانب سے) پس مارا امام حسین علیہ السلام کو اُن کی قوم نے نصف نہار میں یہانتک کہ تین روز تک نعش مبارک امام مظلوم ع کی بلاسر کے پڑی رہی (جلتی ہوئی ریت پر تمازتِ آفتاب میں) اور خون بہہ رہا تھا جمیع اعضا سے اُن کے۔ اور کتنی ضرب اُن کی

(یعنی امام حسینؑ کی) نصف ساعت میں زیادہ ضرب سے ساڑھے نو سو برس کے۔

بابِ ابراہیمؑ

(پس) جبکہ کہے تو (زیارت امام حسینؑ میں) السلام علی ابراہیم خلیل اللّٰہ ۔ میرا سلام ہو ابراہیمؑ خلیل اللہ پر ۔ پس اگر تو چاہے تو قصد ابراہیمؑ خلیل سے (وہ خلیل خدا) جنھوں نے محض بہ نظر رضائے الہٰی و تقرب باری تعالیٰ اپنے تئیں آتشِ نمرودی میں ڈالدیا جو ایک فرسخ تک مشتعل تھی۔ اور اعانت ملائکہ کو قبول نہیں فرمایا۔ (خصوصاً اعانت جبرئیل کو) اور دعا بھی نہیں مانگی اپنے رب سے چھٹکارے کے لئے آتشِ (نمرودی) سے۔ اور فرمایا کہ کفائت کرتا ہے میرے سوال سے علم باری تعالیٰ میرے حال میں۔

اور اگر تو چاہے تو قصد کرے (السلام علی ابراہیمؑ الخلیل سے) خلیل کربلا کا (یعنی امام حسینؑ کا) کہ پیش کیا اپنے نفس کو تقرب الہٰی کو حاصل کرنے کے لئے۔ اور پیش کیا اپنے نفس کو تلواروں اور نیزوں کے درمیان جو کئی ایک فرسخ تک تھیں۔ اور ملائکہ کی نصرت و مدد کو قبول نہیں فرمایا۔ (بہ نظر تقرب الہٰی) پس قرار دیا آگ کو اپنی اُمت کثیر پر برد اور سلام۔ (یعنی جس کے ہاتھ میں دامن امام حسینؑ ہوگا وہ جہنم کی آگ سے نجات پائیگا)

اور اگر تو چاہے تو قصد کرے (زیارت امام حسینؑ میں) خلیل خدا کو جنھوں نے بہ نظر تقرب و رضائے الہٰی اپنے فرزند جناب اسماعیل علیہ السلام کو

خداوندِ عالم کی بارگاہ میں پیش کیا۔ اور پیشانی کو بارگاہ احدیت میں خم کر دیا۔

اور اگر تو چاہے قصد کرے السّلام علیٰ ابراہیم خلیل اللّٰہ سے امام حسینؑ کا (جو خلیلِ کربلا تھے) کہ جنھوں نے بنظرِ تقرب اپنے فرزند علی اکبرؑ کو (بارگاہ احدیت میں پیش کیا اور دیکھا اُن کے بدن کے ٹکڑے زمین کربلا پر۔

اگر تو چاہے (زیارت مذکورہ میں) قصد کرے ابراہیمؑ خلیل اللّٰہ کا کہ جس سے اُن کی زوجہ سارہ نے آٹا طلب کیا پس شرمندہ ہوئے حضرت ابراہیمؑ خلیل خدا اپنا سے بار کو خالی۔ پس بھر دیا بورے کو ریت سے تو خداوندِ عالم نے اپنی قدرت کاملہ سے ریت کو آٹا بنا دیا۔

یا قصد کیجئے خلیلؑ کربلا کا کہ جن سے اُن کی پارۂ جگر سکینہؑ نے پانی طلب کیا تھا۔ پس امام مظلومؑ آب کے لئے نکلے اور خالی پلٹے اور نہیں فرمایا جناب سکینہؑ سے مگر یہ کہ بہت دشوار ہے مجھ پر اے پارۂ جگر تری بھڑکتی ہوئی پیاس کہ تو مجھ سے پانی طلب کرے اور میں تم کو دے نہ سکوں۔

اور اگر تو چاہے قصد کرے (زیارت امام حسینؑ میں) خلیلؑ خدا کا کہ جنھوں نے ساکن کیا اپنے اہل کو بے آب و گیاہ وادی میں اور ان کے پاس فقط ایک مشک پانی کی تھی۔ پس پلٹے (خلیل خدا) اور در کعبہ کو پکڑ کر دعا مانگی اور فرمایا کہ میں چھوڑ رہا ہوں اپنی ذریت کو بے آب و گیاہ وادی میں۔ پس دعا کی جناب ابراہیمؑ نے اُن کے حق میں اپنے قول فاجعل افئدۃ من الناس تھوی الیھم وارزقھم من الثمرات .. پس خدا لوگوں کے دلوں کو اُن کی طرف مائل کر دے اور اُن کو رزق عطا فرما پھل اور میوے سے۔"

یا قصد کیجئے خلیلؑ کربلا کا کہ جنھوں نے اپنے اہل و عیال کو چھوڑا ایک ایسی وادی میں جس میں پانی نہ تھا اور نہ کھانا۔ وہ پیاسے تھے دشمنوں کے نرغہ میں (جن کا سرپرست و غمخوار سوائے ایک فرزند بیمار کے کوئی نہ تھا) اور اپنے اہل حرم سے وقت رخصت یہ فرمایا کہ آمادہ ہو جاؤ اسیری کے لئے اور قناعت کرو مصائب کو برداشت کرنے کے لئے

اگر تم چاہو قصد کرو زیارت امام حسین علیہ السلام میں خلیلِ خدا کا جو صاحب ملت تھے یا قصد کرو خلیلِ کربلا کا جو شفیعِ رحمت تھے۔

اگر تم چاہو قصد کرو خلیلِ خدا کا جو مہمانوں کو بہت دوست رکھتے تھے۔ یا اُس خلیلِ کربلا کا قصد کرو زیارت میں جو اہل عصیان پر مہربان ہیں۔

پس نہیں محروم ہوگا وہ شخص امامِ مظلوم کی شفاعت سے جو متمسک ہوگا اُن کے دامن سے۔

باب یعقوبؑ

زیارت امام حسین علیہ السلام میں وارد ہوا ہے

"السلام علی یعقوب الذی رد اللہ علیہ بصرہ برحمتہ سلام ہو اُس یعقوبؑ نبی پر کہ جس کی قوت بصارت کو خداوندِ عالم نے اپنی رحمت سے پلٹا دیا"

پس اگر تم چاہو قصد کرو یعقوبؑ ابن اسحاقؑ کا جو باپ تھے بارہ بیٹے کے ——

ایک روز ندا دی اُن لوگوں نے (یعنی اولاد یعقوبؑ نے) درآنحالیکہ وہ صحیح و سالم زندہ اپنے باپ کی خدمت میں کھڑے تھے۔ پس کہا کہ اے میرے پدر بزرگوار تحقیق کہ ہم میں سے ایک کو بھیڑئیے نے کھا لیا ہے۔ (بس اس صدمہ سے) کمر حضرت یعقوبؑ کی جھک گئی اور اُن کی دونوں آنکھوں کی قوت بصارت زائل ہوگئی حزن و غم سے ——— (۵) اگر تم چاہو قصد کرو یعقوبؑ کربلا کا کہ ایک فرزند (جو شبیہ پیغمبرؐ تھا) اُسے بھی اُمت پر نثار کر دیا۔ (اور) شنی اُس کی

نداکو کہ وہ کہہ رہا ہے (اپنی ندا میں) یا ابتاہ علیک منی السلام ''اے بابا آپ میرا آخری سلام قبول فرمائیں''۔ یہ سلام، سلام متارکہ تھا (یعنی آپ سلامت رہیں) اب میں آپ سے جدا ہو رہا ہوں۔

اگر تم چاہو قصد کرو یعقوب نبی کا کہ جس نے دیکھا اپنے فرزند یوسف ؑ کے لباس کو خون میں ڈوبا ہوا۔ (لیکن) پارہ پارہ نہ تھا (بلکہ سالم تھا) پس فرمایا کہ عجیب مہربان بھیڑیا تھا (کہ لباس تک چاک نہ کیا)۔

اور اگر تم چاہو قصد کرو اُس یعقوبؑ (کربلا) کا کہ دیکھا اپنے فرزند (یوسفؑ) کو ٹکڑے ٹکڑے کہ نہیں باقی رہا اُن کے لباس سے اور نہ جسد (علی اکبرؑ) سے کوئی مقام سالم۔

فرزندان یعقوبؑ نے اپنے پدر بزرگوار سے اجازت چاہی کہ یوسفؑ کو (صحرا میں) واسطے تفریح طبع کے لیجاویں۔ پس اُن کو جناب یعقوبؑ نے روک دیا اور فرمایا کہ میں تاب مفارقت نہیں رکھتا اگر تم لوگ لیجاؤ گے اسکو (یعنی جناب یوسفؑ کو)۔

اور (امام) حسینؑ وہ ہیں کہ جب ارادہ مبارزت فرمایا ہے اُن کے فرزند (علی اکبرؑ) نے تو اہل حرم مانع ہوئے تھے اور جناب علی اکبرؑ سے لپٹ جاتے تھے۔ پس فرمایا امام حسین علیہ السلام نے (اہل حرم سے کہ) ان کو چھوڑ دو یہ مشتاق ہیں اپنے جد کی ملاقات کے لئے۔

یعقوبؑ نبی وہ ہیں کہ جب لایا ہے بشیر اُن کے (فرزند) یوسفؑ کے پیرہن کو (تو فرمایا کہ اس میں میں اپنے فرزند یوسفؑ کی خوشبو سونگھ رہا ہوں) پس بصارتہم عود کر آئی۔

لیکن امام حسین علیہ السلام نے جب اپنے فرزند کی آواز یعنی نداکو سنا۔ ''یا ابتاہ ادرکنی ھذا جدی رسول اللہ'' تو اُن کی نگاہوں میں دنیا تاریک ہو گئی۔

بابِ یوسفؑ

(حضرت) یوسفؑ کو جب اُن کے بھائیوں نے اُن کے والد بزرگوار جناب یعقوبؑ سے جدا کیا تو بعض بھائیوں نے یہ کہا کہ ان کو (یوسفؑ کو) قتل نہ کرو، اور ڈال دو اس کو (جناب یوسفؑ کو) گہرے کنویں میں۔ پس ڈال دیا (برادرانِ یوسفؑ نے) اُن کو (یوسفؑ کو) گہرے کنویں میں جس میں پانی تھا۔

اور (امام) حسین علیہ السلام وہ ہیں کہ بعد قتل ہونے آنحضرتؑ کے اصحاب اولاد اور برادران کے اشقیاء اُمت نے اُن پر حملہ کرکے نیزوں، تیروں اور تلوار وں سے اُن کے جسم مبارک پر زخم لگائے۔ پس وہی زخم کافی تھے امام مظلوم کی شہادت کے لئے۔ بلکہ بعض زخم کافی تھے شہادت کیلئے۔ بلکہ منجملہ تیروں کے ایک تیر سہ شعبہ جو امام مظلومؑ کے قلب پر لگا وہی کافی تھا شہادت کیلئے۔ (باوجود اس کے) اشقیاء اُمت نے بلند آواز سے ندا دی کہ تم لوگ قتل کرو اس کو (یعنی امام حسینؑ کو) تم لوگوں کی مائیں تم لوگوں کے ماتم میں بیٹھیں۔ پس حملہ کیا ایک جماعت نے مقتول کو قتل کرنے کے لئے (اور) مقتول کو ذبح کرنے کے لئے (اور) نحر کرنے کے لئے مذبوح کو (اور) نحر کرنے کیلئے جو نحر کیا جا چکا ہے۔ ایسے طریقے سے قتل کیا کہ قلم سے تحریر جاری نہیں ہوتی۔ اور زبان کو طاقت نہیں کہ اس کی تصویر کشی کرے۔

حضرت یوسفؑ کو جب اُن کے بھائیوں نے کنویں میں ڈالا تو ایک قافلہ کا گذر ہوا۔ بعض اہلِ قافلہ نے حضرت یوسفؑ کو کنویں سے نکالا (اور) اُن لوگوں نے اسیر کرلیا اور گردش دینے لگے۔ اہلِ قافلہ خرید نے کے لئے حضرت یوسفؑ کو بازار مصر میں لے گئے تاکہ یوسفؑ کو بیع کردیں (اہلِ مصر کے ہاتھ)۔

اور (امام) حسین علیہ السلام کو جبکہ اشقیائے اُمت نے خاک پہ گرایا سر امام مظلومؑ کا تن سے جدا کیا اور نصب کیا اُن لوگوں نے (سر مبارک کو)

نیزہ پر۔ (اور) بحیثیت اسیر کے پھرایا اشقیاء اُمت نے سرہائے مبارک کو کوفہ وشام کے بازاروں اور گلیوں میں۔

جناب یوسفؑ کو داخل کیا (اہل مصر نے) زبردستی عزیز مصر کے پاس۔ (اور) انجام کار امین ومعتمد عزیز مصر کے ہوئے۔

اور (امام) حسین علیہ السلام کے سر مبارک کو داخل کیا اشقیاء اُمت نے یزید لعین کے پاس۔ پس اس ملعون نے سر مبارک کے ساتھ شماتت واستہزاء کرنا شروع کر دیا اور چوب خیزراں سے دندان مبارک کو اذیت پہونچائی۔

بابِ صالحؑ

(جناب) صالحؑ صاحب ناقہ ہیں جو مبتلا ہوئے پانی پلانے میں ناقہ کے۔

(اور امام) حسینؑ صاحب عیال اور صاحب اطفال ہیں۔ آنحضرتؑ مبتلا ہوئے پانی پلانے میں اپنے عیال واطفال کے۔

(حضرت) صالحؑ (پیغمبر) چاہتے تھے (کہ اُن کی اُمت) ایک روز ناقہ کو پانی سے سیراب ہونے دے اس حیثیت سے کہ نہ سیراب ہو کوئی علاوہ ناقہ کے (یعنی حضرت صالح نبی چاہتے تھے کہ ایک روز اُن کی اُمت تمام پانی ناقہ کو دے اور کوئی شخص اُس روز سیراب نہ ہو۔) پس اُن لوگوں نے چند روز تو اُس پر عمل کیا کہ ایک روز جناب صالحؑ کی اُمت پانی سے سیراب ہوتی تھی اور ایک روز ناقہ پانی سے سیراب ہوتا تھا۔

(اور امام) حسینؑ نے جب چاہا اپنے عیالی و اطفال کے لئے پانی۔ نہ یہ کہ فرات کا تمام پانی آنحضرتؑ نے اپنے عیال و اطفال کے لئے طلب کیا تھا اور نہ یہ قید لگائی تھی کہ ایک روز اشقیاء پانی سے سیراب ہوں اور دوسرے روز امام حسینؑ کے اطفال و عیال پانی سے سیراب ہوں۔ بلکہ نہ ہر جلا امام مظلومؑ کے مادر گرامی کے جہیز میں تھی اُس سے چند مشکیں پانی کی طلب کی تھیں۔ (یہانتک کہ جب اشقیاء نے اس کو منظور نہ کیا) تو اپنے شیر خوار کے لئے ایک جرعہ آب کا طلب کیا لیکن اشقیاء اُمت نے رحم نہ کیا۔ پس امام مظلومؑ نے اپنی پیاس بجھانے کے لئے ایک قطرہ پانی کا طلب کیا۔ لیکن اشقیاء اُمت نے اول امر سے امامؑ عالیمقام کو پانی نہیں دیا۔

(حضرت) صالحؑ نبی کی اُمت نے جب اُن کے ناقہ کو پے کر دیا پانی پر تو ناقہ کا بچہ فریاد و نالہ کرتا رہا اور پہاڑ پر چڑھ گیا۔ اور اب تک لعنت ہوتی ہے گذرنے والوں کو اس پہاڑ پر۔

(اور امام) حسین علیہ السلام وہ ہیں کہ جبکہ آپ کی جہت سے طفل شیر خوار کو تیر سہ شعبہ لگا ہے تو امام حسینؑ چیخ مار کر روئے اور اس طفل شیر خوار نے اپنے پدر بزرگوار کی صورت دیکھی اور مسکرا دیا۔ یہانتک کہ روح نے بدن سے مفارقت کی۔ امام حسینؑ نے عرض کی بار الٰہا یہ میرا فرزند تیرے نزدیک ہرگز ہرگز ناقہ صالحؑ سے کم نہ ہوگا۔ پس تو انتقام لے اس قوم سے اس کے لئے۔ اور اگر مصلحت نہ ہو اس وقت انتقام میں تو مجھکو عطا فرما اس کا بہترین عوض۔

مصنف فرماتے ہیں کہ بہترین عوض انتقام عاجل سے یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے امام حسینؑ کو اس فرزند شیر خوار کے عوض میں فریادرسی ان لوگوں کی جو فریاد کریں گے میدان محشر میں اور فریاد کریں گے مواقف میں (میدان محشر کے) اور وہ فریاد کریں گے جہنم کی آگ میں خصوصاً جبکہ بلند ہوں گی اس وقت فریاد میں آواز پر اُس طفل شیر خوار کے اور اُس کی مصیبت عظیمہ پر۔

بابِ ہودؑ

(حضرت) ہود علیہ السلام توکل خاص ہیں جنھوں نے اپنی قوم سے فرمایا تھا کہ تم سب متفق ہو جاؤ پس میرے ساتھ مکر و کید کرو اور ہم کو مہلت نہ دو۔ اور امام حسین علیہ السلام نے بھی یہ فرمایا تھا (اعلانیہ) جبکہ کھڑے ہوئے تھے اُن کے مقابل۔

جناب ہود علیہ السّلام نے بھی یہی کہا تھا کہ تم سب مل کر میرے ساتھ مکر کرو لیکن سب نے ایک ساتھ مکر نہیں کیا بلکہ اُن کی اُمّت کے کچھ لوگوں نے اُن کو عصا اور پتھر سے مارا۔

(اور امام) حسین ؑ کو اُن کے دشمنوں نے کُل آلات سے ضرب لگائی۔ تلوار سے اور نیزہ سے اور چوب سے اور تیر سے اور پتھر سے اور عصا سے۔

جناب ہود ؑ کی اُمت نے اُن کے گلے کو گھونٹ دیا یہاں تک کہ قریب بہ ہلاکت پہونچ گئے۔

(اور امام) حسین ؑ کے گلے کو نحر کیا اور گلے پر ضربیں لگائیں اور نحر کو پارہ پارہ کیا اور قطع کیا گلے کو۔ (اُن کے جد کی اُمت نے)۔

بابِ شعیبؑ

(حضرت) شعیب علیہ السّلام باپ ہیں دو لڑکیوں کے اور وہ

وہی دو۲ لڑکیاں ہیں جن کو دیکھا جناب موسیٰؑ نے آبِ (چاہِ) مدین پر۔ (اور) دونوں کے ساتھ گوسفند تھے جن کو پانی پلانے کے لئے چاہِ مدین پر لائی تھیں۔ پس پایا (حضرت موسیٰؑ نے) چاہِ مدین پر مردم کے ایک گروہ کو جو اپنے اپنے گوسفند کو پانی سے سیراب کر رہے تھے۔ اور پایا (حضرت موسیٰؑ نے) اُن کے علاوہ دو۲ لڑکیوں کو (اپنے اپنے گوسفند کو لئے ہوئے) کنارے کھڑی ہیں قال ملاحظہ کیا فرمایا جناب موسیٰؑ نے کہ تم دونوں کیوں نہیں سیراب کرتی ہو اپنے اپنے گوسفند کو۔ دونوں نے (جواب میں) کہا ہم نہیں سیراب کرتے ہیں (اپنے گوسفند کو) یہاں تک کہ فارغ ہو جائیں شبان (چرواہے) اور ہم کو قوت نہیں) گوسفند کو) سیراب کرنے کی ان لوگوں کے مقابل ہیں۔ اور ہمارے پدر شیخ کبیر ہیں۔ وہ قدرت نہیں رکھتے چلنے کی ہمارے ساتھ (یہاں تک) ۔ پس رحم آیا حضرت موسیٰؑ کو ان کے کلام پر جبکہ دیکھا (حضرت موسیٰؑ نے) کہ روک دیا ہے پانی سے لوگوں نے دونوں لڑکیوں کو۔ اور علم ہوا (حضرت موسیٰؑ کو) کہ دونوں لڑکیوں کے باپ ضعیف ہیں۔ اور شیخ کبیر (السن) ہیں۔ پس حضرت موسیٰؑ نے اُن کے گوسفند کو پانی سے سیراب کیا۔

(اور امام) حسین علیہ السلام کہ جن کی بیٹیاں اور کثرت سے بہنیں ہیں اور باپ بیٹوں اطفال صغار کے اور صاحب اخوان اور اولاد کے جب وارد ہوئے نہر فرات کے پاس۔ پس دیکھا لوگوں کو کہ وہ پانی سے سیراب ہورہے ہیں اور حیوانات پی رہے ہیں۔ اور یہود و نصاریٰ، اور کلاب و خنازیر (نہر فرات کے) پانی سے سیراب ہو رہے ہیں اور کوئی اُن کو منع نہیں کرتا۔ اور دیکھا اپنے عیال و اطفال کو کہ وہ روک دیئے گئے پانی (پینے) سے۔ یہاں تک کہ بعد صدر سب کے سب دشمن سیراب ہو رہے ہیں۔ اور وہ لوگ یعنی امام حسین علیہ السلام کے اطفال و اہلِ حرم وغیرہ وغیرہ پیاس سے پچھاڑیں کھا رہے ہیں۔ حالانکہ یہ بزرگوار اُن کے سید کبیر ہیں۔ اور عالم کی

ہر فرد سے افضل ہیں۔

باب ایوبؑ

فرمایا حق تعالیٰ نے (جناب ایوبؑ کی شان میں) "اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا نِعْمَ الْعَبْدُ اِنَّهٗ اَوَّابٌ" "ہم نے پایا (جناب) ایوبؑ کو صابر (اور) خوب بندہ۔ بیشک وہ خدا کی بارگاہ میں مغفرت کرتے ہیں"۔

(اور امام) حسین علیہ السلام کو بھی پایا حق تعالیٰ نے صابر بلکہ شاکر بلکہ راضی (بھی) اسی وجہ سے (خدا وند عالم نے) قرار دی ہے (امام حسین علیہ السلام کی) نفس کی صفت مطمئنہ راضیہ سے۔ اور نہیں اکتفا فرمایا فقط اس میں کہ امام حسینؑ بہترین عبد ہیں۔ بلکہ وصف بیان فرمایا ہے حق تعالیٰ نے اپنے قول بورک من مولود سے "بہت مبارک ہے یہ مولود"۔ اور داخل فرمایا ہے حق تعالیٰ نے اس کو (یعنی امام حسین علیہ السلام کو) اپنے مخصوص بندوں میں۔ بلکہ قرار دیا حق تعالیٰ نے امام حسینؑ کو اس عبد سے کہ جس کے حق میں فرمایا ہے "سبحان الذی اسریٰ بعبدہ ----- الخ" "قابل ستائش ہے وہ ذات جو لے گئی اپنے عبد کو شب معراج"۔

(اور امام) حسین علیہ السلام "اوّاب" اللہ کی طرف حقیقۃً۔ کیونکہ جب بجا لاتے تھے ایک طاعت کو تو داخل ہوتے دوسری

اطاعت میں جو پہلی اطاعت سے زیادہ تر دشوار ہوتی تھی۔ اور زیادہ شوق رکھتے تھے نفوذ اطاعت کی طرف سر اور آپ حقیقتہً وہ ایوبؑ کربلا ہیں۔

(جناب) ایوبؑ نے صبر کیا تمام بلاؤں پر کیونکہ حق تعالیٰ نے اُن کو صابر پایا۔ لیکن برداشت نہیں کر سکے بلاء شماتت کو اور بلاء کو آپ ہی ملنگی اپنی تقیہ کی۔

(اور امام) حسین علیہ السلام یوم عاشورہ صبر فرمایا تمیع مصائب پر لیکن جب نکلی ہیں ان کی بہن جناب زینبؑ (خیمہ سے) اس وقت جبکہ اشقیائے امت نے ارادہ کیا امام حسینؑ کے قتل کا۔ اور دیکھا امام حسینؑ نے اپنی بہن جناب زینبؑ کو تو اس سے بڑی کوئی مصیبت امام عالیمقام پر نہ تھی۔ اس وقت امام علیہ السلام کا سب سے اہم ارادہ جناب زینبؑ کو خیمے میں واپس کرنے کا تھا۔

بابِ یحییٰ علیہ السلام

جان تو کہ بہ تحقیق (جناب) یحییٰ علیہ السلام کے لئے (امام) حسینؑ کے ساتھ تین جہت سے خصوصیت حاصل ہے۔

ع۱ اول یہ کہ حدیث میں با تخصوص وارد ہوا ہے کہ امام حسینؑ کیلئے مساوات و یکجہتی حاصل ہے (جناب) یحییٰؑ کے ساتھ بہت سی چیزوں میں۔

ع۲ دوسرے یہ کہ حدیث میں وارد ہوا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کو نار (جہنم) میں ایک منزل ہے کہ اس کا مستحق کوئی شخص نہیں ہے مخلوقین سے مگر قاتلِ یحییٰؑ ابن زکریا اور قاتلِ امام حسینؑ۔

۳ تیسرے یہ کہ امام حسینؑ اپنے کربلا والے سفر میں جب کسی منزل پر اُترتے تھے یا کسی منزل سے کوچ فرماتے تھے تو جناب یحییٰؑ کو یاد کرتے تھے۔ لہٰذا ان خصوصیات کی بنا پر ان دونوں بزرگوں کی خصوصیات کی تطبیق میں تین ۳ باتیں ذکر کروں گا۔

(۱) اوّل بیان میں مساوات و یکجہتی کے امام حسینؑ کے حضرت یحییٰؑ سے

(۲) دوسرے تطبیق میں اُن باتوں کے جنکو امام حسینؑ ذکر کرتے تھے اپنے سفر کربلا کی ہر اُس منزل میں جس پر نزول فرماتے تھے اور ہر اُس منزل پر جس سے کوچ فرماتے تھے۔

(۳) تیسرے بیان میں امام حسینؑ کے اُن مصائب کے خصوصیات میں جو آنحضرتؑ پر زیادہ ہیں (بہ نسبت جناب یحییٰؑ کے) اور قرار دینگے امام علیہ السلام کے مصائب کے عظیم و بزرگ ہونے کی خصوصیت کو تیسرے امر میں اور اس سے ہم کبھی مراد لیں گے یحییٰؑ ابن زکریا مظلوم کو اور کبھی یحییٰ ابن زہراؑ مظلوم کو۔

الامر الاوّل (پہلا امر)

امر اوّل بیان میں موازنات کے جو وارد ہوئے ہیں روایات میں۔ پس ہم گنیں گے ان کے بیان میں کہ جناب یحییٰؑ اور امام حسینؑ کے متعلق اللہ نے بشارت دی دونوں کی ولادت سے پہلے۔ پس بشارت اوّل (قرآن کی یہ آیت ہے) یا زکریا انا نبشرک بغلام اسمہ یحییٰ لم نجعل لہ من قبل سمیا) .. یعنی اے زکریا ہم آپ کو بشارت دیتے ہیں ایسے فرزند کی کہ جس کا نام یحییٰ ہے کہ ہم نے قبل اس کے اس کا کوئی ہمنام پیدا نہیں کیا ہے۔"

اور دوسری بشارت یا محمد ان اللہ یبشرک بمولود من فاطمۃؑ (ملائکہ نے یہ کہا کہ) "اے محمدؐ بیشک اللہ آپ کو بشارت دیتا ہے ایک ایسے مولود کی (جو بیٹا ہوگا) بطن فاطمہؑ سے (جس کا نام حسینؑ ہوگا۔ اس کے قبل ہم نے کسی کا نام حسینؑ نہیں رکھا ہے) [1]

لیکن دونوں بشارتوں میں فرق عظیم ہے۔ کیونکہ بشارت یحییٰؑ (جناب زکریاؑ کے لئے) موجب فرح (و سرور ہوئی۔ اور بشارت (امام) حسینؑ کی سبب حزن ہوئی۔ فان امہ حملتہ کرھا و وضعتہ کرھا۔ یعنی حاملہ ہوئی ماں اُس مولود کی کراہت سے اور وضع حمل ہوا اُس کا کراہت سے"۔ جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا ہے کہ مراد (آیۂ وافی ہدایہ میں) حضرت زہرا علیہا السلام ہیں۔

اور (جناب) یحییٰؑ اور (امام) حسینؑ پیدا ہوئے چھ مہینے میں۔ (یعنی دونوں بزرگوار بطن مادر میں چھ مہینے تھے) [2] اور جناب یحییٰؑ اور (امام) حسینؑ وہ ہیں کہ دونوں کا نام اللہ نے رکھا اپنی جانب سے۔ پس فرمایا (خداوند عالم نے) جناب یحییٰؑ کی شان میں۔ انا نبشرک بغلام اسمہ یحییٰؑ۔ "اے زکریا ہم بشارت دیتے ہیں ایک ایسے مولود کی کہ جس کا نام یحییٰؑ ہوگا"۔ اور فرمایا (خداوند عالم نے) امام حسینؑ کی شان میں (بذریعہ) جبرئیل امین۔ "پس نے نام رکھا اس مولود کا حسینؑ۔ [3]

اور یحییٰؑ اور (امام) حسینؑ دونوں بزرگواروں نے دودھ نہیں پیا پستان مادر سے غالباً۔ پس جناب یحییٰؑ کی رضاعت آسمان سے ہوئی اور امام حسین علیہ السلام

---

[1] ناسخ التواریخ، و بحار الانوار و ارشاد مفید علیہ الرحمہ و کامل الزیارات باب ۱۶ ص ۵۶۔

[2] ناسخ التواریخ جلد ۶ ص ۲۔ [3] ناسخ التواریخ جلد ۶ ص ۳۶۶۔

کی رضاعت عرش عظیم سے ہوئی یعنی زبان نبی اکرم ص سے جو افضل ہے

جناب یحییٰ ع اور امام حسین علیہ السلام وہ ہیں کہ دونوں کی پیشانی نور سے جگمگاتی تھی

جناب یحییٰ ع اور امام حسین ع وہ ہیں کہ نہیں دیکھا دونوں بزرگوں نے خوشی اپنی مدت عمر میں۔ اور اگر اتفاقاً دونوں بزرگوں کو خوشی ہوئی تو حزن سے بدل گئی۔

جناب یحییٰ علیہ السلام اور (امام) حسین علیہ السلام وہ ہیں کہ دونوں بزرگوار کے قاتل ولدالزنا ہیں۔ [۵]

جناب یحییٰ ع اور امام حسین علیہ السلام کے سلسلہ میں جناب رسالتمآب سے روایت ہے کہ نار (جہنم) میں ایک منزل ہے کہ نہیں مستحق ہوگا اس منزل کا کوئی ایک مگر قاتل یحییٰ ع اور قاتل امام حسین ع۔

جناب یحییٰ ع اور امام حسین ع وہ ہیں کہ گریہ کیا آسمان نے دونوں بزرگواروں پر خون سے۔ [۶]

جناب یحییٰ ع اور امام حسین ع وہ ہیں کہ گریہ کیا زمین نے دونوں بزرگوار پر خون سے۔ [۷]

جناب یحییٰ ع اور امام حسین علیہ السلام وہ ہیں کہ تکلم کیا دونوں بزرگواروں کے سر نے بعد شہادت کے۔ پس جناب یحییٰ ع کے سر نے فرمایا بادشاہ سے۔ اتق اللہ ،، خوف کر تو اللہ سے (اے بادشاہ) ،، اور سر (امام) حسین ع نے تلاوت فرمائی آیات قرآنیہ کی مکرر۔ اور سنا گیا سر امام حسین علیہ السلام سے

---

[۴] ناسخ التواریخ ج۶ - ص ۱۰ - کامل الزیارات باب ۱۶ ص ۵۷ -
[۵] کامل الزیارات باب ۲۵ ص ۷۶ - [۶] کامل الزیارات باب ۲۵ - ص ۷۸ - [۷] کامل الزیارات باب ۲۵ ص ۷۷ -
[۸] ناسخ التواریخ ج۶ - ص ۳۶۲ -

"لاحول ولاقوۃ الا باللہ"۔

(جناب) یحیٰؑ جبرًا قتل کئے گئے (جبرًا قتل کئے گئے۔ مصنف "الامر الثالث میں بیان کریں گے) اور امام حسینؑ میدان قتال میں جبرًا قتل کئے گئے۔ اسی وجہ سے امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا ہے "انا ابن المقتول جبرًا یعنی میں اُس کا بیٹا ہوں جو قتل کیا گیا جبرًا"۔

۲ الامر الثانی
(دوسرا امر)

بیان میں اس امر کے کہ (امام) حسین علیہ السلام ذکر فرماتے تھے ہر منزل پر (جہاں قیام فرماتے تھے سفر کربلا میں) جناب یحیٰؑ کی شہادت کو۔ اور ذکر فرماتے تھے بالخصوص کہ حضرت یحیٰؑ کا سر مبارک ایک زانیہ کے واسطے بطور ہدیہ پیش کیا گیا[1]

اور اگر تو غور و فکر کرے نگاہ بصیرت سے تو پائیگا تو اس کو عظیم ترین مصیبت۔ پس یہ تحقیق کہ شماتت دشمن اجداس کے عظیم ترین مصائب سے ہے اور دیکھنا اور نظر کرنا دشمن کا حالت ضعف (و ذلت) وابتلا میں زیادہ عظیم ہے کہ کیسی عظیم ہوگی دیکھنے سے سر کے اس حالت میں کہ وہ جسم سے جدا ہوا ہے مصیبت امام حسینؑ کی کہ دشمن کے سامنے سر رکھا ہوا ہے اور وہ سر مبارک کو گردش دے جس طرح چاہے۔ جیسا کہ یہ واقعہ پیش آیا امام مظلوم کے لئے اور امامؑ مظلوم کی یہ مصیبت بالخصوص بہت دشوار تھی جناب پیغمبرؐ خدا پر۔

---

[1] تفصیل ناسخ التواریخ ج ۶ ص ۶۵۳ پر ملاحظہ کریں۔

پس بد دُعا فرمائی آنحضرتؐ نے اُس شخص پر جس نے نظر کی سر بریدۂ امام حسینؑ پر اور خوش ہوا۔ (یعنی پیغمبرؐ خدا اپنی زندگی میں واقعۂ ہائلہ کو یاد کر کے رو دیتے تھے اور اپنی حیات میں بد دُعا کی تھی)۔

الامر الثالث

(تیسرا امر)

تیسرا امر خصائص میں بزرگ مصیبت کے اس مظلوم (امام حسین علیہ السلام) کے بہ نسبت اُس مظلوم (جناب یحییٰؑ) کے۔ اور اس مصیبت کو ہم بیان کرینگے ضمن میں سلام کے جناب یحییٰؑ پر۔ اس لئے کہ امام حسینؑ سلام کرتے تھے جناب یحییٰؑ پر اس وقت جبکہ یاد فرماتے تھے جناب یحییٰؑ کو ہر اُس منزل میں جس میں قیام فرماتے تھے یا کوچ کرتے تھے اُس منزل سے۔ اور ہمارے لئے اس میں اسوہ حسنہ ہے۔ یعنی ہم بھی تاسی و پیروی کریں امام حسین علیہ السلام کی۔ پس چاہیئے کہ ہم سلام کریں امام حسین علیہ السلام پر منازل تطبیق میں۔ پس ہم کہیں جیسا کہ زیارت امام حسینؑ میں ہے "سلام ہو حضرت یحییٰ پر جن کو بزرگ قرار دیا حق تعالےٰ نے اُن کی (حضرت یحییٰؑ کی) شہادت کے سبب سے" پس اگر چاہے قصد کرے تو اس سلام سے جناب یحییٰؑ کا جن کو قتل کیا گیا (بہ طریق) صبر کے۔ یعنی گرفت میں لیا گیا تاکہ حرکت نہ کریں قتل کے وقت۔ اور قطع کیا لوگوں نے اُن کے (جناب یحییٰؑ کے) سر کو۔

یا قصد کرتو (اس سلام سے) یحییٰؑ (کربلاؑ) کا جو قتل کئے گئے جبراً۔ یعنی دفعۃً قتل اتنا زخمی ہو گئے تھے اور جسم سے تمام خون نکل گیا تھا کہ اعضاء و جوارح حرکت نہ کر سکتے تھے۔

اگر تم چاہو تو قصد کرو اس سلام سے اس یحییٰؑ کا کہ رکھا گیا اس کا (یحییٰؑ کا) سر مبارک سامنے ہاتھوں پر۔ اور قطع کیا گیا (نرمی کے ساتھ)۔

اگر تم چاہو تو قصد کرو یحییٰؑ (کربلاؑ) کا جو گرے گھوڑے سے زمین پر اس نیزے کے زخم کے سبب سے جو آنحضرت امام حسین علیہ السلام کے پہلوئے اقدس پر دشمنوں نے لگائے تھے۔ پس قطع کیا امام مظلومؑ کے سر مبارک کو (جلتی ہوئی زمین پر)۔

اگر تم چاہو تو قصد کرو (سلام سے) اس یحییٰؑ کا کہ ساکن ہو گئیں ان کے قاتلوں کی تمام عداوتیں ایک مرتبہ ذبح کرنے سے چھری سے۔

اور اگر تم چاہو تو قصد کرو سلام سے اس یحییٰؑ (کربلاؑ) کا کہ دشمنوں نے نہیں اکتفا کی چار ہزار تیروں کے زخم پر اور ایک سو سے زائد ضربت پر (جو امام مظلومؑ کے سر پر لگائی گئی۔ اور ایک سو سے زائد نیزہ پر (جو امام حسینؑ پر لگائے گئے) - اور نہیں اکتفا کی دشمنوں نے سر مبارک کے قطع ہونے پر اور نحر پر اور رمی پر (یعنی آنحضرتؑ کے جسم مبارک پر پتھر برسائے گئے) اور وہ مصیبتیں جو امام مظلومؑ کے جسم پر بعد شہادت نازل ہوئیں۔ (جیسے) جسم مبارک کا پارہ پارہ ہونا۔ اور اعضاء و جوارح کا مثلہ کیا جانا۔ (پس دشمنوں نے اس پر اکتفا نہیں کی ہے) بلکہ مظاہرہ کیا دشمنوں نے اپنی عداوت کا آنحضرت امام حسین علیہ السلام کے سر مبارک کے مقابل میں۔ اور نیزہ پر سر بلند کیا۔ اور اس کو دیار بہ دیار پھرایا اور اس کو سولی پر چڑھایا۔ پس اس پر دشمنوں نے اکتفا نہیں کی بلکہ مارتے تھے دندان مبارک پر اور ہونٹوں پر (چھڑی سے)

مختلف مجالس ہیں۔

اگر تم چاہو تو قصد کرو اُس یحییٰؑ کا کہ جس کا سر ہدیہ کیا گیا ایک بیت سے دوسرے بیت کی جانب ایک مرتبہ۔ اور قیاس کیا جاتا ہے امام حسینؑ کا اسی پر۔ اور اگر یہ کیا جاتا ہے اس پر (یعنی امام مظلومؑ کا سر مبارک نیزہ پر دیار بہ دیار پھرایا گیا)۔

یا قصد کرو اُس یحییٰؑ کا جس کا سر مبارک پھرایا گیا بلاد کثیرہ میں۔ اور کبھی ہدیۃً پیش کیا گیا اور پھر ہدیۃً پیش کیا گیا۔ اور پھر ہدیۃً پیش کیا گیا۔

اگر تم چاہو تو قصد کرو اُس یحییٰؑ کا کہ جس وقت اُن کا سر قطع کیا گیا اور دیکھا حکم دینے والے ظالم نے تو اس کے حالات متغیر ہو گئے۔

اور اگر تم چاہو تو قصد کرو یحییٰؑ مظلوم کا کہ جس وقت رکھا گیا سر مبارک اُن کا سامنے قتل کا حکم دینے والے (یزید پلید) کے۔ تو سر مبارک کو اُٹھا لیا ہنس کر۔ پس وہ تبسم کرتا تھا اُس سے (سر مبارک سے) پس یہ تبسم یعنی یزید کا مسکرانا سر آنحضرتؑ کو دیکھ کر یہ عظیم ترین زخم ہے تمام زخموں سے (آنحضرتؑ کے) وہ آنکھیں اندھی ہو جائیں جو گریہ نہ کریں سماعت کے وقت اس تبسم کے کہ جو یزید نے سر امام مظلومؑ کو دیکھ کر کیا)۔

اگر تم قصد کرو اُس مظلوم کا جس کا نام یحییٰؑ تھا جو مسجد سے نکالے گئے جس وقت کہ دشمنوں نے اُن کے (یحییٰؑ کے) قتل کا ارادہ کیا تھا۔ اور وہ (یحییٰؑ) دشمنوں کے محاصرہ میں تھے بلا کسی علاقہ کے۔ نہ عیال سامنے تھے اور نہ اطفال تھے۔

اور اگر تم چاہو تو قصد کرو اس مظلوم کا جو نکالے گئے خیام سے جب کہ بیبیاں زنان محترم حیران و پریشان تھیں۔ تنہا تھیں جٹیل میدان میں درمیان دشمنوں کے اور ہر ایک ندا دیتی تھیں (واویلا وا حسیناؑ) اور کہتی تھیں کہ کون اب

ہم لوگوں کا سرپرست ووارث ہے جو ہم لوگوں کی حفاظت کرے۔ پس امام حسین علیہ السلام نے الحرم کو خاموش کیا اور آنحضرتؑ خیمے سے باہر نکلے۔ پس لپٹ گئی امامؑ مظلوم سے دختر صغیرہ (جناب سکینہؑ) اور اپنے کو امام مظلومؑ کے قدموں پر گرا دیا۔ اور وہ دونوں ہاتھوں کا بوسہ لیتی تھیں اور چیخ مار کر رو دی تھیں اور فرماتی تھیں واابوتاہ اور رِدا سے کر ڈالا اپنی چادر کو۔ پس آنحضرت امام حسینؑ پلٹے اور بٹھایا اُس کو (جناب سکینہؑ کو) اپنی گود میں اور ارشاد فرمایا

لاتحرقی قلبی بدمعک حسرۃً
مادام منی الروح فی جثمانی

اے سکینہؑ میرے قلب کو نہ جلاؤ اپنے حسرت بھرے آنسوؤں سے جب تک روح میرے جسم میں باقی ہے۔

فاذا قتلت فانت اولی بالذی
تاتینہ یا خیرۃ النسوان

پس جب میں قتل کیا جاؤں تو تو زیادہ مستحق ہے اس بات کی اے بہترین نسواں۔ [۱]

اور اگر تم چاہو تو قصد کرو اُس یحییٰؑ کا جو شہید کئے گئے اور وہ قربان تھے۔

اور اگر تم چاہو تو قصد کرو یحییٰ کربلا کا جو شہید کئے گئے اور وہ پیاسے تھے۔

اگر تم چاہو تو قصد کرو سلام سے جس وقت کہ تم کہو گے یہ کلام کہ یحییٰؑ وہ ہیں جو ذبح کر دیئے گئے طشت میں اور کوئی قطرہ خون کا نہیں گرا۔ (جناب یحییٰؑ کا) زمین پر مگر ایک قطرہ جو چند سال تک جوش کھاتا رہا (زمین پر) یہاں تک کہ بنی اسرائیل تباہ ہو گئے لیکن ہو گیا جوش خون کا [۲]

---

[۱] ناسخ التواریخ ج ۶ - ص ۲۸۴ -   [۲] ناسخ التواریخ ج ۶ - ص ۲۶۴ -

یا آپ یحییٰؑ کربلا کا قصد کریں (سلام ہیں) جو ذبح کیے گئے جلتی ہوئی ریت[لہ] پر اور وہ اپنے خاک و خون میں غلطاں تھے۔ اور بہایا گیا ہر قطرہ خون کا زمین پر۔ مگر چند قطرات خون کے نہیں گرے آنحضرتؑ کے۔ (بلکہ امام مظلومؑ نے) لے لیا چند قطرات خون کے اپنے ہاتھوں میں اور مسح کیا اس خون کے قطرات سے اپنے چہرہ پر۔ پس بلند کیا بعض قطرات خون کے آسمان کی طرف۔ اور ایک قطرہ بھی آسمان سے زمین کی طرف نہیں پلٹا۔ اگر ایک قطرہ بھی زمین پر گر جاتا تو زمین اپنے اہل کے ساتھ منقلب ہو جاتی۔

اگر تم چاہو قصد کرو یحییٰؑ کا جو ذبح کیے گئے پس گردن سے۔

اور اگر تم چاہو قصد کرو اس یحییٰؑ کا کہ جس کا سر جدا کیا گیا ایک مرتبہ پس گردن سے۔

اور اگر تم چاہو قصد کرو یحییٰؑ کربلا کا کہ جس کا سر جدا کیا گیا تلوار کی بارہ[۱۲] ضربت سے۔

اور اگر چاہو تم قصد کرو اس یحییٰؑ کا کہ جس کا سر تن سے جدا کیا گیا اور بدن اس کا صحیح و سالم تھا۔

یا قصد کرو یحییٰؑ کربلا کا کہ جس کا سر قطع کیا گیا اور بدن پارہ پارہ کیا گیا کہ کوئی جگہ زخموں سے خالی نہ تھی۔ سلام ہو اس یحییٰؑ پر کہ جس کا سر بطور ہدیہ کئی مرتبہ دشمن کے پاس پیش کیا گیا۔ اور مارا گیا اس کے سر پر خیزران اور چھڑی سے کئی مرتبہ۔ سلام ہو اس یحییٰؑ پر کہ جس کا سر مختلف مقامات پر رکھا گیا۔ سلام ہو اس یحییٰؑ پر کہ جس کا سر نیزہ پر بلند کیا گیا اور نصب کیا گیا اس کے سر کو اور شبلی کی گئی اس کے سر کی، اور سولی دی گئی اس کے سر کو، اور لٹکایا گیا اس کے سر کو اور مختلف مقامات میں رکھا گیا، اور نصب

لہ ناسخ التواریخ جلد ۶ - ص ۲۹۱ - و اسرار الشہادۃ آقائے دربندی۔

کیا گیا مختلف مقامات پر، اور سولی دی گئی مختلف مقامات اور لٹکایا گیا مختلف مقامات پر، اور شاید کہ دفن کیا گیا مختلف مقامات میں۔ اگرچہ انجام یہ ہوا کہ سرِ مبارک بدنِ شریف کے ساتھ دفن ہے۔

باب موسیٰؑ

جب روانہ ہوئے امام حسین علیہ السّلام مدینہ سے (عراق کی طرف) تو تلاوت فرمائی بعض آیات قرآنیہ کی جو متعلق ہیں جناب موسیٰؑ سے۔ اور جبکہ داخل ہوئے مکۂ شریف میں تو تلاوت فرمائی بعض آیاتِ قرآنیہ کی۔ اور اس قرأت میں اشارہ فرمایا ہے تطبیق کی طرف اپنے حالات کو حالاتِ موسیٰؑ پر۔ [۱] پس ہم بیان کرتے ہیں تفصیل اس کی۔

موسیٰؑ کلیم اللہ ہیں (یعنی اللہ سے کلام کیا)۔ اور امام حسینؑ کو بھی کلیم اللہ ہونے کا شرف حاصل ہے اپنی اُن کی حیات میں۔ جیسا کہ اس روایت میں ہے کہ جس کا تذکرہ ہم نے "عیون المجالس" میں کیا ہے انس بن مالک سے۔ وہ یہ ہے کہ

"امام مظلومؑ مکہ (معظمہ) میں جناب خدیجہؑ کی قبر سے رخصت ہونے کے لئے گئے تھے۔ اُس وقت میں نے دیکھا کہ امامؑ عالی مقام نور کے حلقہ میں ہیں اور ذاتِ احدیت سے گفتگو فرما رہے ہیں۔ [۲]

---

[۱] ارشاد مفید ص ۲۲۳ تا ۲۲۴۔ [۲] ناسخ التواریخ ج ۶ ص ۵۵۴۔

اور اسی طریقہ سے امام حسین ع کلیم اللہ ہیں اپنی وفات کے وقت کیونکہ خداوند عالم نے امام عالیمقام ع سے خطاب فرمایا اپنے قول .. یا ایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی ...... الخ سے۔ (اے نفس مطمئنہ تو اپنے رب کی طرف پلٹ آ) جیسا کہ روایت میں ہے۔

جناب موسیٰ صاحب ید بیضا تھے۔ یعنی جناب موسیٰ ع کے ہاتھ کبھی نور سے چمکتے تھے۔

اور امام حسین علیہ السلام کی نورانیت کہیں زیادہ تھی جناب موسیٰ ع سے کیونکہ امام حسین ع کی جبین چمکتی تھی، گلا چمکتا تھا۔ اس لئے کہ کثرت سے پیشانی اور گلے کو چومتے تھے رسول اللہ۔ اور چہرۂ مبارک (نور سے چمکتا تھا) باوجودیکہ آغشتہ بخاک و خون تھا۔ کثرت سے نور اس سے ساطع تھا۔ یہانتک کہ چہرے کے نور نے مشغول کر لیا تھا نظر کرنے والے کو نظر کرنے سے کیفیت قتل میں آنحضرت ع کے۔

چنانچہ روایت میں ہے کہ جبکہ سورج (دائرہ) نصف النہار پر تھا قاتل بیان کرتا ہے امام حسین ع کے چہرے کے نور نے مجھے مشغول کر لیا تھا (اور میں اُن کے قتل کی کیفیت کو نہ دیکھ سکا)۔ اور سر مبارک جبکہ نیزے پر بلند تھا چمکتا تھا نور سے۔ جیسا کہ روایت کی ہے زید ابن ارقم نے جس وقت کہ گذرا ہے حامل راس اُن کے مکان کے غرفہ کے پاس سے۔ اور بدن مبارک بھی نور سے چمکتا تھا۔ جیسا کہ روایت اسدی میں ہے جو کہ زراعت کرتا تھا نہر علقمہ پر (اس کا بیان ہے کہ میں نے دیکھا کہ امام حسین ع کی نعش مبارک مثل آفتاب کے چمک رہی ہے)۔

حضرت موسیٰ ع کے لئے چشمہ جاری ہوا پانی کا پتھر سے۔ اور تحقیق کہ اثر ظاہر ہوا جبکہ مارا ہے جناب موسیٰ ع نے بنفس نفیس اپنے عصا سے پتھر پر۔ یہانتک کہ پھوٹ کر نکلے اس سے کئی ایک چشمے کرامۃً و اعجازاً۔

اور امام حسین علیہ السلام کی مصیبت کے اثرات سے خون تازہ جاری ہوا پتھروں سے۔ جیسا کہ سنگریزوں میں بیت المقدس کے (زمانۂ شہادت میں پایا گیا) اور بعض روایت میں ہے کہ ہر پتھر کا ٹکڑا جو اُٹھایا گیا شہادت کی شب میں تو پایا گیا اُس کے نیچے خون تازہ جوش مارتا ہوا۔ اور یہ کیفیت شب شہادت سے صبح تک تھی۔[1]

اور امام حسین ع کے لئے یہ بھی خصوصیت ہے کہ اُن کے لئے پانی کا چشمہ جاری ہوتا ہے بالخصوص۔ پس پانی کا چشمہ جاری ہوتا ہے خلائق کی آنکھوں سے اُن کی مصیبت میں خواہ مخلوق دکھائی دے یا نہ دکھائی دے۔ بلکہ وہ لوگ جو امام حسین ع کے اسم مبارک کو زبان پر جاری کرتے ہیں اُن کی آنکھوں سے آنسو رواں ہوتے ہیں جیسا کہ امام علیہ السلام سے روایت ہے کہ انا قتیل العبرۃ۔۔الخ اور یہ ثابت ہے حضرت ع کے اسم مبارک کے لئے بالخصوص نہ یہ کہ وہ مصیبت جو آنحضرت ع پر نازل ہونے والی تھی اور اس سے لوگ مطلع ہوئے تو آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے (بلکہ نام امام حسین ع کی یہ صفت ہے) اور یہ امر اُس وقت ثابت ہوا جب سے اسماء مبارکہ خلق ہوئے۔ اور یہ تحقیق کہ ثابت ہوا یہ اثر جبکہ (جناب) آدم ع کو اسماء کی تعلیم دی گئی جیسا کہ روایت میں ہے تفسیر میں خداوند عالم کے قول "فتلقیٰ آدم من ربه کلمات فتاب علیه انه هو التواب الرحیم" جب نام امام حسین ع کو جناب آدم ع نے اپنی زبان پر جاری فرمایا تو آنکھوں سے آنسو رواں ہوئے۔[2]

موسیٰ ع وہ ہیں جن کے لئے نازل ہوا "من وسلویٰ" آسمان سے ___ اور (امام) حسین ع وہ ہیں جن کے لئے کثرت سے میوے جنت سے آئے۔ پس کبھی رطب تازہ طبق بلوری میں نازل ہوا۔ اور کبھی طعام مطبوخ آنحضرت ع کے لئے نازل ہوا، اور کبھی انار، اور کبھی سیب، اور یہی وسفرجل نازل ہوئے۔ پس انار

---

[1] کامل الزیارت باب ۳۶ ص ۱۰۸۔ [2] تفسیر صافی۔

اُس وقت مفقود ہوگیا جبکہ جناب فاطمہؑ زہرا نے دنیا سے رحلت فرمائی۔ اور سفرجل بھی اُس وقت غائب ہوگیا جب جناب امیرالمومنینؑ ابن ملجم لعین کی ضربت سے شہید ہوئے۔ اور سیب باقی تھا امام حسین علیہ السلام کے پاس یوم عاشورہ تک حضرتؑ غلبۂ تشنگی کے وقت اس کو استشمام فرماتے تھے تو حضرتؑ کو تسکین ہوجاتی تھی اُس کی خوشبو سے پیاس سے۔ جناب امام زین العابدین علی بن الحسینؑ نے فرمایا کہ جب میرے پدر بزرگوار پر پیاس کی شدت ہوتی تھی تو اس کی خوشبو سونگھ لیتے تھے۔ اور جب میرے پدر بزرگوار شہید ہوگئے تو وہ سیب بہشتی غائب ہوگیا۔ اور نہیں پایا گیا اُس کا اثر۔ اور جب میں نے زیارت کی آنحضرتؑ کی قبر کی بعد شہادت کے تو پایا میں نے اس سیب کی خوشبو کو قبر مطہر کے پاس۔ اور جو میرے مخلص شیعوں میں سے امامؑ کی زیارت کرے گا وقت سحر کو تو وہ سونگھے گا خوشبو اس سیب کی۔ (جس کا تذکرہ گذر چکا مختلف کتابوں کے حوالے سے)

موسیٰؑ وہ ہیں کہ جن کے سبب سے طور سینا، کو شرافت و بزرگی ملی کہ حق تعالے (طور سینار کو قرآن مجید میں) بقسم یاد فرمایا ہے خصوصیت کے ساتھ۔

اور امام حسینؑ وہ ہیں کہ اُن کے سبب سے ارض کربلا کو شرافت اور بزرگی حاصل ہوئی مثل اس کے۔ بلکہ روایت میں ہے کہ زمین کربلا طور سینا ہے۔ موسیٰؑ صاحب عصا ہیں جس سے آیات و معجزات ظہور میں آئے جناب موسیٰؑ کے لئے۔ اور امام حسینؑ صاحب سیف (تلوار) ہیں کہ جن کے سبب سے ظاہر ہوئی (امام حسینؑ کے ذریعہ) شجاعت جو بہ جو وراثت میں ملی تھی امام حسینؑ کو نبی اکرمؐ کی جانب سے۔ اسی سبب سے شجاعت حسینیہ ضرب المثل ہوگئی۔ جناب موسیٰؑ نے دُعا مانگی تھی رب اجعل لی وزیرا من اھلی ھٰرون اخی ۔۔ پروردگار! میرے اہل میں سے میرے بھائی جناب ہارونؑ کو میرا وزیر مقرر فرما۔"

اور (امام) حسینؑ وہ ہیں کہ قرار دیا حق تعالیٰ نے اُن کے لئے وزیر اُن کے

بھائی جناب عباسؑ کو اُن کے امر ہیں۔ اور اُن کی وجہ سے امام عالیمقامؑ کی کمر کو مضبوط کیا تھا۔ اور جناب عباسؑ امامؑ کے ناصر تھے۔ اسی وجہ سے جناب امام حسین علیہ السلام نے جناب عباسؑ کی شہادت کے وقت یہ مرثیہ پڑھا تھا "الآن انکسر ظہری" ہائے اے عباسؑ آپ کے مرنے سے (امام) حسینؑ کی کمر ٹوٹ گئی۔

جناب موسیٰؑ کے لئے دریائے نیل میں شگاف ہوا۔ (اور) امام حسینؑ کے لئے بھی۔ اگرچہ موسیٰؑ کیلئے ایک دریا میں شگاف پیدا ہوا۔ یہانتک کہ داخل ہوئے اس میں بنی اسرائیل۔ مگر آنحضرتؑ کی شہادت پر تمام دریا طوفانی ہوگئے یہانتک کہ مچھلیاں تڑپ کر باہر نکل پڑیں اور نوحہ و بکا کیا اس مظلومؑ پر، اُس وقت جب ایک فرشتہ فرشتہائے فردوس اعلیٰ سے دریا پر نازل ہوا۔ اور پھیلا دیا اپنے بال و پر کو دریا پر۔ اور یہ کہا کہ اے اہل دریا اب حزن کا لباس پہن لو اس لئے کہ رسولؐ کا پارہ جگر ذبح کیا گیا۔ [1]

[2] اور بعض روایت میں ہے کہ قریب تھا کہ شق ہو جائیں تمام دریا اور داخل ہو جائیں بعض دریا بعض میں۔ پس مقرر کیا گیا ہر دریا پر ایک ملک اور یہ اُس وقت ہوتا ہے کہ جب گریہ فرماتی ہیں جناب فاطمہؑ امام حسینؑ پر اور شہیقہ فرماتی ہیں۔ اور ظاہر ہوتا ہے بعض روایات سے کہ اکثر و بیشتر جناب سیدہؑ شہیقہ یعنی نالہ و فریاد فرماتی ہیں۔ اسی وجہ سے معصومؑ نے اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد فرمایا کہ کیا تم لوگ اس بات کو دوست نہیں رکھتے ہو کہ تم لوگ فاطمہ زہراؑ کے ناصر و مددگار ہو جاؤ گریہ میں۔

(حضرت) موسیٰؑ نے اپنی قبر خود اپنے ہاتھوں سے کھودی۔ واقعہ یہ ہے کہ حضرت موسیٰؑ راہ چل رہے تھے۔ جب گذرے ایک ایسے شخص کے پاس سے

---

[1] کامل الزیارات باب ۲۱ ص ۶۸۔ [2] کامل الزیارات باب ۲۶ ص ۸۲۔

جو کھود رہا تھا قبر کو۔ تو جناب موسیٰؑ نے دریافت کیا کہ یہ قبر کس کے لئے ہے؟ پس اُس شخص نے کہا کہ ایک بندے کے لئے ہے اللہ کے صالحین بندوں میں سے۔ پس حضرت موسیٰؑ نے فرمایا کہ کیا میں بھی اس قبر کے کھودنے میں تمھارا ہاتھ بٹاؤں۔ (پس اُس نے اجازت دی) تو حضرت موسیٰؑ نے قبر کے کھودنے میں اُس کا ہاتھ بٹایا۔ پس جبکہ قبر تیار ہو گئی تو اُس شخص نے جناب موسیٰؑ سے کہا کہ اس میں لیٹ جاؤ تاکہ یہ معلوم ہو کہ اس میں وسعت ہے کہ نہیں۔ پس جناب موسیٰؑ اس قبر میں لیٹ گئے تو دیکھا اپنے مقام کو (جنت میں) پس حضرت موسیٰؑ نے عرض کی کہ بار الہا میری قبض رُوح کا حکم ہو۔ پس جناب موسیٰؑ کی روح اُن کی قبر میں قبض کی گئی۔

اور (امام) حسینؑ چونکہ تین روز تک مدفون نہیں ہوئے (اس لئے) قرار دیا اللہ نے کھودنے والا انکی قبر کا بلکہ اُن کے اصحاب کی قبروں کا رسول اللہؐ کو۔ پس روایت[1] میں وارد ہوا ہے کہ دیکھا جناب ام سلمہؓ نے عالم رویا میں جناب رسالتمآبؐ کو یوم عاشورہ کہ آنحضرتؐ غبار آلود ہیں، سر مبارک پر خاک پڑی ہے۔ پس فرمایا جناب اُم سلمہؓ نے کہ یا رسول اللہؐ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہو جائیں یہ کیا حال ہے؟ حضرتؐ نے فرمایا کہ اشقیاء اُمت نے میرے فرزند امام حسینؑ پر حملہ کیا اور اُن کو قتل کر ڈالا۔ اور میں نے اپنے فرزند حسینؑ کو مقتول دیکھا۔ میں ابھی تک اپنے فرزند حسینؑ کی اور اُن کے اصحاب کی قبریں کھودنے میں مصروف تھا۔

(حضرت) موسیٰؑ کو جب نکالا تھا آل فرعون نے دریا سے۔ پس آئیں حضرت موسیٰؑ کی بہن تاکہ حضرت موسیٰؑ کی حالت معلوم کریں کہ انجام کار کیا ہوتا ہے۔

---

[1] روایت مذکورہ شب یازدہم ماہ محرم یا شب دوازدہم ماہ محرم سے متعلق ہے۔
(ریاض الاحزان)

پس وہ جناب موسیٰؑ کو دُور سے دیکھ رہی تھیں۔ اور آلِ فرعون کو اس کا علم نہیں تھا کہ خواہرِ موسیٰؑ دیکھ رہی ہیں۔ پس دیکھا کہ خواتینِ مصر نے اُن کو (یعنی جناب موسیٰؑ کو) اپنی فرزندی میں لے لیا ہے اور ہاتھوں ہاتھ ایک دوسرے کو دیتی ہیں، اور ایک دایہ سے دوسری دایہ کی گود میں جناب موسیٰؑ جاتے ہیں اور بہت سی عورتیں جمع ہوئی ہیں تاکہ اُن کے پستان کے ذریعہ جناب موسیٰؑ کی رضاعت ہو۔ پس جناب موسیٰؑ کسی کے پستان کو قبول نہیں فرماتے تھے۔ پس بہن اُن کی آئیں اور کہا کہ میں خبر دوں اس فرزند کے لئے ایک ایسی مرضعہ (دودھ پلانے والی) کی جو اس کی صحیح کفالت کر سکتی ہے (جس کی تفصیل قرآن مجید میں موجود ہے)۔

اور (امام) حسینؑ جب گھوڑے سے زمین پر گرے تو گھیرے ہوئے تھی آلِ سفیان۔ اور جب کافی دیر ہو چکی کہ امام مظلومؑ اپنے اہل کے پاس نہیں آئے تو نکلیں خیمے سے امام مظلومؑ کی بہن جناب زینبؑ تاکہ معلوم کریں کہ انجام کار کیا ہوتا ہے۔ پس جناب زینبؑ نے ملاحظہ فرمایا امام مظلومؑ کو دور سے کہ وہ نرغۂ اعداء میں ہیں۔ جسم مبارک خون میں ڈوبا ہوا ہے۔ چاروں طرف سے تلوار و نیزہ اور تیر و نبر امام عالیمقامؑ پر برس رہے ہیں۔ تو جناب زینبؑ نے فریاد کی اور استغاثہ فرمایا لشکرِ فرعون کی طرف اور فرمایا کہ "یا ابن سعد أیقتل ابو عبد اللہ الحسینؑ و انت تنظر اے ابن سعد آیا ابو عبد اللہ حسینؑ قتل کئے جا رہے ہیں اور تو دیکھ رہا ہے"۔

اور (حضرت موسیٰؑ) جب اپنے اہل و عیال کو لیکر روانہ ہوئے اور پہونچے وادیٔ سینا کی طرف۔ اور تحقیق کہ نازل ہوئی اُن پر مصیبت ٹھنڈک کی اور بارش کے سبب تاریکیٔ شب میں۔ اور قادر نہیں ہوئے آگ کے روشن کرنے پر۔ پس دیکھا جناب موسیٰؑ نے طور کی جانب آگ۔ پس فرمایا اپنے اہل سے "اذ قال موسیٰ لاھلہ امکثوا انی آنست نارًا سآتیکم

مضا بخبر او اٰتیکم بشہاب قبس لعلکم تصطلون جناب موسیٰؑ اپنے گھر والوں سے کہا کہ تم یہاں ٹھہرو میں ایک آگ دیکھ رہا ہوں۔ میں بہت جلد آگ کے پاس سے تمہارے پاس کوئی خبر لاتا ہوں یا کوئی دہکتا ہوا انگارہ لاتا ہوں تاکہ ہم اور تم تاپیں (اور ٹھنڈک دور ہو جائے) یا پاؤں آگ کے ذریعہ سے راستہ ہدایت تک پہونچنے کے لئے جو مجھ سے گم ہو گیا ہے۔۔"

پس اگر تم چاہو قصد کرو کلیم اللہ سے (امام) حسینؑ ابن رسول اللہ کا جس نے فرمایا تھا اپنے اہلبیت سے کہ میں وادیٔ مقدس اور بقعۂ مبارکہ میں آتش جنگ کو مشتعل پاتا ہوں۔ پس میرے ساتھ چلو کیونکہ خداوند عالم کے علم میں یہ بات گذر چکی ہے کہ تم لوگ دشمنوں کے ہاتھوں میں اسیر ہو گے۔ جناب موسیٰؑ سبزی نوش فرماتے تھے بھوک کے سبب سے یہانتک کہ شکم مبارک سبز ہو گیا تھا۔

اور (امام) حسینؑ کے تمام بدن اور سر اور بال اور کھال سے خون کی سرخی دکھائی دیتی تھی اور لبہائے مبارک کبود ہو گئے تھے پیاس کی شدت سے۔

باب اسماعیل الذبیح

(جناب) اسماعیلؑ نے اپنے نفس کو حوالہ کر دیا تھا تاکہ اُن کے والد ذبح کو میں اللہ سے تقرب حاصل کرنے کے لئے۔ پس جناب ابراہیمؑ نے اپنے فرزند جناب اسماعیلؑ کو قربان کرنے کے لئے خالق کی بارگاہ میں ذبح کرنے کے لئے لٹا دیا اس حال میں کہ ذبح میں نرمی کا ارادہ تھا اور احسان تھا ذبح میں۔ پس خداوند عالم نے

(جناب ابراہیمؑ کی) توصیف کی علم کے ساتھ۔

(اور امام) حسینؑ بھی حلیم تھے۔ سپرد فرمایا اپنے نفس کو (درمیان جب دشمنوں کے) دین اسلام کی بقا کے لئے۔ پس تحقیق کہ قتل اُن کو (امام حسینؑ کو) اُن کے دشمنوں نے بیدردی کے ساتھ کیا کہ ایسا کبھی قتل واقع نہیں ہوا اور نہ کبھی ایسا قتل واقع ہوگا۔ اور جبکہ تو ملاحظہ کرے جمیع جہات کو اور کیفیات کو مصیبت میں امام مظلومؑ کے تو تمہیں معلوم ہوگا کہ ایسے مصائب امام حسینؑ پر واقع ہوئے کہ نہیں واقع ہوں گے ایسے مصائب (کسی پر) اس کے بعد۔

باب اسمٰعیلؑ صادق الوعد

یہ اسماعیلؑ وہ ہیں جن کا ذکر خداوند کریم نے قرآن مجید میں اس عبارت سے فرمایا ہے .. واذکر فی الکتاب اسماعیل انہ کان صادق الوعد وکان رسولاً نبیاً اور بیان کر دکتاب اسمٰعیل کا قصہ کہ وہ وعدے میں سچے تھے اور رسول و نبی تھے۔"

اور یہ اسماعیلؑ، اسماعیلؑ ابن ابراہیمؑ کے علاوہ ہیں۔ بلکہ اسماعیلؑ ابن خرقیل تھے۔ وہ اپنی امت کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے تھے۔ پس اُن کی اُمت نے اُن کو گرفتار کر لیا اور اُن کے چہرہ کی کھال جدا کردی۔ پس خداوند عالم نے بھیجا اُن کی طرف (اسماعیلؑ کی طرف) مطاطائیل ملک عذاب کو اس لئے کہ وہ انتقام لے اُن کے دشمن سے۔ پس فرمایا جناب اسماعیلؑ ابن خرقیل نے

(کہ انتقام کے بارے میں) میں پیروی کروں گا حسین ابن علی علیہما السلام کی۔ (پس وہ یعنی اسماعیلؑ ابن حزقیل تاسی کرنیوالے تھے امام حسینؑ کی صرف چہرے کی کھال جدا ہونے میں فی الجملہ۔ (پس) میرے ماں باپ فدا ہو جائیں اُس مستضعف غریب پر کہ جس کے بدن کی کھال جدا کی گئی تیروں، تلواروں اور نیزوں سے۔ اور اُن کے ساتھ زیادتی یہ کی گئی کہ جسم مبارک کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے گئے۔ جیسا کہ مرثیہ پڑھا ہے امام حسینؑ نے اپنے نفس کا "کانی باوصالی تقطعها عسلان الفلوات گویا کہ میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں کہ جنگل کے بھیڑیئے (یعنی دشمنان خدا) میرے بدن کے ٹکڑے ٹکڑے کر رہے ہیں۔" [۲]

باب داؤدؑ نبی

(عتاب) داؤد وہ ہیں کہ جن کے حق میں خداوند عالم کا ارشاد ہے۔ "واذکر عبدنا داؤد ذا الاید انه اواب اور یاد کرو ہمارے بندے داؤدؑ کو کہ وہ کثرت سے نوحہ کرنے والے تھے اور وہ توبہ کرتے تھے خداوند عالم کی بارگاہ میں" اور وہ نوحہ کرتے تھے اپنی خطاؤں پر (خطا بمعنی ترک اولیٰ کے ہیں اس لئے کہ انبیاء معصوم ہوتے ہیں) اور جب وہ منبر پر تشریف لیجاتے تھے (وعظ و

---

[۱] کامل الزیارات باب ۱۹ ص ۶۵۔ [۲] بحار الانوار ج ۱۰۔

نصیحت کے لئے) اور کثرت سے لوگ (اس مجلس میں) جمع ہوتے تھے اور وہ گریہ کرتے تھے جناب داؤدؑ کے ساتھ اور نوحہ کرتے تھے یہانتک کہ شدت گریہ سے بہت سے لوگ مرجاتے تھے اپنے گناہوں پر۔ اور لحن داؤدی پر۔

اور (امام) حسین علیہ السلام وہ ہیں کہ جن کی آواز استغاثہ بلند ہوئی کہ میرا کوئی گناہ نہیں ہے۔ پس کچھ لوگوں نے اُس وقت اپنے نفوس کو پیش کیا امامؑ کی نصرت میں اور نوحہ کیا امام حسین علیہ السلام کی نعش پر پرندوں اور وحشی جانوروں نے۔ اور ایک قوم نے جو امام عالیمقامؑ کو دوست رکھتی اُن کی مصیبت پر نوحہ وماتم کیا اور کرتی رہے گی قیامت تک۔

باب سلیمانؑ نبی

(جناب) سلیمانؑ وہ ہیں کہ ان کو خداوند عالم نے ملک عظیم عطا فرمایا۔ اُن کے تابع جن اور انس، وحش اور پرندے قرار دیئے۔ اور ہوا اُن کے تابع تھی۔ اگر سلیمانؑ پیغمبر اُن کو کسی شئے کے بجالانے کے لئے حکم فرماتے تھے تو فورًا وہ حکم کی تعمیل کرتے تھے۔ اور جب اُن کو طلب کرتے تھے تو وہ فورًا حاضر ہو جاتے تھے۔

اور لیکن سلیمانؑ کربلا حضرت امام حسین علیہ السلام وہ ہیں کہ جن کے تابع قرار دیئے گئے آسمان کے سات طبق اور زمین کے سات طبق اور وحش اور پرندے اور ہوائیں اور سارے سمندر۔ بلکہ وہ تمام چیزیں جنکو خداوند عالم نے خلق فرمایا ہے۔ یہانتک کہ جنت وجہنم اور وہ چیزیں جو دکھائی دیتی ہیں،

اور وہ چیزیں جو نہیں دکھائی دیتیں ہیں۔ پس کل کائنات نے صیحہ کیا اور فریاد کی جبکہ صرف امام مظلومؑ کا سرِ مبارک تن سے جدا کیا گیا۔ جس کی تفصیل کو ہم اُس کے محل میں بیان کریں گے۔ ؎

جنابِ سلیمانؑ کی آزمائشوں میں سے ایک آزمائش یہ تھی کہ اُن کی کرسی پر ایک جسد ڈال دیا گیا اور کہا گیا ہے کہ وہ جسد اُن کے بیٹے کا تھا جو اُن کی کرسی پر ڈال دیا گیا اس حالت میں کہ وہ مردہ تھا۔ پس جناب سلیمانؑ نے توبہ کی۔

(اور امام) حسینؑ وہ ہیں کہ اُن کے سامنے اُن کے فرزند حضرت علی اکبرؑ کا بدن ٹکڑے ٹکڑے کر کے ڈال دیا گیا۔

(جناب) سلیمانؑ وہ ہیں کہ اُن کے دستِ مبارک سے انگوٹھی نکال لی گئی۔

(اور امام) حسینؑ وہ ہیں کہ اشقیاءِ اُمت نے آنحضرتؑ کے دستِ مبارک سے مع انگلی کے انگوٹھی لے لی۔

باب عیسیٰؑ نبی

(جناب) عیسیٰؑ بیٹے ہیں جناب مریمؑ عذرا کے۔

(اور امام) حسینؑ بیٹے ہیں (جناب) فاطمہؑ زہرا کے

؎ ملاحظہ ہو کامل الزیارات باب ۲۶ از ص ۷۹ تا ۸۳۔

(جناب) عیسیٰؑ کی مادرِ گرامی حضرت مریمؑ کو ملائکہ نے پکارا۔ یا مریمُ
انّ اللہ اصطفاکِ وطہّرکِ واصطفاکِ علیٰ نساءِ العالمین
"اے مریمؑ بیشک اللہ نے آپ کو منتخب کرلیا اور پاک و پاکیزہ بنایا اور چن لیا
عالمین کی تمام عورتوں پر۔"
(اور امام) حسینؑ بیٹے ہیں اُس کے جسے ملائکہ نے پکارا (یعنی فاطمہؑ)
(جناب) عیسیٰؑ روح اللہ اور اللہ کے کلمہ ہیں۔
(اور امام) حسینؑ اللہ کے نور ہیں اور اُس کی رحمت کے دروازے ہیں۔
عیسیٰؑ بیٹے ہیں جناب مریمؑ کے جو اُس زمانہ کی عورتوں کی سردار تھیں۔
(اور امام) حسینؑ بیٹے ہیں سیّدۃ نساء العالمین یعنی جناب
فاطمہ زہرا صلوات اللہ وسلامہٗ علیہا کے جو عالم کی کل عورتوں کی
سردار ہیں۔

اور سلام عیسیٰؑ بن مریمؑ روح اللہ پر (کہ اس سے مراد یا عیسیٰؑ بن
مریمؑ ہیں) جو تکیہ لگاتے تھے پتھر پر۔
یا وہ عیسیٰؑ کہ جن کے تن پر سر نہ تھا تاکہ وہ تکیہ لگاتے مٹی پر یا
پتھر پر۔
یا وہ عیسیٰؑ ہیں کہ زیبِ تن فرماتے تھے کھردرا لباس۔
یا وہ عیسیٰؑ ہیں کہ جن کے بدن پر لباس نہ تھا (بلکہ تین دن تک
نعش مبارک بیگور و کفن جلتی ہوئی ریت پر پڑی رہی۔
یا وہ عیسیٰؑ ہیں جو گیاہ جنگل کو نوش فرماتے تھے۔
یا وہ عیسیٰؑ ہیں جنھوں نے تین دن تک کچھ نہ کھایا۔
یا وہ عیسیٰؑ ہیں کہ جن کے پاس مال نہ تھا کہ جسے لوٹ کر ادھر اُدھر
لے جایا جاتا۔
یا وہ عیسیٰؑ ہیں جن کے خیام لوٹ لئے گئے اور لباس بدن سے جدا

کر لیا گیا ۔

یا وہ عیسیٰ ہیں کہ جن کے پاس کوئی اولاد نہ تھی جس سے وہ رنجیدہ ہوتے۔

یا وہ عیسیٰؑ ہیں جن کی اولاد تھی ۔ جن کی مصیبت میں اُن کے قویٰ کمزور ہو گئے اور اُن کی آنکھوں میں تاریکی چھا گئی لیکن صبر فرمایا اس مصیبت پر اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے ۔

یا وہ عیسیٰؑ ہیں کہ جن کا سایہ ایام سرما میں مشرق و مغرب کی زمین تھا۔ (یعنی وہ ایام سرما میں زمین پر زیر آسمان زندگی گذارتے تھے ۔

یا وہ عیسیٰؑ ہیں جن کے بدن مبارک پر سایہ نہ تھا بلکہ تمازت آفتاب میں تین دن تک نعش مبارک جلتی ہوئی ریت پر پڑی رہی ۔

یا وہ عیسیٰؑ ہیں کہ جن کی سواری اُن کے دونوں پاؤں تھے ۔ اور اُن کے خادم اُن کے دونوں ہاتھ تھے ۔

یا وہ عیسیٰؑ ہیں کہ اشقیاء اُمت نے اُن کو نہیں چھوڑا کہ قیام فرماتے ۔ اور قطع کر لیا اُن کی ہتھیلی کو ۔ پھر قطع کر دیا دونوں ہاتھوں کو بعد شہادت کے ۔ اور قطع کر دیا انگشت مبارک کو انگوٹھی لینے کے لئے ۔

المقصد الرابع

چوتھا مقصد:

اُس چیز کے بیان میں جو عطا کی گئی انبیاء کو امام حسین علیہ السلام کے صفات و خصوصیات سے

جان لو کہ عطا کی گئیں انبیاء کو (امام) حسین علیہ السلام کی جانب سے دو چیزیں۔

(۱) اوّل یہ کہ آنحضرت (امام حسینؑ) اُسوہ حسنہ تھے انبیاءؑ کے لئے۔ پس جبکہ کسی قسم کی مصیبت نازل ہوتی تھی انبیاء میں سے کسی ایک نبی پر تو وہ تاسی کرتے تھے امام حسین علیہ السلام کی۔ اور وہ صبر کرتے تھے اُس مصیبت پر تاسی کرتے ہوئے امام حسینؑ کی۔ اسی وجہ سے امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ایک روز امام حسینؑ سے "یا ابا عبد اللہ اسوۃ انت قدمًا یا ابا عبداللہ تم اسوہ ہو (لوگوں کے لئے) پہلے سے۔"

(۲) دوسرے یہ کہ ہر وہ شخص جو شدت بلا میں گرفتار ہوا پس تحقیق کہ اُس کے لئے خوشی (و فرج) حاصل ہوئی اُس وقت جبکہ اُس نے جاری کیا امام حسینؑ کے اسم مبارک کو (اپنی زبان پر)۔

اور اس باب میں چند روائتیں ہیں۔

۱۔ پہلی روایت قبولی توبہ میں جناب آدمؑ کے اُس وقت جبکہ تعلیم دی حقتعالیٰ نے جناب آدمؑ کو پنجتنؑ پاک کے اسماء مبارکہ کی۔

پس جناب آدمؑ کی دعا مستجاب ہوئی اُس وقت جب "بحق الخمسینؑ" کو اپنی زبان (مبارک) پر جاری فرمایا۔

۲ دوسری روایت ٹھہرنے میں ہے سفینۂ نوحؑ کے اُس وقت جبکہ وحی ہوئی جناب نوحؑ کی جانب کہ تم توسل کرو پنجتنؑ پاک سے۔ پس ٹھہر گئی جناب نوحؑ کی کشتی (کوہِ) جودی پر جب نوحؑ نے (اپنی زبان مبارک پر) "بحق الخمسین" کو جاری فرمایا۔

۳ تیسری روایت استجابت دعا میں ہے جناب زکریاؑ کے۔ اُس وقت جبکہ فرمایا ہے اپنی زبان مبارک سے "فھب لی من لدنک ولیا" پالنے والے بس مجھکو عطا فرما اپنی جانب سے ولی۔" پس تعلیم دی خداوند عالم نے جناب زکریاؑ کو پنجتنؑ پاک کے اسماء مبارکہ کی۔ پس حاصل ہوئی بشارت جناب زکریاؑ کو جناب یحییٰؑ کی جس وقت جناب زکریاؑ نے اپنی زبان مبارک پر "بحق الخمسینؑ" کو جاری فرمایا ہے۔

۴ چوتھی روایت نجات جناب یونسؑ میں ہے ماہی کے شکم سے۔ پس تحقیق کہ دعا مانگی اُس نے (جناب یونسؑ نبی نے) پنجتنؑ پاک کے حق کا واسطہ دیکر۔ اور حاصل ہوئی فرج (وخوشی) جناب یونسؑ کے لئے۔ یعنی شکم ماہی سے باہر نکلے جب اُنھوں نے اپنی زبان مبارک پر "بحق الخمسینؑ" جاری فرمایا۔

۵ پانچویں روایت دفع بلیات میں ہے جناب ایوبؑ کے۔ پس تحقیق کہ اُن کو حاصل ہوئی فرج وخوشی جس وقت کہ اُنھوں نے دعا مانگی توسل سے پنجتنؑ پاک کے۔ اور ندا دی خداوند عالم نے اپنے اس فرمان سے "ارکض برجلک ھذا مغتسل بارد..... الخ اپنے پاؤں سے زمین پر ٹھوکر مارو یہ غسل کرنے کے لئے ٹھنڈا پانی موجود ہے" اُس وقت یہ ندا آئی جب جناب ایوبؑ نے اپنی زبان مبارک پر "بحق الخمسینؑ"

جاری فرمایا۔

۶۔ چھٹی روایت حصول فدیہ میں ہے جناب اسمٰعیلؑ کے لئے۔ اس لئے کہ روایت میں وارد ہوا ہے کہ "ذبح عظیم" سے مراد (امام) حسین علیہ السلام ہیں۔ اور اس کے معنی یہ نہیں کہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ جناب اسمٰعیلؑ افضل ہیں حضرت امام حسین علیہ السلام سے)۔

۷۔ ساتویں روایت خروج میں جناب یوسفؑ کے ہے کنویں سے پس تحقیق کہ یہ چیز حاصل ہوئی جناب یوسفؑ کے لئے توسل سے پنجتن پاکؑ سے اور وہاں ایک قافلہ آگیا۔ انھوں نے اپنے سقے کو بھیجا۔ اس نے اپنا ڈول ڈال دیا۔ یہ اس وقت کا واقعہ ہے کہ جب جناب یوسفؑ نے اپنی زبان مبارک پر "بحق الحسینؑ" کو جاری فرمایا۔

۸۔ آٹھویں روایت رہا ہونے میں ہے جناب یوسفؑ کے قید خانہ سے۔ پس تحقیق کہ جناب یوسفؑ نے توسل فرمایا ہے پنجتن پاکؑ سے بعد چند سال کے۔ پس جبکہ اپنی زبان مبارک سے فرمایا "بحق الحسینؑ" "امام حسینؑ کے حق کا واسطہ"، فوراً قید خانہ والا (ساقی) آیا اور جناب یوسفؑ سے کہا "اے صدیق ہم کو خبر دو" آخر قصہ۔

۹۔ نویں روایت دور ہونے میں غم یعقوبؑ کے ہے۔ جب تنگ ہوگیا امر جناب یعقوبؑ پر (جناب یوسفؑ کے سلسلے میں) تو فرمایا جناب یعقوبؑ نے "اما ترحمنی الخ کیا تو مجھ پر رحم نہ کریگا۔" ۔ (فراق یوسفؑ میں) "میری آنکھیں زائل ہوگئیں اور آنکھوں کی قوت بصارت ختم ہو چکی ہے (فراق یوسفؑ میں)"

پس خداوند عالم نے وحی فرمائی اس (جناب یعقوبؑ) کی طرف "قل اللھم انی اسئلك بحق محمدؐ و علیؑ و فاطمۃؑ و الحسنؑ و الحسینؑ" "تم دعا مانگو کہ بار الہا میں تجھ سے سوال کرتا ہوں حق کا واسطہ دیکر محمدؐ اور

علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ کے ذریعہ کہ تو رد فرما دے میری دونوں آنکھوں کو اور میری آنکھوں کے نور کو۔ پس بمجرد تلفظ حسینؑ سے بشیر آیا اور جناب یوسفؑ کی خوشخبری دی۔ اور جناب یعقوبؑ بینا ہو گئے۔

۱۰ دسویں روایت یہ کہ (یعنی جب کبھی شدت انبیاء پر واقع ہوئی ہے تو فرج اس وقت حاصل ہوئی ہے جب ان کی زبان پر نام (امام) حسینؑ آیا۔

اس دسویں روایت میں بعض اس مطلب کی اور اس کے علاوہ بہت سی روائیتیں (اس مطلب کی) جو وارد ہوئی ہیں دُور ہونے میں انبیاء کے کرب و بے چینیوں کے اور دُور ہوتی ہیں ان سے بلائیں ذکر امام حسینؑ کے ساتھ۔ اس قسم کی حدیثیں بکثرت ہیں۔ اور کبھی نام امام حسینؑ لینے کے ساتھ اُن (انبیاء) پر بکا کا غلبہ ہوا ہے۔ حالانکہ اُن کو سبب گریہ کا علم نہیں تھا جیسا کہ ذکر کیا گیا ہے آیات کے ذکر میں کہ جب انبیاءؑ کی زبان پر مصیبت کے وقت نام حسینؑ آتا تھا تو فوراً اُن کی دُعا مستجاب ہوتی تھی۔

مصنف فرماتے ہیں کہ ہم بھی بے چین ہیں گناہگار ہونے کی بنا پر اور عظیم ہو گئی ہے آزمائش اُن خطاؤں سے جن خطاؤں نے ہمیں ہلاک کر دیا ہے۔ پس سوال کرتے ہیں ہم حقتعالیٰ سے حق کا واسطہ دیکر محمدؐ اور علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ کا۔ اور جب ہم جاری کرتے ہیں اپنی زبان پر نام امام حسینؑ کو تو منکسر ہو جاتے ہیں ہمارے قلوب اور جاری ہو جاتے ہیں آنسو ہماری آنکھوں سے اس لئے کہ ہمیں علم ہے اُن مصیبتوں کا جو امام مظلومؑ پر نازل ہوئیں۔ یعنی ہم سوال کرتے ہیں خدا کی بارگاہ میں کہ حقتعالیٰ دُور کر دے ہم سے بلاؤں کو امام حسینؑ کے نام کی برکت سے اور تاثیر سے اسم مبارک کی۔

العنوان الثانی عشر ۱۲

(بارھواں عنوان)

امام حسینؑ کے ان خصوصیات کے بیان میں جو متعلق ہیں افضل انبیاء صلوات اللہ علیہ وآلہ سے۔ (یعنی اُن خصوصیات کے بیان میں جو نانا نواسے میں پائے جاتے ہیں) اور یہ خصوصیات حسینیؑ زیادہ ہیں اُن خصوصیات پر جس کا ذکر حسن کا ذکر ہوتے عنوان کی چوتھی قسم میں یوں کیا گیا ہے کہ وہ چیزیں جو امام عالیمقامؑ کو اللہ نے عطا کی ہیں افضل انبیاء سے۔ اور مراد یہاں پر اس بات کو بیان کرنا ہے کہ افضل انبیاء کے تمام فضائل و امتحانات ثابت ہیں امام حسینؑ کے لئے جیسا کہ یہ ثابت ہے کہ تمام انبیاء کے امتحانات (جو متفرق طور پر اُن کے ہوئے ہیں وہ سب) جمع ہو گئے ہیں ذات سیدالشہداءؑ میں۔

۱؎ پس ہم کہتے ہیں کہ جناب محمد مصطفےٰ افضل ہیں جمیع مخلوقات سے۔ لہٰذا آنحضرتؐ افضل ہیں امام حسینؑ سے۔ مگر امام حسینؑ افضل ہیں مخلوقین سے اور افضل مخلوقین امام حسینؑ سے ہیں۔ (اور یہ ارشاد نبویؐ حسینؑ منی وانا من الحسینؑ سے ثابت ہے)

۲؎ جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیدالانبیاء ہیں اور امام حسینؑ سیدالشہداء ہیں۔

۳؎ جناب محمد مصطفےٰ خاتم النبیین ہیں اور امام حسینؑ خاتم الشہداء ہیں (یعنی اُن کے بعد کوئی خاتم الشہداء نہیں ہو سکتا)۔

۴؎ جناب محمد مصطفےٰ رحمۃ للعالمین ہیں کیونکہ مختلف جہات سے فیض عام ہے پیغمبر خدا کے ذریعہ سے۔ اور امام حسینؑ بھی رحمۃ للعالمین ہیں کیونکہ مختلف جہات سے امام حسینؑ کے ذریعہ سے بھی فیض عام ہے۔

۵؎ جناب محمد مصطفےٰ شاہد اور مبشر ہیں۔ اور امام حسینؑ شہادت دینگے قیامت میں اس کے لیے جو اُن کا زائر ہوگا اور جو اُن پر گریہ کرتا ہے۔ ایسی شہادت دینگے کہ اس کے امر کی اصلاح ہو جائیگی۔

۱؎ کامل الزیارات باب ۲۷ از ص ۱۰۹ تا ۱۱۱ -

اور امام حسینؑ جو اُن پر گریہ کرتا ہے بشر ہیں اس وقت (بھی کیونکہ) امام حسینؑ بھی عرش سے رُونے والے کو نداد یتے ہیں کہ اے رُونے والے (میری مصیبت پر) اگر تو جان لے کہ کیا (ثواب) اللہ نے مہیا کیا ہے تیرے لئے تو تو زیادہ خوش ہوگا مقابلہ میں تیرے گریہ کے (جو مجھ پر کر رہا ہے)۔

عـ۶ جناب محمد مصطفےٰ کو مخصوص کیا خداوند عالم نے اپنے اس قول۔ انا اعطینٰک الکوثر،، سے۔ اور امام حسینؑ کو بھی اللہ نے کوثر عطا کیا۔ اور اس کوثر کے فیوض و برکات سے یہ ہے کہ جب اس کو امام کی مصیبت پر گریہ کرنے والا پیئے گا تو خوش ہوگا۔ جیسا کہ مسمع ابن عبدالملک کی روایت میں ہے۔

عـ۷ جناب محمد مصطفےٰ کو خداوند عالم نے وسیلہ عطا فرمایا جو شفاعت کے مقامات میں سے ایک مقام ہے۔ اور امام حسینؑ کو بھی اللہ نے وسیلہ قرار دیا ہے (خصوصیت کے ساتھ)

عـ۸ جناب محمد مصطفےٰ کی شان میں خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے۔ عسیٰ ان یبعثک اللہ مقاماً محموداً ۔ اور مقام محمود مقام شفاعت میں سے ایک عظیم مقام ہے۔ اور امام حسینؑ نبی کریمؐ کے اسباب شفاعت میں ایک عظیم سبب ہیں۔ کیونکہ حدیث میں مرقوم ہے کہ جب امام حسینؑ کی خبر شہادت نبیؐ کو دی گئی تو جبرئیل نے فرمایا کہ اگر آپ چاہیں کہ آپ کے دونوں فرزندوں کی شہادت آپ کی اُمت عاصی کی شفاعت کیلئے ذخیرہ قرار پائے تو آپ اُن کی شہادت پر راضی ہو جائیں۔ اور اگر آپ چاہیں تو خداوند عالم کی بارگاہ میں دُعا کریں کہ خداوند عالم ان دونوں (شاہزادوں) کو زہر و قتل سے محفوظ رکھے۔ (مگر یہ کہ شفاعت کے اسباب میں سے دو سبب کم ہو جائیں گے)

عـ۹ جناب محمد مصطفےٰ کے ہر عضو بدن کے لئے ایک ظاہری کرامت اللہ نے قرار دی ہے جس کی تفصیل ہم نے اُن کے حالات کے ابواب میں لکھی ہے۔ اور امام حسینؑ پیغمبر خدا کے اعضائے شریفہ کی کرامات کے مظہر ہیں۔ کیونکہ امام حسینؑ کا گلوئے مبارک اور اُن کی پیشانی دونوں چمکتی تھیں۔ کیونکہ امام عالیمقامؑ کے گلوئے مبارک اور پیشانی کا پیغمبر خدا بہت بوسہ لیتے تھے (تو اس سے معلوم ہوا کہ امامؑ کے گلے اور

پیشانی کا چمکنا جناب پیغمبرؐ خدا کے لب کی کرامت ہے)۔ اور جناب پیغمبرؐ خدا امام حسینؑ کے ناف کے اوپر کے حصہ کا بوسہ لیتے تھے۔ مگر اس کا سبب نہیں معلوم تھا کہ آنحضرتؐ اس جگہ کا بوسہ کیوں لیتے تھے۔ یہاں تک کہ (کربلا میں دسویں محرم) تیر سہ شعبہ قلب امام حسینؑ پر لگا جو حقیقۃً قاتل امامؑ تھا (یعنی اس تیر کے لگنے کے بعد اگر قاتل سر مبارک کو جدا نہ کرتا تب بھی شہادت واقع ہو جاتی) پس معلوم ہوا کہ رسول اللہؐ امام عالیمقامؑ کے ناف کے اوپر کا (جو قلب پا کا ہے) اسی وجہ سے بوسہ لیتے تھے۔ اور نبیؐ کا امام حسینؑ کے قلب کے اوپر کا بوسہ لینا ان کے معجزات میں سے ایک معجزہ ہے۔

۱۰۔ جناب محمد مصطفےٰؐ کے لئے معراج ہے مخصوص کیفیتوں کے ساتھ۔ اور امام حسینؑ کیلئے بھی معراج ہے مخصوص کیفیتوں کے ساتھ۔ پس ان کیلئے معراج جسمانی بھی ہے ان کی شہادت کے دن اور معراج روحانی بھی ہے۔ (معراج جسمانی تو نعش مبارک فرشتے عرش پر لے گئے۔ اور معراج روحانی تو (خداوند عالم) کی ندائے غیب سے ثابت ہے۔ چنانچہ روایت میں ہے کہ شہادت کے وقت یہ ندا آئی " یا ایتھا النفس المطمئنۃ ۔۔۔۔۔۔ الخ)۔

۱۱۔ جناب محمد مصطفےٰؐ نے خداوند عالم کے اس خطاب " فاصدع بما تؤمر " کے بعد اعلان فرمایا ان تمام احکام کا جن کا اللہ نے انھیں حکم دیا تھا۔ پس تن تنہا اعلان حکم الٰہی کے لئے کھڑے ہو گئے اور ندا دی۔ اور بدر اور حنین اور اس کے علاوہ جنگوں میں اور احزاب میں مصیبتیں برداشت کیں۔

اور امام حسینؑ نے بھی اعلان فرمایا جس کا آپ کو حکم تھا۔ پیغمبرؐ خدا کی روش کے مطابق اعلان حق میں تنہا کھڑے ہوئے اور تنہا ندا دی۔ اور امام عالیمقام کے جہاد میں تمام مشقتیں جمع ہو گئی تھیں یوم عاشورا جو مشقتیں پیغمبرؐ خدا پر پڑی تھیں مختلف جنگوں میں۔ اور سید الشہداءؑ کے لئے تمام سہولتیں (جو جنگ میں ہو سکتی ہیں) ختم ہو گئی تھیں۔ اور ہر ایک کی علٰحدہ علٰحدہ تفصیل ہے۔

اور کیونکہ میں یہ کہتا رہوں گا کہ جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہ فضائل ہیں اور اس کے مطابق امام حسین علیہ السلام کے یہ فضائل ہیں۔ اور پیغمبر خدا نے تو یہ فرما ہی دیا ہے کہ حسینؑ منی وانا من الحسینؑ۔

پس ہم اس عنوان کو ختم کرتے ہیں یہ کہکر کہ جناب محمد مصطفےٰ امام حسینؑ سے ہیں۔ اور حسینؑ محمد مصطفےٰ ص سے ہیں۔ اس کے کہنے میں جناب پیغمبر خدا ص کے فضائل اور ان کی آزمائشوں کی تطبیق میں امام حسینؑ کے لئے ہم لوگوں کیلئے کفایت اور آسانی ہے۔ پس امام حسین علیہ السلام کی تمام آزمائشیں بتحقیق وارد ہو چکی ہیں نبی ص پر۔ تمت بالخیر

والحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی محمد وآلہ اجمعین

الشیخ عطا حسین نجفی

ساکن محلہ دوسی پورہ

بنارس

۲۲ر اپریل ۱۹۷۷ء۔ مطابق

۳ر جمادی الاول ۱۳۹۷ھ

فہرست مضامین

مضمون		صفحہ
	تجہیز مومن	۱۶
	قلب مومن میں سرور داخل کرنا	۱۷
	زیارت امام حسین ع	″
دوسری جہت	زیارت کی خاصیت اور فضائل کا زائرین کے حالات پر منقسم ہونا	۱۸
	اور یہ فضیلتیں زائرین کے سولہ حالات پر منقسم ہوتی ہیں	
تیسری جہت	زائر امام حسین ع گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے خصوصیت کے ساتھ	۲۵
چوتھی جہت	زائر امام حسین ع تمام فضائل زیارت حاصل کرنے کے بعد دوسرے مومنین کی نجات کا سبب بنتا ہے	″
پانچویں جہت	زیارت امام حسین ع کا سلسلہ اپنے وقوع کے اعتبار سے قیامت تک باقی رہتا ہے	۲۶
چھٹی جہت	زیارت امام حسین ع کے سبب سے وہ شئے حاصل ہوتی ہے کہ جس کا حاصل ہونا محال ہے	۲۷
ساتویں جہت	زیارت امام حسین ع کی وجہ سے زائرین اُس شئے کو دیکھتے ہیں کہ جس کا وقوع زائر سے ممکن ہی نہیں	۲۹
آٹھویں جہت	زائر امام حسین ع اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہوگا	″
نویں جہت	زیارت کی ایک خصوصیت خاصہ کا بیان	۳۰
دسویں جہت	زیارت کی مخصوص تاثیرات کا بیان	″
گیارہویں جہت	زیارت امام حسین ع کے عجیب و غریب فضائل کے بیان میں	۳۱
دوسرا باب	زیارت امام حسین ع کی خاص فضیلت کے بیان میں جو تمام فضیلتوں سے ممتاز ہے	۳۴
تیسرا باب	اُن صفات خاصہ کے بیان میں جو زائرین سید الشہداء کو حاصل ہیں	۴۵

مضمون		صفحہ
چوتھا باب	بیان میں ایک اجر خاص کے اور صفت خاص کے جو ممتاز ہے تمام صفات سے	۴۷
پانچواں باب	امام حسینؑ کی زیارت کے احکام خاص کے بیان میں	۵۳
چھٹواں باب	زیارت سید الشہداءؑ کے شرائط و آداب شرعیہ کے بیان میں	۵۶
ساتواں باب	امام حسینؑ کی زیارت کے ترک کرنے میں جو آثار مرتب ہوتے ہیں اُن کے بیان میں	۵۸
آٹھواں باب	امام حسینؑ کی زیارت کے بیان میں جو وقت کے ساتھ مخصوص ہیں	۶۱
نواں باب	زیارت امام حسینؑ کے بدل کے بیان میں	۶۸
دسواں باب	جناب امام حسینؑ کے ان خطابات کے بیان میں جو اُن کی زیارتوں کی عبارتوں میں مذکور ہیں	۷۱
گیارہواں باب	امام حسینؑ کی خصوصیت اُن زائرین کے لحاظ سے جنھوں نے امامؑ کی زیارت اُن کی شہادت سے قبل کی ہے	۱۰۵
بارہواں باب	امام حسینؑ کے اُن زائرین کے بیان میں جنھوں نے امام حسین کی زیارت دفن ہونے کے بعد کی ہے	۱۱۱
آٹھواں عنوان	امام حسینؑ کے اُن خصائص کے بیان میں کہ جن کا تعلق قرآن مجید و کلام معجز سے ہے	۱۲۱
پہلا مقصد	امام حسینؑ قرآن ہیں و کلام اللہ حقیقی ہیں	۱۲۲
دوسرا مقصد	امام حسینؑ قرآن مجید کے تمام صفات و خصائص و فضائل میں شریک ہیں۔	۱۲۳
	قرآن مجید کی چودہ منزلیں ہیں اُن کے بیان میں	
	امام حسینؑ کے فضائل کی چودہ منزلیں ہیں اُن کے بیان میں	

مضمون — صفحہ

مضمون | صفحہ

اہم مقاصد کے بیان میں

مضمون | **صفحہ**

قصیدہ

رہبر بنارسی

مودت کا لبوں تک کھنچ کے جب دم جام آئیگا
تمنائے آل احمد کا نظر انعام آئیگا

کھنکتا ہے جو ساغر دل میں زہراؑ کی محبت کا
چھلک جائیگا آنکھوں سے نکل کر کام آئیگا

جو ہوگا تر ترا دامن مئے اجر رسالت سے
تو دینے داد کوثر کا سمجھ خود جام آئیگا

یہی الفت پکاریگی سر محشر ادھر آجا
تجھے زیر کنار فاطمہؑ آرام آئیگا

جلیگی شمع عصمت دن میں خود پروانے آئینگے
یہاں دن دوپہر بھی لطف وقت شام آئیگا

یہاں ظلمت کسی لمحہ بھی منہ دکھلا نہیں سکتی
اُجالا خود یہاں باندھے ہوئے احرام آئیگا

ضیاء شمع ایمانی ہے گویا چادر زہراؑ
جو اسکی ضو میں آئیگا وہ نیک انجام آئیگا

یہاں شمعوں پہ شمعیں ہیں یہاں جلووں پہ جلوے ہیں
یہاں کیسے نظر پھر سایۂ اجسام آئیگا

فلک اے اثر کر انکی چوکھٹ آپ جو بن گئے
برائے کفو زہراؑ جب علیؑ کا نام آئیگا

مشیت عرش پر خود طے کریگی نسبت زہراؑ
اسی کے واسطے معراج کا پیغام آئیگا

کتاب حق نہیں جبریل سے جو کھینچ دے قدرت
یہ تحفہ لینے خود پیغمبر اسلامؐ آئیگا

طواف شمع مدحت کرتے ہیں لفظوں کے پروانے
برنگ مطلع رہبر کوئی الہام آئیگا

کوئی بھی دور ہو خطرے میں جب اسلام آئیگا
یہ طے ہے فاطمہؑ ہی کا گھرانا کام آئیگا

ودِ زہراؑ ہر اک مشکل میں سب کے کام آئیگا
بنانے اپنی قسمت خود یہاں اسلام آئیگا

کہاں تک حسنا کہکے کسی کو روکے گی دنیا
در عترت پہ ٹھہرا صاحب آلام آئیگا

فدا کر کے یہ اپنے لولو و مرجان بچالیں گی
نبیؐ کا دین جس دم بر سر نیلام آئیگا

خوشا رہبر برابر منقبت زہراؑ کی کرتا رہ
بہت ہی کام تجھ کو یہ ترا اقدام آئیگا

ناشر

جرار حس

بھیک پ

Rs. 12.50

طابع

اکرام حس

پریس بنا